اجتہاد، تقلید، تجدید



کاوش: علی شرف الدین



دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان


بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثالوث

نامقدسات

اجتہاد، تقلید، تجدید

مقدسات مذاہب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمنِ الرَّحیم

﴿لَقَدۡ کانَ فی قَصَصِہِمۡ عِبۡرَۃٌ لِأُولِی الۡأَلۡبابِ ما کانَ حَدیثاً یُفۡتَری وَ لکِنۡ تَصۡدیقَ الَّذی بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ تَفۡصیلَ کُلِّ شَیۡءٍ وَ ھُدیً وَ رَحۡمَۃً لِقَوۡمٍ یُؤۡمِنُون﴾

یوسف۔۱۱۱

انتساب

۱۔ان صاحبان علم ودانش عقل وخرد جو کتاب جسے اللہ نے لوح محفوظ سے امین وحی کے توسط محمدؐ پر نازل کیا ہے، کتاب ہدایت اور خاتم النبیین کا شاہد صدق ہے میں اور دیار منافقین نشین میں تدوین شدہ کتب میں تمیز کرتے ہیں

کے نام۔

۲۔وہ ذوات جو قیادت ورہبری امت مسلمہ کا محمدؐ کا بدیل کائنا ما کان قبول نہیں کرتے، چاہے علی وابوبکر، عمر وعثمان ہوں یا جناح واقبال ہوں

کے نام۔

نام کتاب .... اجتہاد۔تقلید۔تجدید

طبع اول ۱۳ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ

کاوش .... علی شرف الدین، محمد کنز العمران، ناصر شاہ

ناشر .... دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

www.sibghatulislam.com



استطلاعیہ کتاب:

موضوع اجتہاد وتقلید وتجدید، ضد ونقیض، تصادم وتعارض سے پر موضوع ہے، جتنی روایات اس موضوع کی تمجید وتقدیس میں پیش کی جاتی ہیں اتنی ہی اس کی تنکیر وتنقید وتقدیح میں پائی جاتی ہیں' چنانچہ نہج البلاغۃ میں خطبہ ۱۸ میں آیا ہے ''**فی ذم اختلاف العلماء فی الفتیا و فیہ یذم اھل الرای**''۔ اس کی مدح وذم میں کہانیاں موسوعات لکھی گئی ہیں، بعض علماء نے اس پر تخصص بھی لکھی ہے اسی طرح بیانات علماء بھی اسی نوعیت کے ہیں، یہاں تک صاحب عروۃ الوثقیٰ نے خلاف ''**لا تغلو فی دینکم**'' اجتہاد ومجتہدین کو مساوی انبیاء قرار دے کر انسان خود رائے کو قال اللہ کے مساوی بنایا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے اجتہاد کو احیاء شریعت گردان کر اس کی تعظیم وتقدیس میں مبالغہ آرائی سے بھی تجاوز کیا ہے اور اسے دین کے بنیادی مصادر پر ترجیح دی ہے۔ وہیں اس سلسلے میں بعض نے اس کو اسلام میں فتح باب شرک کہا ہے۔ اس وقت امۃ اسلامیہ کے پاس دینی مصادر قرآن اور اسوۃ محمدؐ خاتم نبوت ناپید اور اسکی جگہ حدیث وفتاویٰ مجتہدین جاگزیں ہیں۔ تقلید جسے قرآن میں رمز سقوط موجب زوال اقوام متمدن کہا اسے اپنے مذہب کی بقاء جاودانی، سلم ترقی وتمدن کہتے ہیں۔ اما تجدید کا کیا مقام ہے؟ یہ اسکالروں یا اسکالرشپ خوروں سے پوچھیں۔

چنانچہ اس میدان کے شہسوار اور جنگ قدیم و جدید میں تمغہ پانے والے نوابغ بھی اپنی تحقیق کی کشتی کسی اوقیانوس کے ساحل پر لنگر انداز کرنے سے سرگرداں نظر آتے ہیں کیونکہ جہاں سے آغاز ہوا ہے وہاں کوئی چھوٹی نہر بھی نظر

نہیں آئی، حیران وسرگردانی ودیوانہ گردی میں متکلم عن الوحی پر افتراء باندھا ہے اب تو اس کی مذمت کا دور شروع ہونے والا ہے۔بعض اوقات ایسی بحوث میں داخل ہونا سعی لا حاصل گردانتے ہیں، علماء کے نزدیک یہ کار دانشمندانہ وخردمندانہ سے عاری ہے۔ ہمارا اس بحث میں وارد ہونے کے حوالے سے بعض کہیں گے شاید پا بر بام عرش رکھنا چاہتے ہیں بلکہ علماء اعلام وعمائدین عظام کی جانب سے حکم مقاطعہ اجتماعی واقتصادی کی وجہ سے موصوف کی قوت فیصلہ کھو چکی ہے ورنہ ایسے مسائل میں کودنا تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔بعض کے نزدیک یہ قوم کا مال ضائع کرنے کے برابر ہے، بعض کہیں گے کسی دشمن نے اکسایا ہوگا کہ ہماری اساس کو چھیڑیں، اور بعض کہیں گے انھوں نے اسرار ملت کو فاش کیا ہے، قوم کا خائن قرار دیا جائے، انہیں مفسد فی الارض کی سزا ملنی چاہیے یا حبس خانہ سے نکال کر حوالات پولیس میں منتقل کرنا چاہیئے۔بعض کہیں گے کہ خود کو مجتہد دکھانا چاہتے ہیں۔

لیکن حق وانصاف یہ ہے کہ جب خود اجتہاد اصل بلا اصول ہے کسی صاحب الرائے کو رائے دینے سے منع کیسے کر سکتے ہیں، انہیں بھی اظہار رائے کا موقع ملنا چاہیئے۔موضوع مختلف فیہ ہونگے تو ان کے بارے میں لکھنا بولنا بھی مختلف فیہ ہونا حتمی ہوگا۔کوئی اسے احسن اقدام قرار دے گا اور کوئی اسکی تنقیص کرے گا غرض ہر ایک فکر کا خریدار ہوتا ہے۔کوئی تعریف کریں گے اور کوئی نقد کریں گے لیکن ایسے موقعہ پر انسان کے پاس چار مفروضے بنتے ہیں:

۱۔مستحسن کام ہے۔ ۲۔کار شیطانی ہے۔ ۳۔کار اشتباہی ہے

۴۔ادائیگی فرض ہے جس کا انہوں نے ادراک کیا ہے

لہٰذا ان چار فارمولوں میں کس کو قابل تأسی و پیروی گردانا جائے؟ ان

چاروں میں سے ایک کو ترجیح دیتے وقت خود موضوع کی حدود و قیود کو سامنے رکھنا ہو گا۔

۱۔اگر اجتہاد امت پر واجب کفائی ہے تو یہ کام مستحسن قرار پائے گا مواخذہ نہیں ہوگا۔

۲۔اگر یہ کام زشت ہے تو حتیٰ الامکان اس میں کودنے سے پرہیز کرنا روکنا واجب ہے اور ارتکاب حرام بلکہ جرم ہے۔

۳۔اگر شخص ناقد فاقد تمیز خیر و شر ہے تو یہ مرفوع القلم ہوگا۔

۴۔اگر یہ شخص اس درسگاہ کا طالب علم تھا تو اس کو اس موضوع کے بارے بات کرنے کی اجازت ہونی چاہیے اور غلطی ہونے کی صورت میں ایک اجر کا مستحق ہوگا۔

جب خود اجتہاد میں صحیح اور خطاء دونوں مستحسن مستحق اجر و ثواب ہوں تو اس موضوع پر بحث و تحقیق کرنا غلط کیسے ہوگا؟

تاریخ تاسیس اجتہاد

عند المذاہب ہر وہ شخص جو اس میدان میں سلب و ایجاب، شرائط و صلاحیات نفی و اثبات میں کودنا چاہے اس کو تاریخ تاسیس اجتہاد و تقلید کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔عام طور پر اذہان میں اس کی بدایت دوسری صدی میں نعمان بن ثابت کنیت ابوحنیفہ اور مالک بن انس کو بتاتے ہیں۔ان دونوں سے ماقبل دعویٰ اجتہاد مجہول سکوت عند ہے، یہ دونوں ہی موسسین اجتہاد ہیں۔اہل تشیع کا کہنا ہے کہ وجود معصومین کی وجہ سے وہ محتاج اجتہاد نہیں تھے لہٰذا ان کی تاریخ اجتہاد ابر آلودہ ہے، کس نے کب سے شروع کی؟ مجہول ہے۔

۲۔ بزرگان مجتہد سازان حوزہ علمیہ نجف وقم کے نزدیک افغانی اور پاکستانی مجتہدنہیں بن سکتے انہیں اس موضوع میں ''صم بکم عمی '' تقلید کرنی چاہیئے، اگر کسی دن عالم مسیحیت کی طرح قائد مذہب کی ووٹنگ یا ریفرنڈم ہو جائے تو ان کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہوگا۔

۳۔مجتہد بننے کیلئے بہت سے علوم میں اجتہاد کی ضرورت ہے مجلسی وشگری کے نزدیک ہم جیسے نالائق کے لئے یہ ناممکن الحصول ہے۔

۴۔مرحوم شیخ مہدی خالصی اسی طرح علامہ مرحوم ذیشان حیدر جوادی نے بھی مجتہد بننے کیلئے کافی شرائط لگائی تھیں جنھیں دیکھنے کے بعد اکثر و بیشتر مایوس ہو جاتے ہیں۔شاید اکثر و بیشتر مجتہدین شرائط پر پورا اترنے سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں جبکہ بعض غیر علمی شرائط پورا ہونے کی وجہ سے جلد مجتہد بنتے ہیں۔

۵۔ کہتے ہیں مجتہد کاوش سے نہیں بنتے بلکہ یہ ایک غیبی عطیہ ہے' اجتہاد غیب سے عنایت ہوتا ہے، اس فکر نے بھی بہت سوں کو مایوس اور بعض مایوسوں کو اچانک اٹھایا ہے۔

۶۔ہم نے بعض شخصیات کو اچانک مجتہد بنتے دیکھا ہے جیسے آیت اللہ آرا کی، آیت اللہ بہجت، لطفی اللہ صافی، گلپائیگانی، آیت اللہ یوسف صانعی، آیت اللہ خلخالی، آیت اللہ اشکوری اردبیلی۔

۷۔مرحوم سید محمد شیرازی صاحب شارح مکاسب انصاری، کفایۃ الاصول و منظومہ، آیت اللہ خوئی کے درباریوں کے نزدیک مجتہد نہیں تھے۔

تاہم مراجع عظام کی دین اسلام، دین آخری، نجات بخش سے لاتعلقی دیکھنے کے بعد اس عنوان سے نفرت و کراہت، شکوک وشبہات بڑھتے گئے کیونکہ عصر

معاصر میں جہاں اسلام و مسلمین کو داخل مملکت و خارج مملکت سے اعداء اسلام کی تحدیات بے توجہات لاتعلقی نے انسان مسلم کے دلوں میں ان کے بارے میں شکوک وشبہات بدظنی ناامیدی، اسلام سے سوتیلا رویہ، بلکہ انہیں اپنے مذہب کے بارے میں انحراف اطناف کی اصلاح کی بجائے اپنے عزیزوں کی دنیا بنانے میں زیادہ مصروف دیکھا۔

میری زندگی پر ناقدین وناقرین و ناکرین کی جانب سے متوقع یا حتمی نقدات افترأت آفاک انگیزیوں کا چنداں اثر نہیں کیونکہ مجھ پر کسی کی تعریف سے لطف اندوزی غم و غصے کا وقت گزر چکا ہے۔ چونکہ میری عمر اور جوانی مصیبت حقارت واہانت برداشت کرتے ہوئے گزری لہٰذا مجھے چند دنوں کے لیے آیت اللہ بننے سے کیا ملے گا؟ ملنے والے تمسکات کو ہم نے عزت آور سمجھا تھا لیکن ابھی اسے عضودرد پر لگنے والے پلستر سے بدتر دیکھا۔دوسری طرف نفرین اس عالم میں کسی کے لئے نقصان دہ نہیں، کسی کی نفرین وبدعا سے کوئی نہیں مرتا، جس طرح کسی کی طول عمر کی دعائیں موت کو نہیں ٹال سکتیں، موت و حیات یوم قیامت کے بارے میں اللہ نے کسی اولعزم نبی کو بھی نہیں بتایا ہے۔اگر ایسا ہوتا تو ابوبکر وعمر فدا کاران دین اسلام اور خدمت گزاران اسلام جنت کی بجائے جہنم جائیں گے کیونکہ تمام غلات مردہ نے ان سے نفرت کو اپنا اصول مذہب قرار دیتے ہوئے ایک لعنت نامہ بنام زیارت عاشورا اختراع کیا ہے اور حال ہی میں اسے مقدسات مسلمات میں شامل کیا ہے ۔اور نہ ہی بھٹو، بے نظیر، پرویز مشرف، سلمان تاثیر، عمران خان، شہباز برادران، بلتیان سوشلزم، نافران اسلام، پایہ گذاران الحادازم، کثرت عوام پذیران، جیسے کمیونسٹ اور دین و دیانت سے گریزاں رہنے والے

جہنم کی بجائے جنت جائیں گے۔

چونکہ مصطلح اجتہاد خود آراء متضاد متناقض نا قابل تحلیل فکر پر قائم ہے لہٰذا اس سے متعلق سوالات بھی خود رائے ہوں گے اور ان کے جواب بھی خود رائے ہی ہوں گے۔جس کسی کو خود رائے دینے کی عادت ہے وہ اقتصادی، اجتماعی، سیاسی میدان میں توانائیاں لگائیں اس میں کوئی دشواری نہیں۔اگر ان سوالات کو کھولیں تو کون سے اچھے اثرات مرتب ہونگے کون شاباش دے گا؟ دوسری طرف جن کا کہنا ہے یہ ''قومی اسرار فاش کرنے والا خائن ہوگا'' کیا ان کی نظر میں ان سوالات کو کھولنے سے ان کے خاندان کو نقصان ہوگا؟ نظام مرجعیت کو دھچکا لگے گا یا ملت کو دھچکا لگے گا آیا کونسی آفت آئے گی؟ قیامت نزدیک ہوگی یا ان کے جوں کے توں رہنے سے قیامت ٹلے گی؟ الزامات سے بچ جائیں گے یا اس سے مزید بدتر صورت حال کا سامنا ہوگا؟

بواعث تالیف کتاب اجتہاد۔تقلید۔تجدید

قرآن کتاب فیہ تبیان کل شئی'' ﴿کِتَابٍ مُبِینٍ﴾ کتاب مکمل متمم ہے ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً .مائده .٣﴾ جو کتاب بیان للناس ہے،﴿هذا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَ هُدىً وَ مَوْعِظَةٌ. العمران.١٣٨ ﴾ ہے جو کتاب لاعوج ہے﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجاً . كهف. ١ ﴾۔وہ افراد لائق نقد و نقم ہیں''ثم جعله لاانفصام لعروته ولا انقطاع لمدته ولا عفاء لشعرائعه ولا جذ لفروعه ولا ضنک لطرقه ولا وعوثة لسهولته ولا سواد لوضحه ولا عوج لانتصابه ولا عصل فی عودته ولا وعث لفجه ولا انتفاء لصابيحه ولا مرارة لحلاوته ۔ نهج البلاغه خ ١٩٨ ''جنہوں نے کتاب اللہ کو ناقص مبہم ومجمل کا افتراء باندھ کر اسلام کے مزاحم مقابل معارض میں مذاہب متشتت متفاوہ اعرج واعوج کی بنیاد رکھی ہے،ان کی بنیاد تاسیس کس نے کہاں، کب رکھی ہے؟ تمام زاویوں سے مجہول الانساب والاحساب کو ٹھونسنے کے لئے قرآن کی جگہ نبی کریم کے ممنوعہ تدوین، دیار منافقین کی ساخت حدیث کو جاگزیں کیا۔اسناد سے فراری مفاہیم عقل سے متضاد کے بارے میں وارد اعتراضات، اشکالات، اتہامات سے جان چھڑانے کیلئے ضد اسلام والوں نے بغیر انتساب بہ اللہ و رسول احکام بنام اجتہاد وفقہ نافذ کئے، اور اس کی حفاظت کیلئے تقلید نافذ کی۔سیکولروں کو اقتدار پر لائے اور علماء ان کی پشت پر محافظ رہے، ناقدین کو لجام تقلید لگائی، مسلمانوں کو اسفل سافلین بھیجا، متجددین کو

اعزاز واکرام سے نوازا۔حاضر کتاب ان تین مفاہیم دین کش کے آغاز وانجام نیز ان کی تاریخ پرایک عجولانہ اور سادہ کاوش ہے۔

اگرکوئی مومن انسان عاقل جس کے خواطر میں انگیز فساد کی نیات سوء،حب اقتدار وشہرت یا طالبان جاہ ومقام نہ ہواوروہ معاشرے میں نا ملائم نا مناسب ،نا مساعد جریانات کو پروان چڑھتے دیکھے تو تجسس میں پڑے گا کہ آخر یہ کیوں ہورہا ہے؟ کون کرتا ہے؟

ہم مذہب شیعہ کو باب الاسلام وجہ الاسلام سمجھتے تھے چنانچہ اپنے نا مساعد حالات کے باوجود اس مذہب سے زبانی وکتابی دفاع کیا جس سے کوئی نابینا بھی انکارنہیں کرسکتے ہیں اگرکسی کو شک ہےتو میرے گھر تشریف لاکر ملاحظہ کریں دو تین کمروں میں کتابوں کو دیمک کھا رہی ہے۔دین عزیز اسلام کے خلاف مخفی سرگرمیاں فاش ہونے پرگرفتار ہوکے جیلوں میں جانے والوں نے جیل میں اسلام مزاحمت پراز سرنو حکمت عملی دضع کی جس کیلئے کلمہ باطن وظاہر کی مصطلح بنائیں۔ان حکمت عملیوں میں سے ایک جھوٹ ہرموقع محل پر بنام تقیہ جائز گردانا گیا،جس کسی نے ان کے مذہب پر ذرا سا شک کیا یا اسلام کے اصل اصول سے متصادم پایا تو اس کو معاشرے میں متہم ناگوار تہمت افتراء لگائیں، اس میں جاہل عالم مجتہد عامل سب نے حصہ لیا ہے چنانچہ عزاداری موالید کو اٹھانے کے باوجود مجھے پہلے سنی بعد میں وہابی ،سعودی ایجنٹ کا طعنہ دیا۔میں آئمہ کا دفاع کرتا تھا لیکن کبھی ابوبکر وعمر کی مدح وستائش کی اور نہ ان سے اپنی زبان وقلم سے دفاع کیا ،ہاں ان کی اہانت و جسارت ،ان کے خلاف کلمات بغیضہ سے منع کرتے تھے،ان پرلعنت نہ کرنا،علم نہ لگانا بھی ایک علامت ونشان شیعہ مخالف قرار دیا گیا،روزافزوں تہمت وافترات کی

وجہ سے میرے دوست اعزاء اقرباء، اولاد ہم سے کٹ گئے۔لیکن فرقے کے اسلام مخالف مظاہر ہر آئے دن بڑھتے نظر آئے، ہر آئے دن جعلی مزارات، ایام حج میں جعلی میقات، احکام حج میں خلاف قرآن فتاویٰ پر اصرار، صبح وشام ہوٹلوں میں مشاعرہ، مسلمانوں کے خلاف نفرت، مختلف مد میں حاجیوں کو لوٹنا، علماء کا انگلش میڈیم سکول کھولنے کی مہم، اپنے بچوں کو سکولوں میں ٹائی لگانا، فقہاء مجتہدین کی طرف سے مفسدین کی حمایت و تائید، علماء کی سرپرستی میں ٹی وی ڈرامے، مشاعرے، درسگاہوں میں پرچم فروشی، سیکولروں کا استقبال کیا۔غرض ہر آئے دن اسلام مخالف حرکتیں بڑھتے جانے سے پریشانی لاحق ہوئی جنگی تحریکیں یہاں ولی فقیہ کے وکلاء ونمائندوں کو چلاتے دیکھا۔صف اول مجاہدان مدافعان رسول اللہ کو بدترین شنیع ترین سب وشتم کرنا، ناموس رسول اللہ وناموس امیر المومنین کی توہین، اہانت وجسارت دوسری طرف سے احیاء بت پرستی جاہلیت اولیٰ اوران کی ثقافت بت خانے، مسخ حیات قدسیہ امیر المومنین، تضادات تناقضات سے پر فضائل امیر المومنین کے نام سے رذائل، دوسری طرف وقفہ وقفہ سے اتحاد اسلامی وحدت مسلمین کے منافقانہ اتحاد گرائی تشتیت مسلمین سے جہاں نداء وحدت بلند ہوتی ہے وہیں مفسدین، مفرقین امت مسلمہ کے خلاف سیکولر لادینوں سے اتحاد، قرآن، محمدؐ واسلام سے گریزی نے ذہن میں ہزار قسم کے تشاویش وخلجان پیدا کئے اوران کے اسباب وعوامل کہاں منتہی ہوئے دیکھنا اورسوچنا شروع کیا۔دنیا میں قدیم پتھر کے دور سے، جاہلیت عرب بدو سے ہوکر عصر حاضر تک جوعلوم وفنون پھیلے ان سے ناملائم ناسازگار حوادث کے اسباب وعلل مباشر قریب و بعید، حاضر دور یاماضی بعید میں تلاش سے ملتے ہیں۔ان کے تحت میں نے ان تمام خلاف اسلام ضد اسلام، اسلام

کا نام لے کر ضد اسلام حرکتیں کرنے کے عوامل واسباب مباشر وبعید میں تلاش کئے تو پہلے مرحلے میں فقہاء ومراجع تقلید پر ذہن رک گیا۔فقہاء ومجتہدین اپنی تمام حرکات وسکنات کا انتساب امام مہدی سے دیتے تھے کہ امام مہدی غیب سے ان کی سرپرستی کرتے ہیں، یہاں سے میں نے اسلام کا اصلی مخالف مجتہدین کو پایا لیکن امام مہدی خود ان کو کہاں ملے؟ ابھی تک اس کا سراغ نہیں ملا۔مراجع اوران کے نوابان کی عیاشیاں ،سرقت دولت حاصل بنام امام کا ذخیرہ بلاد کفر میں انتقال کرنے ،ان سے استکبار استبدادیت کو دیکھنے کے بعد میرا ذہن نظام مرجعیت کو از سرنو پڑھنے کی طرف لگ گئے ۔ یہاں تک ہم نے اجتہاد سے متعلق جہاں کوئی کتاب یا مجلّہ دیکھا اسے جمع کیا،نظام مرجعیت تیس چالیس سال میرے مطالعہ میں گزرا پاکستان میں کوئی عالم تو چھوڑیں ان کے نوابین خاص الخاص کے پاس اتنی کتب ومجلّات جمع نہیں ہونگے جتنے میں نے جمع کئے۔

غرض امت مسلمہ کواس روزگار سیاہ کا سامنا کرانے والا ستارہ نحس اجتہاد تھا جس نے بیک وقت مطیع وعاصی کومساوی قرار دے کر صالحین ومجرمین کے درمیان مساوات قائم کر کے دین وشریعت کی فاتحہ پڑھی اورفکر وحدت الوجود، مساوی ابراہیم ونمرود،موسیٰ وفرعون، ہلاکو ومسعصم باللہ،مسلمان وکافر،سنی ،شیعہ،اسماعیلی، اور مسیحیوں کے اقنوم ثلاثہ ،ابن اللہ اور اہلبیت و اصحاب، مجتہدین ،فدا حسین، صاک غفران،خمس،امیر المومنین، زہراءمرضیہ،حسنین عزیز رسول کے مشخصات ان کے مدائح ومصائب کے نام سے گریہ پرطوق تقلید سے سوال واستفسار کا حق سلب کر کے دورفسطائزم کا احیاء کیا۔دیکھنا ہوگا کیا اجتہاد کے سقراط ابھی تک مثل خضر زندہ ہیں جواپنے شاگردوں کو بروقت ہدایت دیتے ہیں یا امام زمانہ کے ساتھ آئیں

گے؟

اجتہاد کس نے، کیوں اور کس لئے شروع کیا تھا؟ اس کی کیا ضرورت تھی؟ یہ کس کا احسان ہے یا کس کی بدعت ہے؟ اور کس نے اس پر پابندی لگا کر لوگوں کو اس فیض سے محروم کیا ہے؟ یا بقول بعض اس کے شر سے امت کو بچایا ہے یا یہ طلسماتی بات ہے۔ بعض جاری رکھے ہوئے ہیں بعض گذشتہ کی آراء کو اپنا اجتہاد قرار دیتے ہیں۔ دیکھنا ہوگا اصل صورت حال کیا ہے، نمک کم ہے یا مرچ زیادہ ہے۔

اجتہاد کرنے والے شخص کے کیا معیارات ہونگے کیا شناخت ہوگی؟ اجتہاد کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟ اجتہاد مکمل کرنے کے لئے کن کن موضوعات کو نصاب میں رکھنا ضروری ہے؟ کتنے موضوعات پر عبور حاصل ہونا شرط ہے؟ کتنے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں؟ جن مجتہدین نے دعوائے اجتہاد کیا ہے کیا انہوں نے یہ مراحل طے کیے ہیں۔

۱۔ مجتہد بننے کی کیا شناخت و پہچان ہے، انسان کہاں سے اور کس طرح سے پہچانیں گے کہ یہ شخص مجتہد ہے؟

۲۔ یہ تصدیق کون کرے گا، کس کو یہ حق حاصل ہے؟ خود انہوں نے کہاں سے لیا ہے دینے والا شخص ایک ہے یا ادارہ ہے؟

۳۔ اجتہاد کی ضرورت کب آئی، اس کی ضرورت کس نے محسوس کی اور کون آگے بڑھا؟ کتب روائی میں آیا ہے اگر دو امام ہوں تو زمین میں فساد ہوگا لیکن امام کے نائبین جتنے بھی ہوں فساد نہیں ہوگا۔

۴۔ یہ کتنے سال چلا اور کب بند ہوا؟ کیا یہ حقیقت ہے یا فاسد فاسق کے

تو ریہ کی بات ہے؟ یا مختار ثقفی قسی غدار کا ڈرامہ ہے۔ یہاں انسانوں کے اذہان میں تشویش ہے متقدمین نے کسی شخص کے پاس یا درسگاہ میں محدود وقت تک نہیں گزارا اور نہ ان کے پاس کتب میسر تھے، لیکن عصر معاصر میں متبحر ان علوم قدیم و جدید دس بیس سال درسگاہوں میں پڑھنے والے علماء ہزاروں کتابیں پڑھنے والے، تفاسیر علم رجال میں موسوعات لکھنے والے امثال آغا خوئی، محسن الحکیم، باقر الصدر، وہب ذحیل ، یوسف قرضاوی ان متقدمین کے مقلدین بن جائیں۔ انہوں نے فرمایا ''ان کے ائمہ کے پاس کسی قسم کی اسناد نہیں'' انڈے اور مرغی مقدم کون اور موخر کون کے فیصلے مانند ہوگا۔

۵۔اس میں بد بوئے سیاست و خیانت از اسلام، اللہ و اسوۂ محمد رسول اللہ آتی ہے قرآن اور محمدؐ کو پیچھے کر کے اہلبیت مجھول اصحاب کے نام سے تکوین مذاہب'' چه معنی دارد''۔

۶۔کوئی بندش نہیں جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔این جی اوز اور اسلام مخالف بجٹ سے چلتا ہے۔

ان تمام سوالوں کا جواب اگر نافہم ناسمجھی کو جواز بنا کر شیطان اخرس بنوں تو قیامت کے دن جہاں زبان پر مہر لگا کر اعضاء و جوارح سے سوال جواب ہوگا ﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَ تَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ . يس. ٦٥﴾ ملائکہ حساب و کتاب کو کیا جواب دوں گا؟

کلمہ اجتہاد مزاج اسلام سے نا ملائم ہے جیسا کہ مرحوم علامہ مہدی شمس الدین نے تہران میں آغائے باقر الصدر سے منسوب سیمینار سے خطاب میں فرمایا نقل از کتاب آراء مرجعیہ ''یہ دو کلمہ ثقافت اسلامی میں جدید اور اجنبی ہیں''۔

اجتہاد نے امت منتشر ومتفرقہ کو جمع نہیں کیا بلکہ مجتمعاََت کو منتشر تتر بتر کیا ہے؟ اجتہاد ہمیشہ امت مسلمہ کی تفریق تمزیق ہی کیلئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ اجتہاد فہم قرآن اور سنت وسیرت محمدؐ کی خاطر نہیں تھے جیسا کہ مذاہب کے غاشی کہتے ہیں بلکہ قرآن اور اسوۃ محمدؐ کے موازی یا بدیل شر از خیر ہوگا۔ قرآن اور اسوۃ محمدؐ مصادر سے خارج کر کے مجہول الانساب والاحساب کی آراء کو مصادر اسلام بنایا، اسی لئے تو اجتہاد اسلام کے خلاف ضرب عضب ہے۔

یہ کلمہ اپنے معنی اصطلاحی میں قرآن سے اجنبی ہے اس کے جو معانی اصطلاحی بنائے ہیں وہ قرآن اور سنت عملی رسول اللہ سے متصادم ہیں، قرآن کریم میں ایمانیات واحکامات سب واضح و روشن ہیں ان میں کسی قسم کا ابہام نہیں تمام تر ابہامات مشکوکات مذاہب اور ان کے مصادر میں پائے جاتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے امت کو منتشر کرنے میں قصابی وکبابی کا کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے شریعت اللہ کے مقابل میں ایک شریعت ارضی وضعی بنائی ہے جسے رائج اصطلاح میں قوانین وضعی کہتے ہیں۔ چنانچہ کتاب موسوعۃ فقیہ کویتی تالیف وتصنیف ہزار علماء نے اس کا اقرار واعتراف کیا ہے۔

ا۔ اجتہاد اسلام کے خلاف ضرب عضب ہے، یا حملہ ابرھہ یا تتار ہے جہاں کفر وشرک کو مسلمانوں پر اقتدار دینے کو ترجیح دی گئی۔ یہ امت مسلمہ میں باب شرک ہے، یہ شرک متفقہ علیہ فریقین ہے۔ بعض علماء نے شرک کو دو حصوں میں تقسیم کیا، شرک جائز وقانونی یعنی جس کے کرنے کی اجازت ہے یعنی ماذون دوسرا غیر ماذون۔ قرآن کریم میں نبی کریم کو حق فتویٰ نہیں دیا ہے جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے۔﴿وَ یَسْتَفْتُونَکَ فِی النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ یُفْتِیکُمْ فِیهِنَّ وَ مَا یُتْلَی

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتابِ في يَتامَى النِّساءِ اللّاتي لا تُؤْتُونَهُنَّ ما كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدانِ وَ أَنْ تَقُومُوا لِلْيَتامى بِالْقِسْطِ وَ ما تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كانَ بِهِ عَليماً. نساء ۱۲۷.﴾

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتيكُمْ فِي الْكَلالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَ لَهُ أُخْتٌ فَلَها نِصْفُ ما تَرَكَ وَ هُوَ يَرِثُها إِنْ لَمْ يَكُنْ لَها وَلَدٌ فَإِنْ كانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمَّا تَرَكَ وَ إِنْ كانُوا إِخْوَةً رِجالاً وَ نِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَليمٌ. نساء. ۱۷۶﴾

۲۔اللہ کی وحدانیت کے تین مراتب ہیں،ایک عرش بریں سے چیونٹی مچھر تک سب کا خالق اللہ ہیں،غیر اللہ مکھی بھی خلق نہیں کر سکتے ﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُباباً وَ لَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبابُ شَيْئاً لا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوبُ. حج. ۷۳﴾ چنانچہ چندین آیات میں آیا ہے ﴿وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ﴾۔

۳۔خضوع نہائی کا معنی یہ ہے اس کے بعد کسی قسم کے خضوع کا تصور ممکن نہ ہو وہ اللہ کیلئے مخصوص ہے،کسی نبی یا امام کیلئے جائز نہیں۔

۴۔حق امر و نہی صرف خالق و رازق کو ہے چنانچہ دنیا میں رائج بردہ فروشی کا جو رواج ہے اس کی رو سے خریدنے کے بعد اس سے استفادہ کرنے کا حق ہے لیکن جان سے مارنے کا حق نہیں اسی طرح اس کو بقایا حیات کیلئے کھانا دینا واجب ہے ﴿

أَلا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ. اعراف. ۵۴﴾

ہماری ذمہ داری ابلاغ ہے خالص اعلاء اسلام کے لئے محتاط انداز میں کوشش کریں گے، اجتہاد کی جوتعریف اوراہداف وغایات اوروسائل وذرائع علماء نے پیش کیے ہیں اس میں انھوں نے قرآن کی محکم آیات اورسنت وسیرت مسلمہ رسول اللہ سے استناد نہیں کیا ہے۔

ہم نے ان تمام قیل وقال ومایقال کوپس پشت ڈال کراس عنوان کواس لئے انتخاب کیا ہے تاکہ قرآن اورمحمدؐ کوپس پشت ڈالنے والوں نے جوبھی جواز بنائے ہیں ان کا جواب دوں، یوم الحساب کے دن فرض کوبھی نظر میں رکھنا ہے۔دیکھنا ہو گا کہ کیوں اور کیسے قرآن اور سنت عملی محمدؐ کو پس پشت ڈال کر شریعت اللہ کو سیکولروں کے ماتحت کیا گیا۔ ملت کے منتخب قائدین سے سوال ہے کیا آپ انقلاب اسلامی چاہتے ہیں تو آپ نے برجستہ کہا نہیں ہم بحالی جمہوریت چاہتے ہیں بلکہ ایک اورجگہ پرکہا تھا کہ ہم نے شریعت بل کوروکا ہے۔

میں نظام اجتہاد ومجتہدین سے شاکی تھا اورایک عرصے سے مجھے پریشانی لاحق تھی ،اسلام کے دردمندوں کواحساس دلانے کیلئے اپنے تصورات وخیالات کی اصلاح کیلئے ''افق گفتگو'' کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے بہت برے اثرات مرتب ہوئے ،کتاب چونکہ حقائق پرمبنی تھی اس لئے وہ رد نہیں کرسکے ،رد کی جگہ ادارے کو بند کرنا ،واجب الادا رقم کو روکنا ،مجھے گھر میں محصور کرنااور گھر میں ہاروت و ماروت بھیجنا زیادہ بہتر سمجھا۔میری کتاب کی رد کرنا اپنی توہین سمجھنا ان کے اندر موجودکلمہ انا کی غلیان میں طغیان کی وجہ سے ہے جہاں وہ نعوذ باللہ اللہ سے بھی اونچا تصور کرتے ہیں جبکہ اللہ نے ابلیس کوجواب دینا اپنی توہین نہیں سمجھا۔جو

کردار مشرکین نے دعوت محمدؐ کی رد میں کیا تھا وہ ہی اس نالائق کے حق میں تجدید کیا گیا۔ میرے ایک استاد محترم جناب مرحوم آصفی صاحب مجھ سے ملنے میری قیام گاہ پر تشریف لائے اور اس دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا آپ کو کتاب افق گفتگو نہیں لکھنی چاہیے تھی۔ علامہ ساجد نقوی پر حوزہ علمیہ کے جیالوں نے جب اعتراضات کی بوچھاڑ کی تو آپ نے مخالفت و اعتراضات کا رخ میری طرف موڑنے کے لئے فرمایا اب تو ہمیں اپنے اختلافات ختم کر کے ہماری اصل اساس کو چھیڑنے والی کتاب افق گفتگو کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ یہی فرمان آغا محی الدین کاظم نے بھی فرمایا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ میں درسگاہ تربیت غلات میں علماء و مشائخ غلات کا ایک اجتماع جس کا ظاہری عنوان ''بڑھتے ہوئے غلو ان روکنے کیلئے تجاویز طلب کرنا تھا'' جبکہ باطن میں ضد غلات کو کیفر کردار تک پہنچانا تھا ،اس میں لاہور کے سمن آباد کے عالم دین نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ہمیں غالیوں سے کوئی خطرہ نہیں، ''آگ کو آگ سے خطرہ نہیں ہوتا'' ہم خود غالی ہیں ہم برائے مصلحت خود کو غیر غالی دکھاتے ہیں، ہمیں شرف الدین سے خطرہ ہے، ان کو اپنے گھر کی محصوری سے نکال کر پولیس کی جیل میں منتقل کریں۔

بہر حال میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے مجتہدین میں سے کسی سے بھی ذاتی طور پر شکوہ و شکایت نہ رہی اور نہ ہی اب ہے، ان میں سے کسی نے بھی میرے حق میں اہانت و جسارت نہیں کی ہے۔ میں نہ درسگاہوں میں مقرب تھا اور نہ راندہ، اس کی سند آپ کو میری نجف کی زندگی میں اور پاکستان کی زندگی میں ملے گی حتیٰ میرے پاس مرحوم آیت اللہ حکیم سے لے کر آغائے خامنہ ای تک کے اجازے نامے موجود ہیں لیکن ان کو کسی کو دکھایا نہ اخبار میں اشتہار دیا نہ ہی اعلان

کیااور نہ کمیشن پر دیا۔ چونکہ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ تبلیغ دین باعزت عوام سے بے نیاز کرنے کا نسخہ ہے لیکن بلتستان پہنچنے کے بعد پتہ چلا یہ درد کی جگہ لگے پلستر سے بھی بدتر ہے۔ جس چیز نے مجھے تشویش میں ڈالا وہ اس کا نظام ہے۔ مجتہدین نے خمس ارباح مکاسب کو بلا استناد آیت اور عمل رسول اللہ کے لاگو کیا، اس کے مصرف کے بارے میں کہتے تھے اس میں رضایت امام زمان شرط ہے کہ جہاں امام راضی ہوگا وہاں خرچ ہوگا لیکن انہیں اوران کے نمائندگان کو امام زمان کی جگہ دشمنان اسلام کی رضایت کو ترجیح دیتے دیکھا۔ اس کو انگلش میڈیم سکول و کالج ،جعلی مزارات ٹی وی سٹیشن غرض چن چن کے کفر والحاد وشرک میں صرف کرنا شروع کیا، اس جیسا فاسد نظام دنیا میں کہیں نظر نہیں آیا اور نہ آئے گا۔

غرض جوں جوں دشمنان اسلام کا حملہ اسلام و مسلمین کی طرف بڑھتا گیا تو اس کا سراخانۂ اجتہاد، خانۂ مجتہدین خانہ وکلاء میں جاتے آتے دیکھا۔ بہت سے بزرگان دین اس نظام سے نالاں تھے جیسے مرحوم آیت اللہ باقر الصدر، مرتضیٰ مطہری اور مرحوم مہدی شمس الدین وغیرہ۔ میری روش رہی ہے کہ جب بھی کسی موضوع پر مجھے شک وشبہ عارض ہوا تو اسے جلدی میں نہیں اچھالا بلکہ بہت صبر وتحمل کرتا رہا حتیٰ دلائل ملنے کے بعد بھی میں صبر سے کام لیتا رہا، جب مجھے کسی بڑی شخصیت سے یہی اعتراض دیکھنے میں آیا تو میں نے ہمت کی ہے چنانچہ اس سال ایک کتاب ملی جس کا عنوان تھا ''نواۃ حقول الحیات'' اس میں نظام اجتہاد پر مؤلف نے لکھا تھا اس نظام کا بند رکھنا بھی مصیبت ہے جس طرح اس کا کھولنا مصیبت تھا۔ اب تک علماء میں سے کسی نے اس پر بولنے کی جرأت نہیں کی تھی لیکن مؤلف مؤقر کی جرأت سے مجھے ہمت بندھی کہ دین کے اصول ومبانی کو درہم برہم

خلط کرنے اوراس کی جگہ خرافات مزخرفات تمام فرسودات قیام حسینی میں شامل کی اجازت مجتہدین نے دی ہے اوران کے وکلاء نے نافذ کیں یہاں تک انہوں نے ضد اسلام خرافات سے دفاع کیا۔آغا خامنہ ای نے ان خرافات کے خلاف بیان دیا تو یہاں ان کے نمائندوں نے سفارت خانوں و دیگران کے ذیلی اداروں کی طرف سے کہا گیا کہ یہ خاص ایران کے اندر کیلئے ہے بیرون ایران والوں کیلئے نہیں۔سب سے بڑی غلطی تمام بود وباش رہنا سہنا حتیٰ ایمانیات ،ایمان باللہ، ایمان بانبیاء،ایمان بآخرت تک کودائرہ تقلید میں لائے چنانچہ جواد مغنیہ نے اپنے علاوہ بڑے مجتہد کا نام دیا۔بتائیں شریعت مجتہدین میں دروغ گوئی ،رسول وآئمہ پرافتراء جائز ہے؟ یہ امت میں انتشار وافتراق ،اساس اسلام کوپس پشت ڈالنے کیلئے باطنیہ نے اختراع کیا ہے۔اس اجتہاد وتقلید اورتجدید کوقرآن وسنت اور واقعیت خارجی کے ایکسرے سے گزارنا ہوگا۔

مجھے مراجع عظام کبار وصغار سے اپنی ذات سے وابستہ کوئی شکایت نہیں، میں نے ان ذوات سے کوئی مطالبہ نہیں کیا اورنہ انہوں نے میری کوئی اہانت وجسارت کی یا کسی استحقاق کوروکا ہے۔میں نے ان کے بارے میں صوم مریم رکھا ہوا تھا نہ ان سے کٹنے کے بعد مجھے نقصان ہوااورنہ کچھ پایا ہے۔میں قرآن اوررسول کے بعد نہ آئمہ نہ اصحاب اورنہ مجتہدین کواللہ کی حجت سمجھتا ہوں ،سورہ نساء ۱۶۵ میں آیا ہے حجت نبی کریم کے بعد بند ہے۔آئمہ وخلفاء اپنی جگہ ذوات محترم ہیں حجت نہیں جب تک قرآن واسوۂ رسول سے استناد نہ کریں۔نبی کریم کی منع کردہ تدوین حدیث تیسری صدی کے آغاز میں مراکز اسلامی مکہ ومدینہ سے دور چھپا کرخراسان وبخارا میں ہوئی ہیں اورآیات محکمات سے متصادم ہیں۔نبی اپنی طرف سے حجت

نہیں بنا سکتے یہ اختیار کسی بندے کو حاصل نہیں رسول اللہ کتنے ہی اعلیٰ وارفع مقام پر واصل ہو جائیں جتنا مقام ملے آپ بندگی سے خارج نہیں ہوتے ہیں، آپ محکوم ہیں حاکم نہیں بن سکتے ہیں کیونکہ کثیر آیات میں آیا ہے ''آپ ہمارے وکیل نہیں ہے'' بلکہ آپ کے بعض فیصلوں کی نقد و جرح کی ہے، آپ کی حیات میں آپ کی طرف سے منسوب نمائندوں نے لغزشیں کیں ہیں۔ اس نظام اور ان کے انتظام سے صادرات میرے حلق سے اترنے کا انتظار کرتے رہے یہاں تک میرا ملک جو تنہا میرا یا یہاں بسنے والوں کا نہیں تھا بلکہ عالم اسلام کیلئے مفتخر بلکہ ایک قسم کے مینار کی مانند تھا اس میں انہوں نے مذاہب کی افروختہ آتش کو خاموش کرنے کیلئے لب نہیں کھولے، ابھی تک پانچ وقت خلیفہ بلافصل کا اعلان ہوتا ہے۔ یہاں یزید، شمر ،ابن ملجم ،مختار ثقفی، حجاج بن یوسف، زیاد بن ابیہ جیسے ظالمین واشقیا کو کبھی سب و شتم لعنت کرتے نہیں سنا لیکن مدافعین وشیدایان اسلام کو ہر محفل ومجلس میں سب و شتم کرتے دیکھا اور سنا ہے۔ بحیثیت مرجع عالمی اس کھلے جھوٹ کو روکنے کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ان کے نمائندوں نے ہمیشہ افتراق وانتشار میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اسلام کے مقابل سیکولروں الحادیوں کو اٹھایا ہے، توہین رسالت، دین و شریعت کے منکر کے قاتل کو میلاد النبی میں بریانی دینے والے نے تختہ دار پر چڑھا کر مبارک باد کا پیغام بھجوایا یہ ہیں مسلمانوں کے حکمران ۔ دارالخلافہ دارالاسلام عاصمہ مسلمین پاکستان میں مندر خانہ بنانے کا اعلان کیا لیکن نائبین امام اور ان کے نمائندوں نے صوم مریم رکھا تھا، مسلمانوں کو اُلو بنانے کیلئے ''ریاست مدینہ'' بنائی۔ ہماری اس طویل عمر میں کسی نے اسلام مخالف اقدامات کے خلاف کوئی اقدام کیا ہو کبھی نہیں سنا، ہاں اپنی مرجعیت کے مصالح کے پیغام آتے رہے۔ یہاں خون و

آتش سوزی کے دوران کوئی پیغام، وفد یا نمائندہ بھیجا ہو، یہاں کے مسائل پر بحث و تنقید کا کوئی اجتماع کیا ہو نہ دیکھا نہ سنا۔ لیکن لعن نامہ، اباطیل کو روکنے کی ہدایات نہیں کیں، پرویز مشرف کی حمایت میں بیان دیا، ایران عراق سے بلند ہونے والے بلا جواز سب وشتم خلفاء، خلیفہ بلافصل کے شعار کے بارے میں کوئی ہدایات نہیں آئیں۔ مرکز عالم تشیع جمہوری اسلامی ایران میں شعار منصوصیت کے رٹے لگانے کا کیا مقصد ہے؟ بانی انقلاب اسلامی امام خمینی اس سے پہلے بروجردی، اس کے بعد جواد مغنیہ، سفار حسین، ابراہیم قطیفی، فضل اللہ سب نے نص قرآن اور نبی کریم کی طرف سے فقدان کا اعتراف کیا۔ مرجعیت نے عالم اسلام میں تو چھوڑیں عالم تشیع کو متحد کرنے کی جگہ طرائق قددا کرنے میں بہت کردار ادا کیا۔

اجتہاد کی افتتاحی تقریب میں امت واحدہ کو پانچ اقلیم میں تقسیم کیا گیا۔ بقرہ ۱۸۹ اور فرمان رسول اللہ ''صم لروية و افطر لروية'' کے خلاف مجتہدین بھی روزہ کھلانے کا اختیار رکھتے ہیں، یہ حق کہاں سے ملا ہے؟ یہاں تک مجتہدین سے تجاوز کر کے علاقوں میں ان کے نمائندے بھی روزہ کھولنے کا حکم جاری کر کے ہر سال مملکت اسلامی میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔ مجتہدین کے وکلاء نے اس غیر اسلامی غیر قرآنی عید کے نام سے افتراق امت کے مواقع ضائع نہیں کئے ﴿يَسْـئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَواقِيتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ .بقره . ١٨٩﴾۔ اگر کسی نے چاند دیکھا تو اس کی ذمہ داری ہے لوگوں کو خبر دیں کہ میں نے یا فلاں نے چاند دیکھا ہے۔ اگر صوفی محمد نے پشاور میں سعودیہ کا نمائندہ بن کر ملک میں بلا سند شرعی تفرقہ کا دن منوایا تو مراجع شیعہ نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی، عید اسلامی، عید اطفال ونسواں افطار صوم کو شعار بنا کر خوئی و خمینی کے نام سے ان

کے نمائندوں نے مناسک حج کا مذاق اڑایا، حرمین شریفین میں اوقات نماز میں شرکت سے منع کی تلقین کی، ذرا بتائیں گے امام جماعت کے عالم عادل ہونے کی شرط کہاں سے نکالی ہے؟ نبی کریم کے تعین کردہ میقات کی بجائے نیلام گھروں، فٹ پاتھوں سے احرام باندھنے کے فتاویٰ کے مصادر کیا ہیں؟ ان فتاویٰ میں اسلام کی بوتک نہیں آتی۔ یہاں سے میں نے ''**الساکت عن الحق کا الشیطن الاخرس** '' سے نکلنے کیلئے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے موقف کو پڑھا جہاں آپ نے فرمایا ''**ولقد ضربت انف هذاالامر وعینه و قلبه ظهره وبطنه (نهج البلاغه خ۴۳)** ''لباس نام نہاد عالم دین اتار امزید ملت کو دھوکہ نہیں دوں گا، خمس بلا دلیل پلستر مانند کو لینے سے بھی انکار کیا۔ دوسری کاوشوں کو موخر کرتے ہوئے جس کتاب کا مسودہ ایک عرصے سے حالت التواء میں پڑا تھا اللہ تعالیٰ نے اچانک اس کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائی تو دیباچہ میں اس کتاب کے محتویٰ کے بارے میں ممکنہ چہ مگوئیوں کا ممکنہ جواب ''قلت قلت'' کیا ہے۔ اگر اس میں خلاف دین کوئی سقطات ہوئی تو صاحب دین سے صاحبان تمیز حق و باطل سے درخواست کرتا ہوں اصلاح کریں۔

اجتہاد۔تقلید۔تجدید

اجتہاد،تقلید،تجدید تینوں عناوین مزاج وروح اسلام عزیز سے ناسازگار و ناملائم ہیروشیما پر گرانے والے بم سے کم نہیں ہیں،جس طرح وہ جگہ ابھی تک آباد نہیں ہوسکی اسی طرح ایک ارب سے زائد مسلمان ایک دوسو سال ہونے کے باوجود اٹھ نہیں سکےاورزمین گیروزمین بوس ہوتے جارہے ہیں،اٹھنے کی ہمت نہیں دکھارہے ہیں،انھیں جس حالت زار کا سامنا ہے سمجھ میں نہیں آرہا ہے اوراس حالت سے نکلنے کی کوئی امید وچارہ بھی نظر نہیں آرہا۔لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی بے بس،نالائق،تنگ دست،بے چارہ معتوب مطعون انسان بھی چاہے فقیر وحقیر ہی کیوں نہ ہو،علمی بضاعت سے محروم صفر ہی کیوں نہ ہواس مسئلے پر سوچیں۔کہتے ہیں جب نمرود نے ابراہیم کو جلانے کیلئے آگ روشن کی تو ایک پرندے نے اپنے منہ میں دریا سے پانی لے کرنارنمرود پر چھڑکنا شروع کیا،ایک چیونٹی پاؤں اوپر کر کے لیٹی تھی اس سے پوچھا گیا کہ کیا کر رہی ہوتو اس نے کہا آسمان گرنے والا ہے میں اپنے پاؤں سے اس کوروک رہی ہوں۔دنیا کفروالحاد ملک سے اسلامی موادنکالنے پر تلے ہیں،علماء اعلام،مبتکرین بھی تاریخ اسلامی کی جگہ تاریخ میلادی،ہندسہ مشرقی کی جگہ ہندسہ انگریزاستعمال کرنے،اسلامی غیرت کی جگہ غیرت مذہبی چلانے والوں کو جتناممکن ہوثقافت قرآن کورواج دینے میں کونسی زحمت ہے؟ ہرکسی کواپنا وظیفہ انجام دینا ہے۔آخراس دنیا سے جانا ہے، عیاش،سراف،بطارنے بھی جانا ہے،اسی طرح غریب،فقیر،بے بس،بے چارہ غمزدہ محصور مذاہب،منکوراعزاءواقارب کوبھی جانا ہے۔سب سے زیادہ خطرہ اس

انسان کو ہے جس نے مقصد حیات کو عیش ونوش اسراف وتبذیر گردانا ہے اور زندگی صرف یہی دنیا قرار دی ہے ﴿إِنْ هِىَ إِلَّا حَياتُنَا الدُّنْيا نَمُوتُ وَ نَحْيا وَ ما نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ. مومنون. ۳۷﴾ ﴿إِنْ هِىَ إِلَّا حَياتُنَا الدُّنْيا انعام ۲۹﴾ آخرت نامی کوئی چیز نہیں ہے ان کا کل مذہب قبر پرستی ہے ﴿إِنَّكَ لا تُسْمِعُ الْمَوْتى وَ لا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعاءَ إِذا وَلَّوْا مُدْبِرين. نمل. ۸۰﴾ لیکن ﴿يا أَيُّهَا الْإِنْسانُ إِنَّكَ كادِحٌ إِلى رَبِّكَ كَدْحاً فَمُلاقيه. انشقاق ۶﴾ انسان چاہے نہ چاہے عیاش نواش، غرباء فقراء کافر مشرک موالی سب کو یہاں سے جانا ہے ﴿وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيْبَ فيها وَ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُور. حج. ۷﴾ انسان جو راہ الٰہی پر ہوتے ہیں، دین اسلام کی سربلندی کے لیے کاوش میں رہتے ہیں ایک لمحہ کے بعد بھی دنیا سے گزر جائیں تو لقاء اللہ میں ہوں گے، ملائکہ الٰہی نامہ اعمال ان کی دست راست میں دیں گے ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتابَهُ بِيَمينِهِ فَيَقُولُ هاؤُمُ اقْرَؤُا كِتابِيَهُ. حاقه. ۱۹﴾۔ ہم کسی کو تحدی نہیں کر رہے ہیں کسی پر ظلم وتعدی نہیں کیا اپنے اوپر ناروا ظلم کا ماجرا بیان کر رہے ہیں ﴿لا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ.. نساء، ۱۴۸﴾ میں نے کونسا ظلم کیا تھا کہ جس کی پاداش میں میرے گھر سے باطنیہ، قادیانیہ اور آغا خانیہ نے بچوں کو اغواء بلا تاوان کیا۔ ہم اپنے دین کے اساس سے دفاع کر رہے ہیں۔ ہم پر یہ ظلم ستم دنیا کے کفر والحاد، مشرکین، یہود ونصاریٰ نے نہیں کیا ہے بلکہ مذاہب اوران کے بانی باطنیہ نے کیا ہے جو اسلام سے دل میں نہ مٹنے نہ دھلنے والا ناسور رکھتا ہے۔ اپنے دین سے برتی بے توجہی غفلت، غنودگی، غافل گیری سے آج دنیا والوں کے ساتھ جنگ پر اترے ہیں، آج مجتہدین اور ان کے نمائندے دین کے خلاف علم والوں

کے اتحادیہ میں گئے ہیں اس کے شواہد وقرائن پر ضخیم کتاب لکھ سکتا ہوں ۔ان کی مرکزی توجہ علم وقانون کے ساتھ ہوتے ہوئے اسلام کی جگہ ثقافت کفران ،یا دین کی تدریس کی جگہ غیر متعلق نصابوں کی تدریس ہوتی ہے۔ دین سے لڑنے والے زیادہ محترم انہیں حوصلہ دیتے ہیں، حوزات اور مدارس میں علوم مبدعات منحرفین مبغضین اسلام پڑھاتے ہیں۔اس سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں باطنیہ نے یہ اعلان کیا تھا ''کہ ہم دین کوعلم سے دھوئیں گے'' انہوں نے اب پندرویں صدی تک اس فعل شنیع ضد شرافت فضیلت وسعادت دنیا وآخرت کوشد و مد سے تمام وسائل وذرائع سے تروتازہ جاری رکھا ہے۔ہم اپنی اولادوں کو دین پرنہیں رکھ سکتے جب غارت گری، اسارت اہل خانہ کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے،قول امیر المومنین تطبیق ہوتے ہوئے خفادرشت میں نظر آئے ہیں ''**فو اللہ ما غزی قوم قط فی عقر دارھم**.خ ۲۴''تو ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ اپنے پرانے وسائل سے سیاہی کاغذ سے عالمی اورقرآنی حق سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے دین سے دفاع کریں ۔ہمیں یہ حق آیات محکمات سے حاصل ہے ،ہمیں یہ حق بین الاقوامی سطح پرنام نہاد آزادی نے بھی دیا ہے، دین کے قانون سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنی بساط معلومات کی حدود میں کچھ لکھیں گے تو غلطیاں نکالنا ان کا حق ہے،نقد کرنا ان کا حق ہے وہ کریں، اورنقد سے بالا بھی کچھ کرنا چاہیں تو ہماری منزل واضح ہے کہ جہاں جانا ہے ۔ہم لفظ لفظ کے معنی کو دیکھیں گے ۔آئیں اجتہاد کو بنیاد سے اٹھاتے ہیں۔

اجتہاد کے لغوی معنی:

کلمہ اجتہاد مادہ۔ج ۔ہ۔د۔ سے ماخوذ ہے ۔ابن فارس متوفی ۳۹۵ھ نے

اپنی کتاب مقائیس اللغہ جو کہ مصادر کتب اللغات میں سے ہے اس کے ص ۲۵۹ پر لکھا ہے۔ ج .ہ .د۔اس کلمے کی ایک ہی اصل ہے ''اصلہ المشقہ '' اصل مشقت نا قابل برداشت عمل کو کہتے ہیں، اصل میں جہد مشقت بدنی جسمانی مراد ہے اس کے بعد اس سے قریب کا معنی میں استعمال ہوا ہے ''یقال جھدت نفسی واجھدت والجھد الطاقة '' میں نے اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا جیسا کہ قرآن میں آیا ہے ﴿ وَ الَّذِینَ لا یَجِدُونَ إِلَّا جُھْدَھُم .توبہ. ۷۹ ﴾ جن کے پاس سوائے اپنے کسب کے اور کوئی چیز نہیں۔ ''ان المجھود اللبن الذی اخرج زبدہ '' مجہود اس دودھ کو کہتے ہیں جس سے ملائی نکلی ہو، ''ولا یکاد ذلک یکون الا بمشقة و نصب '' یہ نہیں ہوتا جب تک مشقت زحمت نہ ہو، ''ومما یقارب الباب الجھاد '' اسی باب سے قریب لفظ جہاد آیا ہے۔

اما کلمۃ اجتہاد مصدر باب افتعال سے کسی چیز کو ازروئے تکلف غیر عادی طریقے سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا اجتہاد کے لغوی معنی مشقت و زحمت توانائی صرف کر کے مراد و مطلوب تک پہنچنے کو کہتے ہیں باب افتعل کی خاصیت میں سے ایک کسی چیز کو غیر معتاد، غیر اصولی طریقہ سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں جیسے کسب سے اکتسب ،کسب اچھا لیکن اکتساب اچھا نہیں ہے۔ یہاں سے واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ کلمہ اجتہاد لغوی معنی میں فکری تحقیق کے لئے ناسازگار، غیر مناسب ہے۔ دشت و بیاباں میں ایک اگنے والے پودے جیسا ہے جس کی تمام چیزیں شر ہیں جس کے بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے کلمہ خبیثہ، اس کی بدایت اس کی نہایت اس کے وسط اس کے عوائد و فوائد سب دین عزیز اسلام کے چہرے کو

مسخ کرنے اور مفلوج کرنے خصوصی طور پر قرآن اور محمدؐ کو کنارے پر لگانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ۔ میں یہ باتیں غصے میں نہیں کہہ رہا ہوں ،اجتہاد کی بدایت و نہایت و وسط ،آثار ونتائج سب کو سامنے دیکھنے کے بعد پیش کر رہا ہوں اس کے تمام عناصر،شرائط،عوائد وفوائد سب خواسر ہیں۔

ہم میں سے اکثر و بیشتر حتیٰ بعض علماء و دانشوران بھی یہ سمجھتے تھے کہ اجتہاد اور علم کچھ فرق کے ساتھ ہم معنی ہیں اجتہاد دینی علوم میں گہرائی حاصل کرنے کو کہتے ہیں جبکہ علم دنیا سازی کو کہتے ہیں۔ یہ فہم کھلی غلط غیر مربوط فکر ہے یہ اشتباہ اس لئے پیش آیا ہے کہ ہمارے ہاں علماء خاص کر نبوغت وشہرت رکھنے والوں کو خطاء ولغزش سے پاک انبیاء کے قریب حتیٰ کہ بقول بعض کے تالی تلو عصمت پر فائز سمجھتے ہیں۔ اجتہاد اور مذاہب سے متعلق کتب پڑھنے پر یہ کشف ہوا جس طرح بازاروں میں دھاندلی ہوتی ہے حوزات علمیہ کے علماء بھی تلاعب مصطلحات کرتے ہیں۔علماء و دانشوران کلمات کے ریشہ لغوی اور معنی اصطلاحی میں ربط کو دیکھے بغیر یا دیکھ کر عملاً غلط معانی کرتے ہیں،لغت کو ریشہ جڑ سے سمجھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، کسی کلمہ کے عرف عام میں جو معنی چل رہے ہوتے ہیں وہ ہی عوام الناس اخذ کرتے ہیں اور اسی پر اکتفاء کر کے گزر جاتے ہیں لیکن لغات کی جڑ پکڑنے والوں کو معلوم ہوتا ہے ان دو کلمات کے معانی میں کتنا فرق ہے۔

کلمہ علم تین حروف ۔ع۔ل۔م۔ سے مرکب ہے،اس کے ایک ہی معنی ہیں کہ کسی چیز کے اثر تک پہنچنے کو کہتے ہیں، اثر ونشانی کا پتہ چلا کر حاصل شدہ کو علم کہتے ہیں، ایک انسان کے قدموں کے نشان اور دوسرے انسان کے قدموں کے نشان میں فرق کو تمیز کرنے کو کہتے ہیں، اثر شناسی ان نشانات کو دوسرے نشانات سے فرق

دکھانے یا فرق واضح نظر آنے کو کہتے ہیں یہاں سے کسی بھی چیز کے اثر تک پہنچنے کے بعد ذہن انسان حرکت میں آتا ہے کہ یہ اثر کس کا ہے مثلاً یہ اثر زید کا ہے یہاں چند مفروضات بنتے ہیں۔

۱۔نشان قدم تو مل گیا لیکن کس کا نشان ہے؟ چنانچہ اس حوالے سے کسی ماہر کو بلانے کی ضرورت ہے۔

۲۔زید اور عمر دونوں میں سے ایک کا تعین نہ کر سکیں تو شک آور ہوگا۔

۳۔اگر رجحان زید کی طرف ہو تو اسے ظن کہتے ہیں ظن کے مقابل کے احتمال کو وہم کہتے ہیں۔

۴۔یہ نشان قدم زید ہی کا ہے اور کسی کا نہیں اسے یقین کہتے ہیں ۔

۵۔اس کوشش کو تحقیق کہتے ہیں۔

ہمیشہ ظاہری ومحسوس آثار ونشان کے واسطے سے حقیقت تک پہنچنے کو علم کہتے ہیں جبکہ زیادہ باریک بینی وظرافت بینی سے حقائق جاننے کو فقہ کہتے ہیں لیکن ان دو کلمات کو چھوڑ کر ان کی جگہ کلمہ اجتہاد استعمال کر کے اس سے اپنے ریشہ لغوی سے بے ربط معنی اختراع کیا ہے،ایک مقدس''**لا يمسه الا الخاص الخاص** '' کی تخصیص سمجھ میں نہیں آئی،آیا اس میں کیا خوبی وظرافت پائی جاتی ہے؟ اجتہاد کے داعی وحامی یہ وضاحت کرنے سے عاجز وقاصر ہیں۔

مجلّہ حوزہ شمارہ ۴۲ ص ۲۷ صاحب مقالہ نے کلمہ اجتہاد کو خلیل بن احمد فراھیدی متوفی ۱۷۵ھ کی کتاب العین سے نقل کیا ہے''**الجهد بلوغ الانسان غاية الامر** ''یعنی کسی چیز کے حصول کے لئے تمام تر کاوش ووسائل کو عمل میں لانے کو کہتے ہیں۔اسماعیل بن حماد جوھری متوفی ۳۹۳ھ کتاب صحاح میں لکھتے

ہیں ''الجھد'' طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں۔

صاحب تحقیق فی کلمات القرآن نے ج ۲ ص ۱۲۷ پر صاحب مقائیس سے نقل کیا ہے یہ لفظ مشقت کے لئے استعمال ہوتا ہے ''جھدت نفسی واجھدت ''یعنی میں نے اپنی تمام تر کوشش کی ہے اسی سے ''جھد دابہ'' کہتے ہیں یعنی اپنی سواری پر منزل پر جلدی پہنچنے کیلئے زیادہ بوجھ ڈالنے اپنے کام میں زیادہ کوشش صرف کرنے کو کہتے ہیں۔دودھ سے زیادہ مکھن نکالنے کے لیے طاقت وتوانائی یا سعی کو انتہائی حد تک بذل کرنے کو جھد کہتے ہیں قرآن کریم میں یہ مادہ جھد ۶۳ بار آیا ہے ان تمام آیات میں جسمانی اور مادی توانائی صرف کرنے کے معنوں میں آیا ہے جیسا کہ سورہ فرقان آیت ۵۲ ﴿فَلا تُطِعِ الْكافِرِينَ وَ جاهِدْهُمْ بِهِ جِهاداً كَبيراً ﴾ سورہ انعام آیت ۱۰۹ ﴿وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ لَيُؤْمِنُنَّ بِها ﴾ سورہ ۹ آیت ۷۹ ﴿الَّذينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعينَ مِنَ الْمُؤْمِنينَ فِي ۔ إِلاَّ جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ ﴾

کتاب اجتہاد وتقلید فی اسلام دکتورہ نادیہ شریف ص ۲۷ پر لکھتی ہیں اجتہاد مادہ جھد سے مشتق ہے جیسا کہ ان آیات کریمہ میں آیا ہے سورہ انعام آیت ۱۰۹ ﴿وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ ﴾ ۔سورہ نحل آیت ۳۸ ﴿وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ ﴾ سورہ نور آیت ۵۳ ﴿وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ﴾ فاطر آیت ۴۲ ﴿وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ لَئِنْ جاءَهُمْ نَذيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدى مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ﴾ ان سب میں اجتہاد کا معنیٰ بذل وسعت ہے یعنی تمام کاوش وتوانائی کسی مقصد کے حصول کے لئے خرچ کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔

معنی اصطلاحی اجتہاد:۔

ا۔حکم شرعی تک رسائی ودستیابی کیلئے ظن وگمان کواستعمال میں لانا یا ظن وگمان سے متوسل ہونا تاکہ حکم شرعی حاصل ہوجائے۔آغائے محمد ابراہیم جناتی اپنی کتاب ادوار اجتہاد ص ۸ پر لکھتے ہیں اس اصطلاح کے قائلین میں سیف الدین عاملی شافعی متوفی ۶۳۱ھ علامہ ابن حاجب مالکی متوفی ۶۴۶ھ قاضی عبدالرحمٰن عضدی ۷۵۶ھ ابوحامد محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ علامہ حلی ۶۲۶ھ اور علامہ طریحی شیخ بہائی وغیرہ کانام لیا جاتا ہے۔

دوسری تعریف مجتہد کا احکام شریعت تک رسائی کیلئے سعی وکوشش کرنا ہے۔

تیسری تعریف استنباط احکام شرعیہ از ادلہ تفصیلہ کواجتہاد کہا ہے۔

احمد مصطفیٰ زرقائی اپنی کتاب مدخل فقہی عام میں لکھتے ہیں احکام شرعی از ادلہ تفصیلی سے استنباط کرنے کواجتہاد کہتے ہیں۔

چوتھی تعریف شیخ بہائی نے کہا ہے اجتہاد ایک ملکہ ہے جس کے ذریعے انسان ایک توانا مند حکم شرعی کو ہاتھوں میں لاتا ہے۔

ابوبکر رازی کے نزدیک اجتہاد کے مندرجہ ذیل معانی ہیں۔

ا۔ اجتہاد یعنی قیاس کرنا۔

۲۔ ظن غالب پر عمل کرنا جیسا کہ وقت،قبلہ یا کسی چیز کی قیمت کے بارے میں کہنا کہ میرے خیال میں اس کی قیمت یہ ہے۔

ا۔ان تمام تعریفوں میں اجتہاد کا مصدر وحید لوح محفوظ سے امین وحی کے ذریعے نبی امین پرنازل کتاب واضح بین تبیان کل شئی کوچھوڑ کر مردودِ قرآن ظن حق تک نہیں پہنچاتے ہیں۔﴿وَ ما لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ إِنَّ

الظَّنَّ لا یُغنی مِنَ الحَقِّ شَیئاً .نجم،۲۸﴾﴿وَ ما یَتَّبِعُ أَکثَرُهُم إِلَّا ظَنًّا
إِنَّ الظَّنَّ لا یُغنی مِنَ الحَقِّ شَیئاً .یونس.۳۶﴾﴿وَ ما ظَنُّ الَّذینَ
یَفتَرُونَ عَلَی اللَّهِ الکَذِبَ یَومَ القِیامَةِ .یونس.۶۰﴾﴿وَ إِن تُطِع أَکثَرَ
مَن فِی الأَرضِ یُضِلُّوکَ عَن سَبیلِ اللَّهِ إِن یَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ إِن هُم
إِلَّا یَخرُصُونَ .انعام.۱۱۶﴾

۲۔کسی بھی تعریف میں قرآن واسوۃ محمدؐ کونہیں لیا ہے۔

مجلّہ بصائر سنہ ۱۴۱۴ھ شمارہ ۱۳۔۱۲اص ۳۰ میں آیا ہے کلمہ اجتہاد، بذل وصرف میں جہد کرنا ہے تا کہ حکم شرعی تک پہنچے۔ یہ کلمہ کب کس نے مصطلح دینی میں داخل کیا ؟اس کی تاریخ ابھی تک مجہول ہے اس میں اختراع واختلاق کی بو آتی ہے۔اس کو کبھی اصحاب کبھی خود نبی کریمؐ سے نسبت دی گئی ہے۔اجتہاد کو نبی کریم سے نسبت دینا نبی پر افتراء باندھنے کے مترادف یا انکار نبوت ہوں گے کیونکہ نبی و رسول دونوں اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے کو کہتے ہیں اور پیغام لانے والا اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرے تو خائن ہوگا۔علامہ بزرگوار محمد مہدی شمس الدین نے صراحت سے کہا ہے لفظ اجتہاد جو ہمارے ہاں چلتا ہے یہ بہت دیر سے پیدا ہوا ہے۔اجتہاد سے مراد شخص کی رائے ہے یہ کلمہ فقہائے اہل سنت کا وضع کردہ ہے۔ علامہ مہدی شمس الدین اپنے دور کے محققین میں سے بلا جھجک و بلا تردد اظہار رائے کرنے والوں میں سے تھے لیکن کسی مذہب سے وابستہ انسان کتنا محقق بھی کیوں نہ ہو انتساب مذہب کے نشانات مٹا تا نہیں۔انہوں نے یہاں کلمہ اجتہاد کی بدعت کو غلط ثابت کرنے کیلئے اہلسنت کی طرف نسبت دی کہ وہ پہلے تھے درست نہیں کیونکہ یہ دونوں دوسری یا تیسری صدی کی ابتداء میں بنے ہیں۔اجتہاد یعنی خروج از اسلام

، بغاوت علیہ اسلام، آیات نہی از تجاوز حدود اللہ سے نکلنے والے ہیں اجتہاد کو مستند بنانے کے لئے ایک حدیث سے استناد کیا ہے جو معاذ بن جبل سے منسوب ہے۔ ذرقانی نے کتاب موضوعات میں کہا ہے یہ حدیث باطل ہے بعض نے اس کو شیعہ سے نقل کیا ہے۔

صاحب بخاری نے کہا ہے اس حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث نقل نہیں ہوئی ہے۔ اس کی سند کا حال تو واضح ہے جبکہ اس کا متن بتا تا ہے کہ ایک قاعدہ مسلمہ شرعی کے ذریعے بعض احکام شریعت شریعت میں داخل کرنے کا دروازہ کھولا ہے کیونکہ صحیح اور غلط میں تمیز بذات خود ایک زحمت ہوگی بغیر سند کوئی حکم دینے میں کوئی زحمت نہیں ہوگی۔ دوسرا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ کے بعد اصحاب و تابعین سلف و آئمہ سب صاحبان شرع ہیں۔ یعنی قانون ملک وملت میں قانون بنانا اور نافذ کرنے کا حق کس کو حاصل ہے؟ جواب ہے کہ صرف مالک کو حاصل ہے۔

نظام اجتہاد اصول بلا اصول۔

دنیا بھر میں اصول بنانے کیلئے بھی کوئی اصول ہوتا ہے تو اس کو اصول پر بنانے کا تعین کرتے ہیں، اس اصول کی حدود سے تجاوز کر گئے تو اس کو چیلنج کر سکتے ہیں لیکن

۱۔ اجتہاد کے مصادر میں بتایا ہے جہاں قرآن وسنت محمدؐ میں نص نہیں آئی ہے، وہاں حکم شریعت کو استخراج کرنے کا نام اجتہاد بتایا ہے۔ یہ بات کذب و افتراء تدلیس تلبیس تعنتی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ قرآن میں نہیں۔

۲۔ جہاں قرآن وسنت میں حکم نہیں آیا ہے وہاں حکم شرعی کو کہاں سے نکالیں

گے؟ تو جواب آئے گا دیگر مصادر شریعت اجماع اور قیاس سے نکالیں گے۔اس اجماع وقیاس کا نسب شریف کہاں سے ملتا ہے؟ جواب ندارد۔

۳۔ جہاں قرآن اور اسوۃ محمدؐ میں نہیں آیا ہے وہاں آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے؟

۴۔اس سے نکالے گئے حکم کو فقہ کہتے ہیں فقہ کا معنی گہرائی میں سمجھنے کو کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں فقہ اور اجتہاد دونوں مقابل قرآن وجود میں لائے۔ ہم یہاں اصول فقہ تالیف عبدالوہاب خلاف مصری متوفی ۱۳۷۵ھ کی کتاب کی تمہید سے نقل کرتے ہیں۔لکھا ہے ''علماء مسلمین اپنے اختلاف مذاہب کے باوجود اس بات پر متفق ومتحد ہیں کہ ہر وہ چیز جو انسان سے صادر ہوتی ہے چاہے قولی ہو یا فعلی ہو، عبادت ہو یا معاملات جرائم احوال شخصیہ ہوں یا عقود تصرفات سے متعلق ہو ان کے لئے شریعت اسلامی میں ایک حکم ہے ان کا حکم بعض نصوص اسلامی قرآن وسنت میں بیان ہوا ہے اور بعض بیان نہیں ہوا ہے''۔

جہاں حکم بیان نہیں ہوا اس کی جگہ حکم دینے کا حق آپ کو کس نے دیا؟ دوسرا جہاں حکم بیان ہوا ہے وہاں بھی آپ نے قرآن کریم سے حکم نہیں دیا ہے۔لیکن شریعت نے اس پر علامات ونشانیاں رکھی ہیں، آپ ان نشانیوں کی نشان دہی کیوں نہیں کرتے ؟ مجموعی طور پر احکام کی بازگشت قرآن وسنت اجماع وقیاس پر منتہی ہو تی ہے۔خود قیاس اور اجماع کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟

اگر ان مباحث میں کود یں گے تو دیکھیں گے اس میں کتنی امانتداری ہے اور کتنی خیانت کاری ہے۔

''خشت اول چونہد معمار کج　　　تا ثریا میرود دیوار کج''

اجتہاد کی بنیاد قرآن اور رسول اللہ کو بیان احکام سے خارج کر کے کنارے پر لگانے، حاکمیت سے ہٹانے پر امت کو بوٹی بوٹی کرنے کا فارمولا بنایا ہے۔ محقق مدبر جری مہدی شمس الدین نے اجتہاد کے بارے میں ایک تقریر میں کہا ہے ''یہ جو علماء کہتے ہیں قرآن میں احکام کی ۵۰۰ سے زیادہ آیات نہیں ہیں یہ قرآن میں موجود احکام کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے'' انہوں نے خلف وعدہ کیا ہے کہ اگر قرآن میں ہے تو ہم اجتہاد نہیں کریں گے لیکن قرآن میں جو احکام ہیں ان آیات کی جگہ بھی اجتہاد چلایا ہے۔ دوسری تہمت انہوں نے رسول اللہ پر باندھی ہے کہ آپ بھی اجتہاد کرتے تھے تو قرآن اور محمدؐ ایک طرف ہوئے، اصل بنیاد اجتہاد ہو گیا، دشمنان مخالفان قرآن و اسلام کا حکم نافذ جبکہ اللہ و رسول کا حکم معطل و منسوخ ہو گیا۔ تمام فقہاء کی برگشت چار شخصیات مالک بن انس، نعمان ابن ثابت، محمد ابن ادریس اور احمد بن حنبل کو جاتی ہے ان سب کے نسب خاندانی اور علمی مصادر و ماخذ اور اہداف سب مشکوک ہیں۔ اگر اجتہاد کرنے کیلئے مصادر و مآخذ ضروری ہیں تو ان کے مصادر و مآخذ کو بھی دیکھنا ہوگا ان کے مصادر کیا ہیں۔ اجتہاد کا معنی اصطلاحی ہر کسی کی اپنی رائے ہے، ان میں توضیحات نہیں ہوں گی۔ ابو حنیفہ کے فتاویٰ کو دیکھیں گے تو حیلہ شرعی، حاجیات اور سہولیات سے بھرے ملیں گے، دین کیلئے مذاق و شرم آور ملیں گے۔ ابو حنیفہ کے بعد اس کے شاگرد ابو یوسف کے فتاویٰ کے مصادر ہارون الرشید کی خواہشات تھیں۔ مالک ابن انس نے اس وقت عمل اہل مدینہ کو مصادر فتویٰ بنایا، جس وقت اہل مدینہ گانا گانے میں مشہور تھے۔ ان کے استاد عبد الرحمٰن ہرمز بھی فاسد الایمان و العمل انسان تھے۔ محمد ابن ادریس کی ایمانیات کا اندازہ اس شعر سے کریں۔

شافعی مر گئے پتہ نہیں چلا   علی اللہ کا بندہ یا خود اللہ

وہ مصر میں ایک فتویٰ دیتے تھے اور بغداد میں اس کے خلاف فتویٰ دیتے تھے۔ اجتہاد اپنے اہداف و غایات میں اسلام ،قرآن ، امت قرآن کے خلاف وجود میں لانے کا شاہد صدق امت کو پانچ اقلیم میں تقسیم کرنا ہے۔ابھی تک یہ تقسیم رکی نہیں ،امت کوتتر بتر کیا ہوا ہے۔

ان پانچ سے کہیں زیادہ نبوغت علمی رکھنے والے آئے ،بعض گزر گئے اور بعض موجود ہیں جنہوں نے موسوعات پے موسوعات پیش کئے ہیں ڈاکٹر زحیلی نے فقہ اسلامی پر طرز لغات نویسی ، بڑی ضخیم دس جلد کتاب لکھی ہے،۲۲ جلد تفسیر قرآن لکھی ہے لاکھوں کتابوں کا کتابخانہ ہوں گے لیکن ان پانچوں کی کوئی تصنیفات نہیں ہیں۔لہٰذا اس اجتہاد سے حاصل شرورات خواسر کے علاوہ اور کچھ نہیں کیونکہ ان کے علوم کی اساس و ہمیات پر قائم ہے حقائق پر نہیں تھے۔ان کے مصادر مخدوش ہیں ۔سب سے پہلے جو تعریف انہوں نے کی ہے''ادلہ ظنی'' سے اجتہاد کرتے ہیں،ظن انسان کو حق تک نہیں پہنچاتا ہے﴿وَ ما لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ إِنَّ الظَّنَّ لا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً. نجم، ۲۸ ﴾ دنیا میں کوئی عاقل نہیں جو یقین کو چھوڑ کے ظن کو انتخاب کرے ۔اگر کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہو نبوت محمدؐ پر ایمان رکھتا ہو مرنے کے بعد قیامت حشر ونشر پر ایمان رکھتا ہو تو اسے ان مذاہب کے فتاویٰ سے گریز کرنا چاہیئے ۔ان میں اور اسمبلیوں میں پاس ہونے والے بلوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ ان میں پھر بھی کوئی نقد کرنے والا ہوتا ہے نقد کر کے اکثریت سے پاس کرتے ہیں جبکہ یہاں کسی پر نقد کرنے کا حق نہیں ہے،جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

اجتہاد تاریخ اسلام میں کب اور کیوں پیش آیا؟ ان کے گراں قدر نظریات و دلائل و براہین کو ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

کتاب تاریخ اجتہاد وتقلید تالیف شیخ محمد مہدی آصفی تاریخ نشر ۱۴۱۶ھ صفحہ ۵۹ پر تحت عنوان مدارس اجتہاد فی تاریخ الفقہ الاسلامی میں مؤلف مرحوم لکھتے ہیں تاریخ پیدائش اجتہاد کے بارے میں علماء اسلام دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔

ایک گروہ کی رائے یہ ہے''احکام دین میں اپنی فہم وادراک کے مطابق حکم شرعی استخراج کرنا''۔

دوسرا گروہ اتباع اہل بیت والے ہیں وہ دین وشریعت میں اپنے آپ کو تابع نص اللہ ورسول سمجھتے تھے۔آغائے آصفی میرے بزرگ استاد تھے،ان کی کتب کا عناوین اسلامی تھے،انہوں نے سب سے پہلے مدخل تشریع اسلامی دوسری الامامۃ فی التشریع اسلامی لکھی تھیں لیکن مذہب کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں بھاری تھیں لہٰذا عصبیت مذہبی انہیں قضاوت عادلانہ سے روکتے تھے۔یہاں بھی ان کی یہ تقسیم یا اجتہاد النص کی بات سب سے پہلے کس کی ابتکار تھی معلوم نہیں لیکن میں نے خود دیکھا ہے آغائے باقر الصدر نے بحث حول الولایۃ میں لکھا ہے شیخ حر عاملی کے دور میں ایک گروہ تابع نص تھے جبکہ دوسرا گروہ اپنی عقل کا نظریہ استعمال کرتے تھے آپ خود اس پر قائم نہیں رہے آپ نے اجتہاد میں قدم رکھا،دوسری شخصیت عبد الحسین شرف الدین اور تیسری شخصیت مرتضیٰ عسکری تھے انہوں نے معالم المدرستین،امامت وخلافت لکھی ہے ہر اعتبار سے شدید لہجے والے متعصب انسان تھے۔چنانچہ ان کی نظر میں مختار ثقفی بڑی شخصیت تھی۔دنیائے کفر و الحاد سے کراہت کی بجائے غیر شیعوں سے کچھ زیادہ کراہت رکھتے تھے لہٰذا یہاں حقائق

گوئی ان سے چھوٹ گئی۔

علماء نے باب اجتہاد میں جو لکھا ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے جو دیکھا کانوں سے سنا ہے سب کو جوڑیں تو حقیقت کے متلاشی انسان کے لئے دہشت کنندہ و حیرت آور ہوگا۔ ہم نے اجتہاد کو تحقیق سمجھا تھا جبکہ یہاں اجتہاد سے مراد تحقیق نہیں تھے بلکہ اجتہاد کا معنی ایک سوچ وفکر ذہن میں بنانے کے بعد اسے دوسروں پر ٹھونسنا ہے نیز حق سوالات و اعتراضات اشکالات چھیننے کو کہتے ہیں لہٰذا اجتہاد کا یہ معنی ذہن میں رکھنے کے بعد جو بھی جیسے بھی نکلیں اور وہ جو بھی کریں اس میں کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی، آیت کریمہ ''**لا اکرہ فی الدین**'' کی نفی ہے۔

اجتہاد کی بنیاد اہل سنت نے ڈالی ہے یہ بات بھی تاریخی حوالے سے غلط فاحش ہے کیونکہ شیعہ اور سنی دونوں دوسری صدی کے آخر میں یا تیسری صدی کی ابتدا میں مقابل اسلام دو بدو وجود میں آئے۔ دونوں کوئی دلیل تمسک بہ قرآن کریم یا اسوۂ محمدؐ سے نہیں رکھتے۔ اسلام مقابل لڑنے کیلئے دو محاذ بنام اہلبیت اور اصحاب کھولے، دراصل یہ دونوں خوارج کا تسلسل تھے۔ فتوحات اسلامی کے بعد دور عثمان کے چھ سال گذرنے کے بعد روم و فارس کے اقتدار رفتگان نے مصر اور عراق میں اسلام سے مزاحمت کی تحریک شروع کی، حصار عثمان وقتل عثمان تک یہ لشکر ایک مزاحم لشکر تھے، عثمان کے قتل کے بعد نئے سربراہ مسلمین کے انتخاب تک بھی ایک ہی قیادت میں تھے چنانچہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے اپنے انتخاب کو امت مسلمہ میں نمونہ میں سابق کی بنسبت اتفاقی ومتحدہ قرار دیا۔ یہاں تک کوئی سنی وشیعہ نامی چیز نہیں تھی، خطب نہج البلاغہ میں حضرت علی نے اپنے انتخاب کو عوامی جمہوری قرار دیا، اس انتخاب کے بعد باغی طاغی گروہ دو حصوں میں بٹ گئے ایک

حصے نے عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا جبکہ دوسرا حصہ نئے خلیفہ کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ حضرت علی جب بصرہ میں پہنچے اور مذاکرات شروع کرنا چاہے تو نئے گروہ قاتلین عثمان جو دونوں لشکر میں بٹے ہوئے تھے نے مذاکرات سے پہلے ہی جنگ شروع کی، صلح کا موقع کھویا اور جنگ شروع ہوئی تو فتح امیر المومنین کو ہوئی، پھر یہ لشکر دوبارہ بٹ گئے۔ دوبارہ علی کے خلاف اعلان جنگ کیا یہاں تک ان کو پھر شکست ہوئی تو علی کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ امیر المومنین کے قتل کے بعد امام حسن پر متفق ہو گئے۔ بعض نے شرط لگائی کہ معاویہ سے جنگ لڑیں گے اور ان کو مجبور کیا کہ جنگ کیلئے نکلیں، پھر آپ کو میدان میں شکست دی اور اقتدار معاویہ کو ملا تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا، اس وقت تک شیعہ سنی نامی کوئی نہیں تھا۔ معاویہ کی حکومت مستقر ہونے کے بعد معاویہ نے خوارج کا پیچھا کیا ان کو زندانوں میں یا میدانوں میں قتل کیا، یہاں تک بنی امیہ نے ان کے عمائدین کو لٹکایا۔ بنی امیہ کا اقتدار من جانب اللہ نہیں تھا اور من جانب امت بھی نہیں تھا بلکہ وہ من جانب طاقت وقدرت اقتدار پر آئے تھے لیکن مقدرات دین وملت ومملکت انہی کے ہاتھ میں ہوتے تھے وہ جہاں بس کریں جہاں قبض کریں۔ جب ان کی حکومت کمزور ہو گئی تو یہ لوگ پھر طاقت ور ہو گئے یہاں تک کہ اقتدار بنی عباس تک پہنچایا۔

اہلسنت کی اصطلاح تیسری صدی کے آخر میں متوکل عباسی نے جب معتزلہ کو حکومت برطرف کیا اور مخالفین معتزلہ کو برسر اقتدار لایا تو ابوالحسن اشعری نے اختراع کی، جبکہ بعض دیگر احمد بن حنبل کو بانی اہلسنت گردانتے ہیں۔ اس سے پہلے مصطلح اہلسنت نہیں تھی، اسی طرح مصطلح شیعہ ۴۰ ہجری میں صفین میں حضرت علی کے لشکر کے باغی طاغیوں کی جنگ بندی ٹھونسنے کے بعد تحکیم میں نمائندہ علی مخالف

کوٹھونسنے کے بعد تحکیم نامہ لکھتے وقت کلمہ شیعہ استعمال ہوا تھا۔

تاریخ پیدائش اجتہاد

عام طور پر انسان ایک واقعہ کو طویل مدت گزرنے کے بعد اسکے بارے میں شکوک شبہات سوالات استفسارات شروع کرتا ہے، جب اس سے متعلق مصادر گم ہو جاتے ہیں۔اسی طرح کا ایک سوال تاریخ پیدائش اجتہاد کا ہے، یہ تاریخ اسلام میں کب، کس نے کہاں شروع کیا؟

یا کسی چیز کی تاریخ پیدائش جاننے کی ضرورت اس وقت آتی ہے جب یہ چیز موضوع اعتراف و انکار ہو جائے۔ یہ موضوع سب سے پہلے دوسری صدی میں عاصمہ عراق کوفہ میں پیش آیا جہاں فتوحات اسلام کے پناہ دہندہ کا ہجوم بڑھا اور دین اسلام کو موضوع نقاش بنایا۔حاکم وقت کو کمزور بے بس بنانا شروع کیا۔چنانچہ تینوں فقیہ علویین کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، جب عباسیوں کی حکومت بنی تو تینوں عباسی حکومت کے عتاب میں گرفتار ہوئے تازیانوں کے عذاب کا نشانہ بنے۔اس وقت کوفہ میں بنی امیہ کی طرف سے قاضی ابی لیلی عبد الرحمٰن قاضی تھے۔نعمان بن ثابت ابوحنیفہ محل قضاوت کے قریب بیٹھتے تھے، مسجد سے آنے والے سے پوچھتے تھے قاضی نے کیا بتایا اس نے کیا فیصلہ دیا؟ پھر کہتے تھے اس نے غلط فیصلہ دیا، ابوحنیفہ لوگوں کو سہولت، مشکلات اجتماعی سے نکلنے کا حیلہ دکھاتے، اس طرح مقابلہ تزاحم شروع ہوا لیکن حکومت بنی عباس چونکہ طاقت میں تھی اس لئے مفسدین کو موقع نہیں ملا۔ یہ موقع انہیں مصر میں ملوکی حکومت میں ملا۔

تاریخ پیدائش اجتہاد کے بارے میں ایک کتاب نظرۃ التطور فی علم الاصول تالیف ابوالقاسم گرجی رئیس جامعہ تہران لکھتے ہیں ”علم اصول مکتب اہل بیت میں

۳۲۹ھ سے شروع ہوا اور اب تک یہ علم آٹھ مراحل سے گذرا ہے"۔ باب اجتہاد میں یہ درجہ بندی ابوالقاسم گرجی کے علاوہ آغا محمد ابراہیم جناتی نے مجلّہ اندیشہ کیھان اور اپنی کتاب ادوار اجتہاد میں بیان کی ہے۔

۱۔مرحلہ تاسیس ۲۔مرحلہ تدوین وتصنیف

۳۔علم اصول وعلم کلام میں زواج ۴۔مرحلہ کمال علم اصول

۵۔مرحلہ رکود اجتہاد ۶۔مرحلہ تجدید اجتہاد

۷۔مرحلہ حرکت اخباری

۸۔مرحلہ دوم تجدید اجتہاد۔ اس مرحلہ میں علم اصول کو از سرنو تجدید کرنے والے باقر بھبھائی ہیں جنھوں نے اجتہاد میں نئی روح پھونکی ہے۔

ابوالقاسم گرجی اور آغائے جناتی کے ادوار اجتہاد سے معلوم ہوا امت اسلام ان مجتہدین کے لئے مردے کی ہڈی کی حیثیت رکھتی تھی۔

اصول فقہ مختلف ادوار سے گذرا ہے

۱۔ پہلا دور دور پیغمبرؐ ہے۔

۲۔دوسرا دور دور اجتہاد ہے احکام شرعیہ کو اجتہاد کے ذریعے حل کرنے کی ابتدائی تمہید پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد بارہ ہجری سے شروع ہوتی ہے۔اس دور میں صحابہ منابع شریعت کے تحت فتویٰ دیتے تھے عصر صحابہ میں اجتہاد کا عمل آسان تھا۔

۳۔اجتہاد رائے بعض اصحاب قرآن وسنت سے ہٹ کر اپنی رائے سے فتویٰ دیتے تھے۔

۴۔بعض اجتہاد رائے کی مخالفت کرتے تھے۔

اس فقہ میں قرآن کا کیا مقام ہے سب پر واضح ہے فقہاء کے بیانات گواہ صدق ہیں لیکن سنت اجماع اور قیاس ان کا کیا مقام ہے کتب اصول فقہ میں بیان ہوا ہے۔علم اصول فقہ کو علوم اسلامی میں بہت اونچا، گہرا عمیق و دقیق علم شمار کیا جاتا ہے لہٰذا جن کی ذہنی قابلیت وصلاحیت ہوتی ہے وہ اس میں نبوغت حاصل کرتے ہیں اور خاص کر وہ شخصیات جن کے دلوں میں مقام شامخ مرجعیت تک پہنچنے کی تمنا وارمان ہوتے ہیں وہ ان تھک محنت وکوشش کرتے ہیں اور بزرگان ان کو توجیہہ کرتے ہیں کہ کفایہ راخوب بخوانید اس کے بغیر مجتہد نہیں بن سکتا ہے۔

اصول فقہ دراصل کوئی مستقل علم نہیں ہے بلکہ چند علوم کی کھچڑی ہے جس میں علم لغت علم فلسفہ اور علم فقہ شامل ہیں۔اس میں موجود صعوبتوں اور مشکلات کی وجہ سے اور نہ سمجھ آنے کی وجہ سے ہم نے زیادہ دلچسپی نہیں لی اور خاص کر اس پیشن گوئی کے بعد کہ کوئی بھی پاکستانی اور افغانی مجتہد نہیں بن سکتا ہے تو ہم نے سوچا کہ اس کو کیوں پڑھوں لیکن امتحان دینے کے لئے پڑھا مگر سمجھا نہیں نہ سمجھنے کی وجہ سے اصولِ فقہ کے متعلق کم کتب جمع کی ہیں لیکن اتفاق سے جو کتب میسر آئی ہیں وہ نامور اصولیوں کی کتب ہیں جو مصر ایران شام وعراق میں مقام خاص رکھتے ہیں۔

فقہاء اربعہ اپنے دور کے مایہ ناز متجر علوم کے حامل تھے۔وہ مرجع عام وخاص غیر متنازع تھے لیکن انبیاء نہیں تھے کہ جن پر وحی ہوتی ہو۔نیز وہ شاگردانِ خاص نبی کریمؐ بھی نہیں تھے کہ دین کو بغیر کسی واسطہ عادی سے انھوں نے اخذ کیا بلکہ معارف اسلام وشریعت انہوں نے اصحاب وتابعین سے لیا تھا تمام اصحاب و تابعین یکساں اور بلا اشکال واعتراض اور نا قابل تنقید بھی نہیں تھے۔

ا۔یہ چاروں بزور سیاست وطاقت وقدرت نفوذ رکھتے تھے جیسے عراق میں

ابوحنیفہ، حجاز میں امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور مصر میں شافعی اور امام مالک نفوذ رکھتے تھے۔

۲۔ان کے دور میں دوسرے فقہاء بھی تھے لیکن انہیں حکومتی سر پرستی نہیں ملی تھی۔

۳۔یہ چاروں نہ اپنی جگہ متفقہ علیہ تمام مسلمین بنے ہیں اور نہ آئندہ بنیں گے بلکہ ان کے مذاہب الحاد کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔

۴۔شریعت کو ان چاروں کی خود رائے وخود شناسی پر توقف دینا ایک استبداد دینی اور الحادی کی سنگ بنیاد تصور کرنا درست ہوگا۔

قرآن کریم میں حق حکومت صرف اللہ کے لئے مخصوص کیا ہے اور غیر اللہ کے لئے حق حاکمیت حکم جاہلیت قرار دیا ہے ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا۔المائدہ ۵۰﴾ اللہ ہی بندوں پر حکومت کرتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ۔الغافر ۴۸﴾ حق حکومت مخصوص اللہ کے لئے ہے ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ انعام ۵۷﴾ ﴿إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔قصص ۸۸﴾ ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔دہر۔۲۴﴾ ﴿فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۔شوریٰ ۱۰﴾ ﴿فِي حُكْمِهِ أَحَدًا کھف ۔ ۲۶﴾ ﴿سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا بقرہ ۳۲﴾ اس سلسلہ آیات میں اللہ کی حکومت کو چھوڑ کر کسی اور کی حکومت کو اپنانے کو فاسق کافر جاہل ظالم گردانا ہے مائدہ ۴۴۔۴۷،۴۵ یہاں ان دوسلسلہ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حق حکومت بطور ذاتی اللہ کے لئے اور بطور عرضی انبیاء کے لئے ہے جو اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کیلئے مبعوث ہوئے ہیں۔جب بطور عرضی انبیاء یہ حکم کسی اور کو نہیں دے سکتے تو امت میں بھی کوئی حکم صادر نہیں کرسکتا ہے کیونکہ حکم صرف مالک بلاشریک دے سکتے

ہیں۔حکم دینے کیلئے علم غیر محدود قدرت غیر محدود ہونی چاہئے تاکہ ناکثین ومجرمین کوکیفر کردار تک پہنچا سکے یہاں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فقہاء حاکم نہیں ہیں وقت کے حکمران ہوتے ہیں،''مجتہدین'' مخالفین منکرین کوسزا نہیں دے سکتے ہیں، یہ جو کہتے ہیں ائمہ نے انہیں حق دیا ہے یہ غلط بات ہے وہ خود محکوم تھے۔چونکہ یہ حق نافذ کرنے کا حق ان بندوں کو ہے جن کو منتخب کیا ہے وہ سزا دیتے ہیں تو معارضہ و اختلاف ختم ہو جاتا ہے لیکن حکم صادر کرنے کے لئے علم واقعی علم حقیقی چاہیے اور حکم کے مخالف کوسزا دینے کی قدرت چاہیے اگر کوئی حکم کو نہیں مانیں گے تو اس کی گرفت سے باہر نہیں جا سکتا ہو۔جن فقہاء کو ہم نے حاکم تصور کیا ہے یا جنہوں نے فتویٰ دیا ہے دوسروں پر لاگو نہیں ہوگا،جن کی سند دے کر حکم دے رہے ہیں وہ بھی مشکوک ہیں وہ اپنے حکم کو نافذ بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ خود معتوب تھے یہ خود عذاب خوردہ تھے تو کیسے ان کا حکم امّت پر نافذ ہوگا۔

مصادر میں قیل وقال کا سامنا ہوتا ہے تو غیر متوقع ارتقاء یا غیر متوقع سقوط اور زوال کا سامنا ہوتا ہے چنانچہ تاریخ اجتہاد لکھنے والوں میں بھی دونوں طرف سے لکھنے والے ہیں۔مذہب اہلبیت جس کو پہلے شیعہ کہتے تھے،اس مذہب کے بانیان واتباع والوں کی ترجیحات کا جھکاؤ زیادہ تر ضد دین کی طرف تھا،قائدین زیادہ بے دین تھے لہٰذا وہ بدنام تھے۔شیعہ مذہب کے بنیان گذاروں نے تاریخ تاسیس اجتہاد کا آغاز وفات رسول اللہ کے دن بمقام سقیفہ بتایا ہے،اور اجتہاد کے خلاف انتہائی شدومد سے مہم چلائی۔اسی لئے بارہویں صدی تک شیعوں میں اجتہاد نہیں تھے،چنانچہ کلینی ،صدوق ،طوسی ،بحرین کے علماء معاصر حدائق اخباری تھے۔تمام اخبارات اکثر و بیشتر ضرب الامثال عقلاء اور سیاستدانوں کے مقولہ جات تھے۔

ایک گروہ ضد اخباری بارہویں صدی میں وجود میں آیا جس کے وحید بہبہانی نے اصول فقہ کی بنیاد ڈالی۔لیکن شیعہ مصیبت میں پڑے کہ اگر اجتہاد پر چلیں تو عقیدہ امامت ختم ہوگا نیز سنیوں کے خلاف لگے طعنے بعینہ ان کی طرف بڑھیں گے۔آخر میں عقل سے متصادم متعارض اختیارات کو چھوڑ کے مجتہدین کے وہمیات گمانیات کو نازل من السماء کے خلاف اٹھانے کیلئے یہ میدان اجتہاد میں اترے تو سنیوں نے اس کا اعزاز اپنے نام کیا کہ ہم تو پہلے ہی اس میدان میں موجود تھے آپ بعد میں آئے ہیں۔سنیوں کو اجتہاد سے بہت فائدہ ہوا کیونکہ حکومتوں کو علماء چاہیئے تھے انہیں حکومت چلانے کیلئے بغیر کسی تردد مفتی چاہیئے تھے۔لیکن عہد رسالت سے قریب ہونے کی وجہ سے ان کی آراء موضوعِ نقد اہل ایمان بنی، ان سے ان کے فتاویٰ کی اسناد پوچھنا شروع کیں تو انہوں نے اس کو اصحاب رسول یا خود رسول اللہ سے انتساب کرنا شروع کیا۔ نبی کریمؐ کے بعد ہر پیش آنے والے نئے مسئلہ میں لوگ اصحاب سے پوچھتے تھے اصحاب سب ایک جیسے نہیں تھے مومن و فاسق سب تھے۔اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ دین اسلام کو اپنی عقل انسانی سے چلانا توحید خالقیت کے منافی ہے اور اپنی مرضی اور خود رائے حکم صادر کرنا شرک میں آتا ہے لہٰذا نعوذ باللہ اصحاب مشرک قرار پائے تو پھر انہوں نے اصحاب کو شرک کے گڑھے سے نکالنے کیلئے کہا، ''نعوذ باللہ رسول اللہ نہ بچے تو کوئی بات نہیں اہلبیت واصحاب بچنا چاہیئے'' اس لئے کہا کہ اصحاب سے پہلے نعوذ باللہ خود رسول اللہ اجتہاد کرتے تھے، اجتہاد خود نبی کریمؐ کے دور میں شروع ہوا اور رفتہ رفتہ دوسری تیسری صدی میں اپنے عروج پر پہنچ گیا''۔

مقاصد شرع محور اجتہاد۔

کتاب اصول علم فقہ عبدالوہاب خلاف ص ۲۲۹ پر آیا ہے ’’**فی القواعد الاصولیة التشریعیة**‘‘ یہ اصول علمائے اصول فقہ اسلامی نے تمام احکام شریعہ میں غور وخوض دقت وباریک بینی سے دیکھنے کے بعد ان احکام کے علل تلاش کرنے کے بعد ان کو اصل مبانی شریعت سے موازنہ کر کے استنباط کیا ہے لہٰذا جس طرح نصوص اولیٰ پر عمل کرنا واجب ہے اسی طرح علمائے علم اصول کے اختراع کردہ اصولوں پر بھی عمل کرنا واجب ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مقاصد شریعت اسلامی کا بنیادی مقصد عام لوگوں کی مصلحت کو سامنے رکھنا ہے وہ ان کو تین نکات میں خلاصہ کرتے ہیں۔

۱۔لوگوں کی ضروریات زندگی۔ ۲۔لوگوں کی حاجیات ونیازات۔

۳۔لوگوں کی زندگی میں رونق وزیبائی پیدا کرنا۔

یہاں یہ سوال اٹھتے ہیں

۱۔شریعت اسلامی کی غرض و غایت مصالح عباد ہے مصالح عباد سے مراد مسلمین ہے؟ یا عامۃ المسلمین وغیر مسلمین دونوں ہے؟

۲۔مصالح کی تشخیص کون کرے گا کہ یہ کن کی مصلحت میں ہے؟ یقیناً جس کسی نے اس مصلحت کی تشخیص کی ہے اس میں خود ان کی مصلحت ہوگی اور ان کے مخالفین کیلئے نقصان دہ ہوگی۔ دنیا میں جاری تمام جنگوں کی مصلحت کسی کے زیان ونقصان میں ہوگی امریکا یا یورپ کی مصلحت افغانستان پر قبضہ کرنا ہے یہ افغانیوں کی مصلحت میں نہیں ہوگا۔

۳۔حاجیات اور تحسینات کی وجہ سے ہی مسلمانوں کا زوال وسقوط ہوا ہے

قوموں میں طبقات بندی اغنیاء کی اسراف وتبذیر اور بعض ناداروں کی تقلید ہی نے دنیا کو برباد کیا ہے۔

۴۔ان دو کی شریعت اسلام میں کیا سند ہوگی؟

مقاصد شرع میں انسانوں کی ضروریات کو پانچ چیزوں میں گنا ہے:

۱۔حفظ دین ۲۔حفظ نفس ۳۔حفظ عقل

۴۔حفظ نسل وناموس ۵۔حفظ مال

علماء اصول کی اس تعریف سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ شریعت اسلام انسان کی بھلائی کے لئے آئی ہے دین کا ہدف خدمت انسان ہے جو اس وقت یونیسکو کرتے ہیں۔یہ دین انسانیت والوں کا مقولہ ہے یہ نازل من اللہ نہیں ہے۔

چنانچہ اجتہاد کی تعریف میں کہا گیا ہے جہاں نص نہیں وہاں مجتہد فتویٰ صادر کرتا ہے، مجتہد کس چیز کو بنیاد بنا کر فتویٰ دیتا ہے؟ مجتہدین کو یہاں دو باتوں کی وضاحت کرنا ہوگی پہلی یہ کہ ان کو یہ حق کس نے دیا؟ دوسری اس کے مصادر کیا ہیں؟ مطالبہ اسناد پر اسی لیے پابندی لگائی ہے کہ یہ بے مدرک اصول از خود وضع کیا ہے۔

اختلاف مجتہدین:

اختلاف مجتہدین ایک حقیقت اور واقعیت ناقابل انکار ہے۔اگر ہمارے ملک میں دین عزیز اسلام سے تھوڑا سا حب وشغف رکھتے ہوں تو ملک کے اندر موجود اختلافات افتراقات از عوام، علمی وثقافتی ،علماء کے درمیان تضاوات تناقضات کے اسباب وعلل کی تحلیل وتجزیہ کریں تو شاید یہ سب الٰہی ودینی بالکل نہیں ملیں گے۔ہر سبب مسبب مانگتا ہے، ان کے اسباب مادی ملیں گے لہٰذا

مجتہدین کے درمیان اختلاف دینی نہیں مادی ہیں۔دیگر اسلامی ملکوں میں بھی فرقوں کے علماء میں اختلاف مادی و دنیوی ہوتا ہے چنانچہ مرحوم آغائے صدر نے ایک عالم فاضل سے فرمایا ہمارے مراجع کرام اسلامی نہیں ہیں مادی ہیں ۔عالم فاضل نے پوچھا اس کی کیا سند ہے؟ تو آپ نے فرمایا آپ کسی بھی مرجع کے دربار میں بیٹھیں اگر ان کو یہ خبر دیں افغانستان و پاکستان میں کمیونسٹ آ گئے ہیں تو فرمائیں گے اچھا، کسی قسم کی پریشانی کا مظاہرہ نہیں کریں گے، لیکن اسی دوران کوئی شخص آ کے خبر دیں آغا ایک خبر ہے کہ ایران میں کمیونزم آیا ہے تو فوراً لا الہ الا اللہ، پڑھیں گے اور دعا کریں گے اللہ ان کو اپنے حفظ و پناہ میں رکھیں کیونکہ تہران سے خمس آتا ہے ۔ان کے اختلافات سے امت مسلمہ کو لاحق مضرات ، خسارات ناقابل برداشت ، ناقابل تدارک اور ناقابل جبران بھی ہیں، اس کے شواہد اور نمونے حد احصاء سے زیادہ ہیں۔اس صورت میں چند مفروضے بنتے ہیں:

۱۔اختلاف ہونے کی صورت میں کسی کا بھی فتویٰ قابل قبول نہ ہو کیونکہ ہر ایک کی رائے اپنی جگہ احتمال مطابق واقع اور عدم مطابقت میں مساوی ہوگی۔

۲۔دونوں صحیح ہیں اس صورت میں فسطائیزم ہوگا یعنی حقیقت نامی کوئی چیز نہیں ہے۔

۳۔دونوں میں ایک صحیح ہو لیکن تشخیص مشکل ہوگی اس پر عمل کریں گے تو بے فائدہ ہوگا۔

۴۔کوئی معیار ہو جس کے تحت پتہ چلے کون صحیح اور کون غلط ہے۔

ان چار مفروضوں میں سے کس کو پسند کریں گے؟

''اختلاف الامۃ رحمت ہے'' آتش فتنہ کی مذمت کرنے کی بجائے اس کی

مدح کرنا شروع کر دیں جس طرح فرقہ یزیدی نے شیطان کے شر سے بچنے کیلئے شیطان پرستی شروع کی تھی۔ایک دو غلطیوں کے خلاف شور شرابہ سے بچنے کیلئے کھلی اور بے انتہا غلطیوں کو رحمت ہونے کا اعلان کریں چنانچہ ان کا کہنا ہے غلطی ایک دو سے گزر جائے تو رحمت بنتی ہے لیکن قرآن وسنت عملی پیغمبرؐ اور قوموں کی مذمت کو پس پشت ڈال کر اختلاف امت کو رحمت گردانےنے کی منطق منطق عقلاء نہیں ہوسکتی ہے، یہ منطق جاہلانہ واحمقانہ یا غاشیانہ ہوسکتی ہے کیونکہ اختلاف امت رحمت نہیں نقمت ومصیبت ہے خیر نہیں بلکہ سرتا پا شر ہے۔چاہے دنیوی ہو یا دینی، ایمانیات سے تعلق ہو یا فروعات سے اختلاف امت رحمت بننے کی کوئی اساس وبنیاد نہیں بنتی ۔حق ایک ہے جو قابل تقسیم وقابل تعدد نہیں ہے، وہاں اجتہاد نہیں ہوسکتا جہاں نص نہیں حکم ہی نہیں۔آپ نے بنجر زمین پر قبضہ کیا ہے، اس کو اپنے سے دور کرنا اولین فرض ہے۔

ہر انسان مسلمان عالم ودانشور وعامی تک کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی بھی حکم کی سند ودلیل کیا ہے پوچھیں، اجتہادات سے لاحق تمام زیانات وخسارات استبداد ظالمانہ وجابرانہ قیادات سیاسی، اجتماعی ومذہبی ہیں۔جس چیز کے بارے میں اللہ ورسولؐ نے کوئی حکم نہیں دیا اس کے بارے میں حکم جاری کرنے کا جواز کیا ہے؟ بیان کریں۔

۱۔اگر آپ نے حکم شرعی کو تلاش کر کے نکالا ہے تو اس کی سند بتانے میں کیا مشکل ہے؟

۲۔آپ نے کہا ہم غیر منصوص علاقے میں حکم شرعی تلاش کریں گے۔ایسی صورت میں آپ بندوں پر اضافی حکم نافذ کر رہے ہیں۔ہم اس خدشے یا احتمال کو

اپنے سے کیسے دور کریں گے کہ آپ نے منصوص کونظر انداز کر کے یا اس کو نایاب قرار دے کر اپنی طرف سے حکم شرعی جعل کئے ہیں یا آپ نے آیت کو مبہم وغیر واضح قرار دے کر یا حدیث کو اجتہاد کے نام سے نافذ کر کے اصول اسلام کی جڑ کو سکھایا ہے۔

استاد محمد مدنی نے رسالہ تقریب شمارہ اول ۱۴۱۳ھ ص ۰۷ پر لکھا ہے ''اسباب اختلاف عقائد قطعی میں نہیں ہیں اور ان میں بھی نہیں جو احکام قطعی ہوں، اختلاف وہاں ہے جہاں احکام بطور واضح و قطعی نہیں ہیں یا اصلی دلالت واضح نہیں وہاں مجتہدین کا فتویٰ نافذ ہے''۔ یہاں سوال ہے کہ جو فتویٰ یا حکم مجتہد نے جاری کیا ہے یہ اس کا ذوق ہے یا اس کی رائے ہے، وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو یہ اس کی رائے ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے پیغمبرؐ کے بعد کچھ عرصہ گزرنے کے بعد خلل و نقص و کمی شریعت کو پورا کرنے کا کام مجتہدین اور مفتیوں پر چھوڑا ہے، مفتی و مجتہد حکم شرعی میں اللہ کے شریک ہیں، اگر یہ حق رسول کریمؐ کے سو سال بعد دوسری صدی کے علماء کو حاصل ہے تو دس بارہ صدیاں گزرنے کے بعد والے مجتہدین کو یہ حق کیوں حاصل نہیں؟ اگر یہ حق ہر مجتہد کو حاصل ہے اور کسی مفتی و مجتہد کی رائے کو وہ رد نہیں کر سکتے ہیں تو اس کا مطلب حکم الٰہی کو پورا کرنے کے لئے اللہ کا ایک شریک نہیں بلکہ ہزاروں شریک ہیں۔ اسی طرح بعض نے کہا ہے آیات قرآنی سند کے طور پر تو قطعی ہیں لیکن ان کی دلالت ظنی ہے جبکہ یہ فکر کثیر آیات قرآنی کے خلاف ہے کیونکہ قرآن نے اپنی دلالت کو واضح قرار دیا اور دلالت ظنی کو کثرت سے مسترد کیا ہے کیونکہ آیات محکمات کا معنی ہے یہاں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہیں ہے۔

ضرورت اجتہاد۔

آپ نے جہاں کسی مسئلے کے لیے قرآن وسنت میں کوئی آیت وروایت نہیں آئی اور خاص کر نئے دور کے پیدا شدہ مسائل کے حل کے لیے حکم شرعی نکالنے یا استخراج کرنے کے عمل کو اجتہاد کہا ہے۔ یہ آپ توریہ کلمات غشاوہ سے ٹالتے ہیں، کیونکہ آپ نے جہاں آیات محکمات تفصیل سے آئی ہیں وہاں بھی اپنا فتویٰ جاری کیا ہے۔ دوسرا آپ کو ان خالی جگہوں کو پر کرنے کا حکم کس نے دیا؟ کیا آپ پر وحی ہوئی ہے؟ گویا آپ نے از خود متوازی اللہ فتاویٰ دینے شروع کئے بلکہ بعض حکم قرآن سے متصادم فتاویٰ صادر کئے ہیں۔ انہوں نے منصوص علاقوں پر غیر منصوص حکم دینے کا کہہ کر منصوص جگہوں پر بھی فتاویٰ صادر کئے ہیں۔

اس سلسلہ میں حامیان وداعیان اجتہاد نے جن دلائل سے تمسک کیا ہے وہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

۱۔ سورہ نحل کی آیت ۴۳ میں ہے جہاں حکم نہیں آئے ہیں تو وہاں اہل ذکر سے پوچھیں۔ جہاں حکم نہ جاننے کی صورت میں اہل ذکر سے پوچھنے کا کہا ہے وہاں یہ بھی کہا ہے کہ سائل مسئول سے یہ سوال کریں کہ حضور اس حکم کی سند یا دلیل کیا ہے؟ اس میں کیا قباحت ودشواری ہے؟ اس کی اجازت کیوں نہیں؟

۲۔ دوسرا سورہ نساء کی آیت ۵۹ میں اختلافی مسائل کے موقع پر اللہ ورسولؐ اور اولی الامر کی طرف برگشت کرنے اور ان سے استفسار کرنے کا حکم ہے، ولی امر مسلمین کو قرآن کی طرف فیصلہ ورجوع کرنے کا نہیں آیا ہے۔ حکم اولی الامر نہ ماننے کی صورت میں قرآن اور رسول اللہ سے پوچھنے کا حکم ہے۔ کیا ہر عالم اولی الامر ہے یا وقت کا حاکم اولی الامر ہے؟

۳۔تیسری روایت معاذ بن جبل ہے، جہاں انہوں نے معاذ بن جبل کو یمن میں قاضی بنا کر بھیجتے وقت فرمایا تم وہاں قضاوت کیسے کرو گے تو معاذ نے کہا میں کتاب اللہ، سنت رسولؐ اور اپنے اجتہاد پر عمل کرونگا اس پر پیغمبرؐ نے انکی تعریف کی اور انھیں سراہا یہ نقل چندین حوالے سے مردود ہے، یہ سند باطل ہے کیونکہ نبی کریم نے اپنے قول کو لکھنے سے منع کیا تھا۔وہ لوگوں کو فصل خصومات کے لیے بھیجتے تھے نہ کہ وہ وہاں احکام صادر کریں۔کلمہ اجتہاد اس وقت استعمال میں نہیں تھے یہ کلمہ ابوحنیفہ کی اختراع ہے۔نبی کریم جہاں کہیں اپنا نمائندہ بھیجتے تھے وہ انتظامی امور کیلئے ہوتے تھے مفتی نہیں ہوتے تھے، یہ حق خود نبی کریم کو حاصل نہیں سورہ تحریم اس کی واضح دلیل ہے۔بعض نے آپؐ کو متہم کیا کہ نعوذ باللہ آپؐ اس سلسلے میں بغیر وحی از خود بھی بات کرتے ہیں۔اس پر وحی آئی کہ وہ اگر کوئی بات ہماری طرف نسبت دیں گے تو ہم انکی گردن کو پکڑیں گے۔(سورہ حاقہ ۴۴۔۴۷) تو کیسے ممکن ہے کہ معاذ بن جبل کو آفرین سے نوازا ہو؟

اس میدان کی پیچیدگی کی وجہ سے بہت سے علماء نے اس میں داخل ہونے سے گریز کیا ہے بلکہ دوسروں کو منع بھی کیا ہے بلکہ روایت میں آیا ہے یہ شخص جہنم کے دہانے پر ہوتا ہے۔تاریخ اسلام کے طویل دور میں انتہائی محدود شخصیات اس میدان میں کامیاب ہوئی ہیں ورنہ اکثر و بیشتر ناکام ہی ہوئے ہیں۔یہاں آپ حیران ہونگے علاقہ بلتستان میں ہندوؤں کو مسلمان کرنے والے صوفی باطنیہ تھے، چونکہ انہوں نے کفر کی آمیزش والا اسلام پھیلایا لہٰذا اکثر و بیشتر بے دین، بے نماز، تارک صوم، حلال وحرام کے غیر پابند تھے جس طرح پاکستان کے دیگر علاقوں میں بھی اسی طرح سے تھے یہاں سنی اور نوربخشی زیادہ تھے۔بلتستان کے قاضیوں نے

قرآن وسنت کا مطالعہ تو دور کی بات ہے انہوں نے اس بارے میں کوئی اور کتاب تک نہیں پڑھی بلکہ وہ حقوق کو مثل گیند مارتے ہیں۔

۳۔ پیغمبرؐ نے حاکم کو فصل نزاع کا حکم دیا ہے اور اس کی خطا کی صورت میں بھی اس کو اجر دینے کی بشارت دی ہے، یہ بات غلط ہے بلکہ یہ حدیث خود اجتہاد کے بطلان کی دلیل بنتی ہے یہ حدیث بخاری باب اعتصام ۲۱ صحیح مسلم جلد ۲ حدیث ۱۳۴۲ میں آئی ہے۔

یہاں قیل وقال نہیں چلے گا حکم قطعی یقینی ہونا چاہیئے، یہاں عمرو بن عاص جیسے جاہل از اسلام وقرآن کے ملفوظات بھی حکم اللہ میں شامل کئے ہیں۔ اس طرح آپ نے اپنی فقہ کا بوجھ پورے کا پورا احادیث پر لگایا ہے یعنی قرآن کریم جسے اللہ نے ثقیل فرمایا ہے اور نبی کریم کو تلقین کرنے کے لیے آمادہ رہنے کا فرمایا ہے ﴿إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلاً ثَقِيلاً ..مزمل. ۵﴾ علماء نے کہا ہے ''فقہ دامن حدیث میں پرورش پائی ہے'' یہ غلط بیانی کی ہے یہاں قصہ الٹا ہے۔ یہ یاددہانی ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی فقہ پہلے بنی اور سنت بعد میں بنی ہے، کیونکہ امام صادق ۱۴۸ھ ابوحنیفہ ۱۵۰ھ اور امام مالک ۱۷۹ھ میں تھے اور سب کو سنت کا بحران تھا۔ ابوحنیفہ نے واضح انداز میں کہا ہے آیات اور سنت نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کروں گا۔

۱۔ سنت رسولؐ دور رسولؐ میں تدوین نہیں ہوئی تھی۔

۲۔ نبی کریمؐ نے فرمایا تھا میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلنے والے ہدایت پر ہوں گے۔

۳۔ اصحاب سب عادل نہیں تھے، کیا عادل اصحاب کا حکم حجت ہوگا یا نہیں

ہوگا؟اس کے علاوہ بہت سے فسق ومحرمات کے مرتکب ہوئے تھے۔

۴۔اللہ سبحانہ نے قرآن کو جامع وکامل اورحاوی برتمام احکام فرمایا ہے جو ہر زمانے کے ساتھ سازگار رہے گا پھر کہتے ہیں جوفتاویٰ مجتہدین نے دیے ہیں وہ عین قرآن ہیں۔

مواقع اجتہاد کہاں ہیں:۔

یوسف قرضاوی کہتے ہیں،

ا۔اجتہاد وہاں ہوتا ہے جہاں قرآن وسنت سے کوئی نص وارد نہ ہویعنی اللہ اوررسولؐ نے اس جگہ کوخالی چھوڑا ہے تاکہ بعد میں آنے والے مجتہدین اس خلاء کوازخود پر کریں۔ مجتہدین اس خلاء کو پر کرنے کے لئے قیاس مصالح مرسلہ استحسان استصحاب وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ جہاں نص تو موجود ہےلیکن واضح نہیں ظنی الدلالہ ہے جیسے آیات قرآن ہیں اس طرح سنت رسول واضح نہ ہوتو اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے مرحوم باقرالصدر نے بھی یہی بتایا ہے اس کوانھوں نے منطقہ فراغ بتایا ہے چنانچہ ہم نے موضوعات متنوعہ میں لکھا،کرہ ارضی میں جہاں کہیں کوئی صعوبات مشکلات کا سامنا ہوحسب تعبیرقرآن کریم ﴿بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ دنیا بھرمیں کوئی ایسی ہستی ولو علوم وفنون میں غواصی کرنے والا کیوں نہ ہواگر دین اللہ کو چھوڑ کرکوئی مذہب اپنایا ہوتو وہ بہت غلطیاں کریں گے اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں ۔آغائے قرضاوی عصرحاضر کے ایک نابغہ روزگارفقیہ ومجتہد تھے جامع الازہرسے فارغ ہونے کے بعد وہیں سالہا سال تدریس میں سینکڑوں کتابیں قدیم و جدید موضوعات پر لکھیں ہیں، لاکھوں نہیں کروڑوں میں کتاب خانے ہوں گے کیونکہ

ان کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی۔آپ درجہ ائمہ اربع سے افضل و اعلیٰ پائے کے علم کے حامل تھے بغیر کسی چون و چرا آپ کی دو ضخیم کتاب فتاویٰ معاصر کے نام سے میں رمضان کے آخر میں جوزکوۃ فطر کے نام سے دیتے ہیں اس کے بارے میں لکھا کہ خود کلمہ فطرہ غلط ہے تیسری یا چوتھی صدی کا پیدا کردہ ہے لیکن آخر میں اس کو جرتح الفاظ میں غلط نہیں کہہ سکے بلکہ تھوڑی وضاحت کیا۔

۲۔مرحوم باقر الصدر ہیں آپ نے ایک کتاب تاریخ شیعہ پر مقدمہ لکھا اس میں حضرت علی کی امامت کے بارے میں لکھا دور نبی کریم میں امت اسلامیہ دو گروہوں میں بٹے تھے ایک ہر چیز میں تابع نص کے پابند تھے۔دوسرا گروہ تابع عقل و اجتہاد تھے شیعوں نے اجتہاد والوں کے خلاف سخت الفاظ میں مذمتی کتابیں لکھیں۔آخر میں آپ نے خود فقہ اصول فقہ پر کتابیں لکھیں اور جہاں نص نہیں تھی اس کو منطقہ فراغ کہا جس کو مجتہدین پر کریں گے لہٰذا مذہب والے کو کبھی بھی جادہ صراط مستقیم پر خالص چلنے کی توفیق نہیں ہوگی۔

مجتہدین کے غیر منصوص جگہوں پر اجتہاد کرنے کی منطق

یہ منطق ملک میں پولیو و کرونا میں حکومتی اعلیٰ مناصب کو کرونا زدہ بنانے جیسا ہے۔کہتے ہیں کہ ہم جہاں قرآن وسنت سے کوئی نص نہیں وہاں اجتہاد کرتے ہیں حالانکہ یہ انہوں نے لوگوں کو حالت غشیان میں رکھنے کیلئے بات کی۔لیکن انہیں یہ حق کس نے؟ کس منطق کے تحت دیا؟ انہوں نے آیات محکمات کے خلاف فتوے دیئے ہیں۔احادیث تو فقہ کی تدوین ہونے کے ایک صدی گزرنے کے بعد وجود میں آئیں یعنی پہلے جگہ کا قبضہ کیا بعد میں اس کی دلیل بنائی۔

علماء فریقین نے اتفاق سے کہا ہے کہ میدان اجتہاد وہاں چلتا ہے جہاں

قرآن وسنت میں کوئی حکم نہ آیا ہو یہاں چندین مفروضے بنتے ہیں ان مفروضوں میں سے کون سے مفروضے کے تحت مجتہدین کو یہ حق حاصل ہے؟

۱۔(نعوذ باللہ) اللہ اور رسولؐ نے بھول کر ان مسائل کے بارے میں احکامات بیان نہیں کئے تھے۔

۲۔زمان نزول قرآن کے موقع پر اللہ سبحانہ (نعوذ باللہ) آئندہ حالات سے واقف نہیں تھے۔

۳۔اللہ ورسولؐ آئندہ پیش آمد مسائل سے واقف تھے لیکن حکم بیان نہیں کر سکتے تھے۔

۴۔رسول اللہ نے بیان فرمایا تھا لیکن منع تدوین حدیث کی وجہ سے وہ احادیث ضائع ہوگئی تھیں۔

۵۔ان جگہوں پر یا ان مواقع پر مجتہدین کو حکم صادر کرنے کا حق کس آیت قرآن اور فرمان رسولؐ میں آیا ہے؟ یا از خود متبرع ہوا ہے۔

۶۔اللہ نے ان مواقع کو اپنے دائرہ حکم سے باہر کیوں اور کس حکمت عملی کے تحت چھوڑا تھا واضح کرنا چاہیئے۔

۷۔ممکن ہے نصوص ان کی نظروں سے نہیں گزری ہوں۔ممکن ہے قرآن سے توجہ ہٹانے کے لئے ایسا کیا ہو۔یہ کہاں سے ثابت ہوگا کہ ان کے حکم کو حکم اللہ کا درجہ حاصل ہے؟

زانیہ کے لئے سو تازیانے آئے ہیں سورہ نور آیت۲ ﴿الزَّانِيَةُ وَ الزَّانی فَاجْلِدُوا كُلَّ واحِدٍ مِنهُما مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ اور تہمت زنا کیلئے ۸۰ تازیانے آئے ہیں آپ کیا اجتہاد کریں گے؟

سورہ نور آیت ۴ ﴿وَ الَّـذِيـنَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنات ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَداءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمانينَ جَلْدَةً ﴾ عورت کا ارث میں نصف ترکہ ہے ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے سورہ نساء آیت ۱۱ ﴿يُوصيكُمُ اللَّهُ في أَوْلادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِساءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَكَ وَ إِنْ كانَتْ واحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ واحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَ وَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصي بِها أَوْ دَيْنٍ آباؤُكُمْ وَ أَبْناؤُكُمْ لا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً فَريضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كانَ عَليماً حَكيماً ﴾

مجتہدین کے اختیارات

آغا خوئی نے مبانی تکملۃ المنہاج میں نفی اختیارات بطور کل کہا ہے۔ آغا شیخ صلاح الدین نے اپنی کتاب ولایت فقیہ اور تفسیر نور الاذہان میں مجتہدین کیلئے اختیارات کی لمبی فہرست دی ہے، یہاں بطور اختصار اسباب و وجوہات، اختیارات بتانا ضروری ہیں۔ ایک انسان کا کسی چیز کا صاحب اختیار ہونے کے کیا اسباب و وجوہات ہوتے ہیں؟ کیونکہ اختیارات چند جہات سے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ کسبی ہوتے ہیں، انسان خود زحمت کر کے حاصل کیا ہے۔

۲۔ عوامی ہوتا ہے جیسا سربراہان مملکت کے اختیارات۔

۳۔ نبی کریم نے بعض علاقوں میں اپنے نمائندے بھیجے تھے وہ غزوات و سرایا کے سربراہان تھے اگر وہاں ان کو کامیابی ہوئی تو وہاں کا نظم و نسق یہی افراد سنبھالتے تھے۔

۴۔عاریۃ عرضی ہوتا ہے۔

مجتہدین جو کہ کثیر اختیارات کے حامل بتاتے ہیں انہوں نے یہ اختیارات کیسے اور کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ ان کا کہنا ہے امام زمان نے دیئے ہیں۔امام مہدی ادعائی، انہوں نے دنیا کو دیکھا ہے نہ دنیا والوں نے ان کو دیکھا ہے، پہلے یہ ثابت کریں خود امام غائب قیادت سے خائف چھپ کے رہنے والے کو یہ اختیارات مجتہدین کس لئے کیوں، کس نے دیئے ہیں؟ جبکہ ان کا نام لینا جائز نہ دعویٰ رویئت کرنا جائز ہو۔کیا مجتہدین ان سے اختیارات لینے گئے یا امام مہدی خود اختیارات دینے آئے تھے؟ فرض کریں خود آئے تھے تو مجتہد نے آپ کو کیسے پہچانا کہ آپ ہی امام زمانہ ہو۔

مجتہدین اور ان کیلئے کمیشن پر کام کرنے والے جو اختیارات کا دعویٰ کرتے ہیں وہ نبی کریم نے استعمال نہیں کئے جیسے مال مجہول، مال رشوت، سود سے حاصل منافع معاف کرنا، عورتوں کو شوہروں سے نا بننے پر طلاق دینا، چاند دیکھے بغیر عید بدعت بنی عباس، روزہ کھولنے کا اعلان کرنا فارابی، ابن سینا، ابن رشد یا ملا صدرا و سبزواری کیلئے ممکن ہو۔

مجتہدین کو اختیارات کس کی طرف سے آتے ہیں؟

مجتہدین کے لئے بعض نے ایک طویل اختیارات کی فہرست دی ہے۔

میں نے عصر معاصر کے مجتہد اعلیٰ سے استفسار کیا کہ ایک شخص مجتہد بننے کے بعد کتنے اختیارات کا حامل بنتا ہے؟

پہلے مرحلے میں واضح کروں کہ اجتہاد اور مجتہدین کے احکامات شیعہ سنی میں اعتباری ہیں حتمی نہیں ہیں لہٰذا اکثر و بیشتر دونوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

شیعوں کا کہنا ہے انہیں یہ اختیارات امام مہدی کی طرف سے آئے ہیں اس کا کوئی ثبوت دینا ان کیلئے ممکن نہیں ہے کہ اجازت نامہ امام مہدی کی طرف سے آیا ہے، لیکن خود امام مہدی کو یہ حق ثابت کرنا خریطۃ القتات ہوگا کیونکہ انہی کی روایت ہے کہ امام زمانہ دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو جھٹلاؤ۔ اہل سنت یہ اختیارات اصل اجتہاد سے متعلق آیت سے استناد کرتے ہیں جو استنادات بذات خود باطل ہے۔

مجتہدین اپنی جگہ حاکم شرع ہیں کثیر الاختیارات ہیں، ان سے بعض کو امور حسبیہ کہتے ہیں یعنی یہ چیزیں معاشرے میں معطل نہیں رہ سکتی ہیں، ان میں سے نابالغوں کے عقد نکاح وطلاق ان کے اموال پر کسی کو قیم و ولی بنانا، موقوفات جس کا خود تصور واضح نہیں اموال مجہول المالک خمس وزکوٰۃ نذورات وغیرہ۔ چنانچہ کراچی میں حقوق طلاق انہی کی وکالت سے کرتے سنا ہے وہ فصل خصومات وتنازعات کے اختیارات رکھتے ہیں یہ حق ابتداء اسلام میں خود نبی کریمؐ کو حاصل تھا چنانچہ ایک شخص کے ظاہر و باطن دونوں حوالوں سے مسلمان ہونے کی دلیل قرآن میں آئی ہے وہ یہ کہ فصل خصومات میں آپؐ کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہو اور جو علاقے مدینہ سے دور تھے آپ ہی کے بھیجے ہوئے والی کو حاکم شرع تسلیم کرتے تھے۔ آپ کے بعد خلفا راشدین حاکم اسلام بنے مدینہ میں وہ خود قضاوت کرتے تھے اور دوسرے علاقوں میں والی مقرر کرتے تھے۔ رسولؐ کے حاکم شرع ہونے کے بارے میں قرآن کریم میں چندین آیات ہیں یہ اختیارات آپؐ کو اللہ نے دیئے ہیں۔ آپؐ کے بعد یہ حق امت نے خلیفہ کو دیئے ہیں۔ بتائیں مجتہدین کو یہ حق کس نے دیا ہے؟ پہلے مرحلے میں سوال ہوتا ہے آئمہ کو یہ حق کس نے دیا ہے؟

جب خود آئمہ نے مداخلت نہیں کی تو آئمہ کیسے مجتہدین کو یہ حق دے سکتے

ہیں؟ آیت اللہ خوئی نے اپنی کتاب تکملۃ منہاج میں اسے رد کیا ہے لیکن امام خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ میں اس کو مجتہد کے لئے ثابت کیا ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی تک کوئی استدلالی بحث نہیں دیکھی گئی ہے۔ تحقیق یہ ہے اس کا کوئی فارمولا نہیں جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

ادلہ اجتہاد۔

۱۔ادلہ اجتہاد کیا ہے؟ اقوال ہیں کہ امام غائب یا معدوم الوجود کی طرف سے نصب ہوتا ہے۔

اجتہاد میں خطاء کار کو ایک اجر دیا جانے کی روایت ہے: **من اجتهد فاخطا فله اجر. مفردات راغب ص ۲۸۷** کلمہ خطاء کے ذیل میں آیا ہے۔عمرو بن عاص سے نقل ہے''**اذا حكم الحاكم فا جتهد فاصاب فله اجران واذا حكم فا جتهد فا خطاء فله اجر واحد**'' بخاری جلد ۹ ص ۱۹۳ کتاب الاحتصام، مسلم ج ۱۵ اص ۱۶ ۱۷، کتاب الاقضیہ ابوداؤد معالم سنن ج ۴ ص ۱۶۱

یہ حدیث تین زاویوں سے مخدوش و مشکوک ہے:

۱۔اس کے راوی عمرو بن عاص ہیں وہ جب مصر میں والی تھے تو جو خراج جمع کرتے اسے خلیفہ کو نہیں دیتے تھے لہٰذا اس وجہ سے حضرت عمر اُن سے ناراض اور شاکی تھے۔

۲۔عمرو بن عاص کو حضرت عثمان نے خراج نہ دینے کی بنیاد پر معزول کیا تھا چنانچہ انھوں نے اس غصے میں لوگوں کو حضرت عثمان کے خلاف اکسایا۔

۳۔اس شخص نے مصر کی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کی خاطر معاویہ سے مل کر خلیفہ مسلمین حضرت علی کے خلاف جنگ کی تھی۔

۴۔جب اس کو صفین میں حکم بنایا گیا تو اس کی خواہش تھی امیر المومنین اپنے بیٹے کو بنائے اس لیے انہوں نے دوسرے حکم ابوموسیٰ اشعری سے طویل مذاکرات کیے تاکہ ان کے نظریات خواہشات تمایلات معلوم کر کے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو بنائیں لیکن ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن عمر کو بنانا چاہتے تھے۔اس طرح علی کو خلافت سے معزول کر کے خلافت معاویہ کے سپرد کی۔

عمروعاص عمرۃ القضاء کے بعد نجاشی سے مایوس ہونے کے بعد مدینہ آکے نبی کریم سے مشروط طور پر مسلمان ہوئے تھے، وہ زندگی بھر اسلام و مسلمین کے خلاف محاذ بناتے رہے ان میں اتنی معارف شریعت نہیں تھی کہ وہ تمام ابواب فقہ میں عبور رکھتا ہو اور فتویٰ دے سکتا ہو۔

ازلحاظ متن روایت

ا۔یہ روایت بر فرض تسلیم صرف حاکم و قاضی کیلئے مخصوص ہے جو فصل خصومات کرتے ہیں جہاں مسائل پیچیدہ اور مشکل ہوتے ہیں گواہوں کے حوالے سے مشکل ہوتی ہے، خصومت اور نزاع کے اثرات بہت برے ہوتے ہیں اس لئے قاضی کو سہولت ہونی چاہیے کہ اگر غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دینا چاہیئے لیکن یہ حکم شرعی صادر کرنے والے کے لئے قطعاً ناممکن ہے حلال حرام جائز ناجائز کا حکم صرف مالک دے سکتا ہے رسول اللہ بھی نہیں دے سکتے ہیں۔

ا۔مدعی نے غلط دعویٰ کیا ہے۔

ب۔مدعی کا دعویٰ صحیح لیکن مدعیٰ علیہ غلط جواب دیتا ہے۔

پ۔گواہان متذبذب ہیں۔

ج۔گواہ اور سوچ قاضی میں تصادم ہے۔

۲۔خطاء معاف تو ہوسکتی ہے لیکن اس کے لئے اجرنہیں ہوسکتا ہے بلکہ اس سے یہ بدبوآتی ہے کہ تاسیس اجتہاد تہدیم شریعت کی حوصلہ افزائی کیلئے وجود میں لایا۔

۳۔سب خطائیں ایک جیسی نہیں ہوتی ہیں بلکہ بعض خطاؤں کے لئے کفارہ بھی ہوتا ہے۔

۴۔اجتہاد میں خطا کار کے لیے ایک اجر کی روایت کو کتاب صحیح بخاری ج ۹ ص۱۹۳ کتاب اعتصام باالکتاب، اسی طرح صحیح مسلم ج ۵ص۱۷۱۶،سنن ابن ابی داؤد ج ۴ص ۱۶۰ پرعمرو بن عاص نے رسول اللہ سے منسوب کیا ہے۔یہ اور ایک اور حدیث بھی ہے جس میں انعام رکھا ہے بالخصوص غلطی کی صورت میں بھی انعام ہے۔دوسرا کسی نے چالیس حدیثیں جمع کیں یا حفظ کیں اس کیلئے بھی انعام سے واضح ہوجاتا ہے یہ خلاف یا ضد دین ہے کیونکہ دین کا معنی ایک طرف قہر، جبر،تسلط دوسری طرف ،تذلیل،خضوع،انکساری ہے،دین میں اجرت نہیں ہوتی ہے۔لہٰذا اجتہاداور جمع حدیث دونوں ضد دین ہیں کیونکہ روزہ ونماز کیلئے کوئی اجرنہیں آیا ہے ۔حکم مولا انجام دینے میں کوئی اجرنہیں ہوتا ہے۔

۵۔''اتحبون ان تجتهد فی الدعاء ''نقل ازمسند احمد بن حنبل حدیث ۱۸۵۶۔

۶۔''اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم فا جتهد فا خطاء فله اجر'' سنن ابن ماجہ ج ۲ حدیث ۲۳۱۴۔دین اورقانون دونوں میں حکم کی حیثیت مطابقت وواقعیت سے ہوتی ہے دنیا کی کسی بھی شریعت اورقانون میں حتیٰ جنگل صفت استبدادی معاشرے میں بھی خطا اورغلطیوں کے

لیے سزائیں ہوتی ہیں یا معافی دی جاتی ہے؟ قرآن میں بھی غلطیوں پر سزا آئی ہے حوصلہ افزائی کہیں بھی نہیں آئی ہے۔ یہاں غلطی انسانوں کے لئے جان لیوا ہوتی ہے۔قتل مومن از روئے خطاء سورہ نساء آیت ۹۲ ﴿وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلَّا خَطَأً وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ دِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ إِنْ كانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِيثاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ وَ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيامُ شَهْرَيْنِ مُتَتابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَ كانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً﴾

مفردات راغب میں آیا ہے العدل عن الصواب اس کے بہت سے مصادیق بنتے ہیں:

۱۔انسان وہ کام کرے جو بہتر نہ ہو یہ عام خطاء ہے قتل بہت بڑی خطاء ہے سورہ اسراء آیت ۳۱ ﴿وَ لا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كانَ خِطْأً كَبِيراً﴾ ہم خطاء کار تھے سورہ یوسف آیت ۹۱ ﴿قالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنا وَ إِنْ كُنَّا لَخاطِئِينَ﴾

۲۔انسان چاہتا تھا اچھا کام کرے لیکن غلطی ہوگئی برا کام انجام دیا گویا ارادہ اچھا تھا لیکن فعل غلط ہو گیا۔

جیسے کہتے ہیں نبی کریمؐ قبیلہ بنی نظیر پر حملہ کے لئے جا رہے تھے تو نماز پہلے پڑھنے والے اور نماز کو قضاء پڑھنے والے دونوں سے نبی کریمؐ نے کچھ نہیں کہا کیونکہ وقت گزرنے کے بعد قصوروار ٹھہرانا بے سود تھے۔اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر پیغمبرؐ نے روزہ قصر کرنے کے لئے کہا تو بعض نے حکم عدولی کی۔اسی طرح

عدد رکعات کے حوالے سے نقل کیا ہے ۔گویا موسیٰ بدین خود،فرعون بدین خود، عمران،نواز، بلاول، زرداری،سراج الحق، فضل الرحمٰن سب صحیح ہیں۔

مجتہدین جہاں ایک دوسرے کے حکم میں اختلاف کریں وہاں کس کی بات کو ترجیح دیں گے اور کسے مقام دیں گے؟ ان دو مسائل نے مسلمانوں میں بدترین فرقہ واریت پھیلائی، آغائے خوئی اور آغائے خمینی کی مرجعیت کے دوران اس نے شدت اختیار کی ان کے بعد آغا سیستانی اور آغائے خامنہ ای تک یہ سلسلہ جاری ہے، دونوں نے بدترین فرقہ واریت ،دین سے کھیل، رمضان کے روزے، میقات حج اور قربانی میں خوب کھیلا،جس کے نتیجے میں بعض نے خوب کمائی کی جبکہ بعض نے دو فرقے بنانے کا ماحول پیدا کیا ہے۔اجتہاد کے محل اور مواقع واضح ہو نے کے بعد یہ حقیقت منصف قارئین کے لئے واضح وآشکار ہے کہ اجتہاد باغ سر سبز ''توتی اکلھا فی کل حین '' ہمہ وقت ہر پھل دینے والا باغ یا زرخیز زمین ہے اور اسلام ومسلمین یا شریعت آسمانی کیلئے صرصر عاتیہ ہے۔

مصادر اجتہاد:

احکام شرعیہ ثابت کرنے کیلئے چار مصادر بتایا ہے قرآن ، سنت ،عقل اور اجماع۔ یہاں قرآن مصادر احکام شرعیہ میں پہلے نمبر پر صرف برائے دفع قرآن اور دشمنی کیلئے ذکر کیا ہے اور بعد میں اس پر دفعات لگا کر مصدریت کے احاطے سے بدر کیا ہے۔

کتاب علم الحدیث میں علامہ زین العابدین قربانی نے لکھا ہے'' قرآن میں صرف ۶۶۶۶ آیات ہیں جو تمام جوامع بشر کے اعتقادی ،اخلاقی ،حقوقی ،عبادی مسائل کے حل کیلئے کافی نہیں ہیں، یہاں سے واضح ہو جاتا ہے ہم کس حد تک نیاز

مند حدیث ہیں''۔قارئین یہ بات تنہا علامہ زین العابدین قربانی کی نہیں بلکہ اکثر قریب الاتفاق علماءفریقین شیعہ وسنی سب کی ہے۔

۱۔قرآن ہر کس وناکس کے فہم وادراک میں آنے والی کتاب نہیں ہے۔

۲۔قرآن میں احکامات کلی بیان ہوئے ہیں جزیات وفروعات کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔قرآن کو حدیث سے نسخ کر سکتے ہیں جو آیت فصلت کے خلاف ہے۔

﴿لا یَـأْتیهِ الْباطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزیلٌ مِنْ حَکیمٍ حَمید. فصلت. ۴۲﴾

۴۔قرآن کے عام کو حدیث سے تقید کر سکتے ہیں۔

۵۔قرآن بغیر احادیث درست نہیں ہے۔

۶۔مصادر اسلام تنہا قرآن نہیں بلکہ اجماع قیاس عقل عرف بھی حجت ہیں۔ یہ چار مصادر بننے کی کیا سند ہے؟

۷۔قرآن اور حدیث میں تزاحم ہونے کی صورت میں حدیث مقدم ہے۔

۸۔حدیث بذات خود حجت ہے۔قرآن محتاج حدیث ہے حدیث محتاج قرآن نہیں ہے۔

۹۔قرآن اور محمدؐ سے ناقابل اظہار کڑواہٹ اب چنداں جائے تأمل وتفکر نہیں رہی اور کم سے کم واضح ہوتی جارہی ہے۔

اجتہاد کے حامیوں کا کہنا ہے:

۱۔قرآن میں تمام احکام نہیں۔

۲۔جو آیات احکام کے بارے میں آئی ہیں وہ ظنی الدلالہ ہیں۔اس کے

معانی بغیر حدیث کے سمجھنا ممکن نہیں ہیں، ہم حدیث کے ذریعے ہی قرآن کے معانی سمجھ سکتے ہیں۔

۳۔قرآن میں ناسخ ومنسوخ ہےلہٰذا تمام آیات حجت نہیں۔

۴۔حدیث رسولؐ عین قرآن ہے۔اصحاب بلکہ خود رسولؐ اللہ اجتہاد فرماتے تھےلہٰذا جس زمانے میں قرآن کا نزول ہوا تھا یہ اسی زمانے کے لئے تھا اب زمانہ بدل گیا ہےانسان بدل گئے ہیں فکروسوچ بدل گئی ہے یہاں حالات بدل گئے ہیں تقاضے بدل گئے ہیں وسائل بدل گئے ہیں لہٰذا قرآن میں ان کے بارے میں احکامات نہیں ہیں۔

۵۔مجتہدین ومجددین ایک طرف سے قرآن کوایک کتاب ناقص بتاتے ہیں کتاب گونگ اور کتاب متشابہ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف سے قرآن کومصدر ومنبع فتاویٰ گردانتے ہیں۔قرآن کریم نے دین میں نبی کریمؐ کی شرکت کی نفی کی ہے چہ جائیکہ افراد قیاس واجماع سے کوئی حکم ثابت ہوجائے۔

۶۔قرآن کو اہل بیت یا اصحاب ہی سمجھ سکتے ہیں ۔ یہاں بھی دھوکہ غش تدلیس ہے، کیوں اہلبیت اوراصحاب دونوں کونکرہ رکھا ہے؟واقعیت خارجی اور آیات محکمات کے تحت ان میں صالحین ومجرمین دونوں تھے۔

۷۔قرآن صامت سے قرآن ناطق افضل ہے۔قرآن صامت ہے اہلبیت ناطق ہیں لیکن محمدؐ کی نبوت کی گواہی کسی ناطق نے نہیں صامت نے دی ہے۔سیکولرایوان میں تلاوت قرآن کرنے والے ملازمین افضل ہیں یا خودقرآن افضل ہے؟

۸۔تلاوت قرآن کی جگہ احادیث مجعولہ ومجہولہ جاگزیں کرکے اہلبیت کو

صاحب ولایت تکوینی بنایا اور قرآن کی شرک کی ممانعت کو توسل کے نام سے رواج دیا۔

سوچیں کیا یہ اللہ اور اس کی نازل کردہ کتاب پر افک وافتراء نہیں؟ کیا دین پر اس سے بڑا کوئی افتراء ہوسکتا ہے؟ کیا یہ شاول بولیس کا کردار نہیں؟ کیا یہ نیقہ کانفرنس کی تمہید نہیں؟ کیا یہ اسلام پر پابندی لگانے کی تمہید نہیں؟

میدان اجتہاد واضح ہونے کے بعد اب ہمارے پاس اجتہاد کے دو مرحلے ہیں جہاں مسئلہ کا حل قرآن وسنت سے نہ ملتا ہو وہاں مجتہد حکم صادر کرتا ہے، لیکن یہاں یہ سوال پیش آتا ہے کہ اس کی سند کہاں سے ہے؟ مجتہد کو حکم صادر کرنے کا حق کس نے دیا ہے؟ از خود جعل کریں گویا شریعت اسلام مرکب از قرآن وسنت و اجتہاد مجتہدین ہے تو اس تناظر میں ابھی تک اٹھنے والے تمام نظریات تجدید اور اسلام پر نظر ثانی درست قرار پائیں گے۔ اگر مجموعی طور پر فقہ اسلامی میں قرآن کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے تو انکا یہ کہنا کہ مصادر فقہ اسلامی کا پہلا مصدر قرآن ہے ایک کھلا جھوٹ ہوگا، بلکہ ایک قسم کی تدلیس یا تسحیر ہوگی۔ فقہ جواہری، فقہ مروارید، فقہ مدارک، فقہ مستمسک، فقہ موسوعہ خوئی، فقہ کویتی اس کے گواہ صدق ہیں ان میں کسی مسئلے کا مصدر قرآن کو بطور استدلال پیش یا قرآن کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔ جبکہ قرآن نے مشرکین وکافرین، منافقین، ابولہب اور ابلیس سے بھی خطاب کیا ہے۔

اب انسان مسلمان کو ایک ہاتھ سے پیشانی تھام کر دوسرا ہاتھ دل پر رکھ کر گردے کو تھام کر سوچنا چاہئے اتنی آیات میں اللہ سبحانہ نے اصرار وتکرار سے آیات پر آیات نازل کی ہیں اور اس کتاب کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے، اس کے ساتھ دوسرے سلسلہ آیات میں آیا ہے یہ کتاب واضح کتاب ہے اس میں معمہ اور مبہم والی

کوئی بات نہیں ہے۔لیکن یہ کہتے ہیں قرآن ظنی الدلالہ ہے۔حیرت ہے یہ بات کس نجس منہ سے نکلی ہے کیونکہ کسی مومن کے منہ سے نہیں نکل سکتی ہے، یقیناً کسی منافق کی زبان سے نکلی ہوگی یا اس نے طنزیہ کہا ہوگا۔جہاں اللہ نے فرمایا ہے﴿هذا بيان للناس﴾ ﴿كتاب مبين﴾
قرآن کتاب واضح ہے۔
﴿كِتابٌ فُصِّلَتْ آياتُهُ قُرآناً عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُون.فصلت. ٣﴾
﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذى أَنْزَلَ عَلى عَبْدِهِ الْكِتابَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجاً .كهف. ١﴾
﴿إِنَّا جَعَلْناهُ قُرْآناً عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ.زخرف. ٣﴾
﴿كِتابٌ أَنْزَلْناهُ إِلَيْكَ مُبارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آياتِهِ وَ لِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبابِ .ص. ٢٩﴾
کتاب مبین ہے﴿يا أَهْلَ الْكِتابِ قَدْ جاءَكُمْ رَسُولُنا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثيراً مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتابِ وَ يَعْفُوا عَنْ كَثيرٍ قَدْ جاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتابٌ مُبينٌ .مائده. ١٥﴾
﴿وَ هذا لِسانٌ عَرَبِيٌّ مُبينٌ .نحل.١٠٣﴾
﴿الر تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبين..يوسف. ١﴾
﴿تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبين.شعراء. ٢﴾
﴿تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبينِ.قصص. ٢﴾﴿وَ الْكِتابِ الْمُبينِ.زخرف. ٢﴾﴿وَ الْكِتابِ الْمُبينِ .دخان. ٢﴾﴿وَ لا رَطْبٍ وَ لا يابِسٍ إِلَّا في‏ كِتابٍ مُبينٍ ..انعام. ٥٩﴾﴿بِلِسانٍ عَرَبِيٍّ مُبينٍ

.شعراء.۱۹۵﴾

﴿طس تِلْکَ آیاتُ الْقُرْآنِ وَ کِتابٍ مُبینٍ .نمل.۱﴾﴿وَ ما مِنْ غائِبَةٍ فِی السَّماءِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا فی کِتابٍ مُبینٍ .نمل.۷۵﴾﴿لا أَصْغَرُ مِنْ ذلِکَ وَ لا أَکْبَرُ إِلَّا فی کِتابٍ مُبین.سبا.۳﴾

اللہ سبحانہ نے چندین آیات میں قرآن کو عربی بتایا ہے۔کلمہ ''عربی'' اعراب سے بنا ہے، اعراب بادیہ نشینوں کو کہتے ہیں ان کی زبان فصیح ہوتی ہے لہٰذا کہتے ہیں ''العربی المفصح'' ورنہ اس کا کوئی معنی امتیاز نہیں بنتا۔نحوی اسی لئے کہتے ہیں الاعراب البیان، اللہ نے عربی کو ان آیات میں صفت قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

۱۔إِنَّا أَنْزَلْناهُ قُرْآناً عَرَبِیًّا (یوسف:۲)

۲۔وَ کَذلِکَ أَنْزَلْناهُ حُکْماً عَرَبِیًّا (رعد:۳۷)

۳۔ قُرْآناً عَرَبِیًّا غَیْرَ ذی عِوَجٍ(زمر:۲۸)

۴۔ قُرْآناً عَرَبِیًّا (فصلت :۳)

۵۔ أَوْحَیْنا إِلَیْکَ قُرْآناً عَرَبِیًّا(شوریٰ:۷)

۶۔ قُرْآناً عَرَبِیًّا(زخرف:۳)

۷۔وَ هذا کِتابٌ مُصَدِّقٌ لِساناً عَرَبِیًّا (سورہ احقاف:۱۲)

یہ کتاب واضح وروشن ہے

۱۔هذا بَیانٌ لِلنَّاسِ(آل عمران:۱۳۸)

۲۔بِلِسانٍ عَرَبِیٍّ مُبینٍ(شوریٰ:۱۹۵)

۳۔تِلْکَ آیاتُ الْقُرْآنِ وَ کِتابٍ مُبینٍ(سورہ نمل:۱)

۴۔هذا لِسانٌ عَرَبِیٌّ مُبینٌ (نحل:۱۰۳)

۵۔شَهُرُ رَمَضانَ الَّذی أُنزِلَ فیهِ الْقُرْآنُ هُدیً لِلنَّاس (بقرہ: ۱۸۵)

۶۔هذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَ مَنْ بَلَغَ أَ إِنَّكُمْ لَتَشْهَدُون(انعام ۱۹:)

۷۔أَ فَلا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَ لَوْ كانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فیهِ اخْتِلافاً كَثیراً(نساء:۸۲)

۸۔كِتابٌ أَنْزَلْناهُ إِلَیْكَ مُبارَكٌ لِیَدَّبَّرُوا آیاتِهِ وَ لِیَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْباب(ص:۲۹)

۹۔كِتابٌ فُصِّلَتْ آیاتُهُ قُرْآناً عَرَبِیًّا(فصلت:۳)

۱۔قرآن میں احکام کی حدود بتائی ہیں انسان سے کہا ہے ان حدود سے تعدی نہ کریں جو شخص حدود کا پاس نہیں کرے گا اس پر نقض حکم کی حد جاری ہوگی قرآن کریم میں آیا ہے کہ اللہ نے حدود بیان کی ہیں۔

بقرہ: ۱۸۷ اور ۲۲۹ نساء: ۱۳ مجادلہ: ۴ طلاق: ۱ توبہ ۱۱۲ نساء ۱۴ توبہ ۹۷، مائدہ ۳۔

۱۔ وَ لا رَطْبٍ وَ لا یابِسٍ إِلَّا فی كِتاب مُبین (سورہ انعام:۵۹)

۲۔وَ نَزَّلْنا عَلَیْكَ الْكِتابَ تِبْیاناً لِكُلِّ شَیْءٍ (نحل:۸۹)

۳۔الْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دینَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتی وَ رَضیتُ لَكُمُ الْإِسْلامَ دیناً (مائدہ:۳)

۴۔وَ ما مِنْ غائِبَةٍ فِی السَّماءِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا فی كِتابٍ مُبین (نمل:۷۵)

۵۔مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّماواتِ وَ لا فِی الْأَرْضِ وَ لا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَ لا أَکْبَرُ إِلَّا فی کِتابٍ مُبین (سورہ سبا:۳)

قرآن بیان لناس

ا۔ھذا بَیانٌ لِلنَّاس (آل عمران:۱۳۸)

۲۔فَإِذا قَرَأْناهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَه (قیامت:۱۸)

۳۔عَلَّمَهُ الْبَیان (رحمٰن:۴)

۴۔بقرہ۲۱۳، ۲۰۹، ۲۵۳۔

۵۔آل عمران۸۶، ۱۰۵۔

اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔إِنَّ اللَّهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسان (نحل:۹۰)

قیام قسط کریں یا أَیُّهَا الَّذینَ آمَنُوا کُونُوا قَوَّامینَ لِلَّهِ شُهَداءَ بِالْقِسْط (مائدہ:۸)

یہ کتاب ہدایت ہے یَهْدی إِلَی الْحَقِّ وَ إِلی طَریقٍ مُسْتَقیمٍ (احقاف:۳۰)

ذٰلِکَ الْکِتابُ لا رَیْبَ فیهِ هُدیً لِلْمُتَّقین بقرہ۲، ۷۔توبہ ۸۶۔۱۲۴۔۲۳

۸۔شَهْرُ رَمَضانَ الَّذی أُنْزِلَ فیهِ الْقُرْآنُ هُدیً لِلنَّاس بقرہ:۱۸۵

دوسرا حاکمیت نفاذ شریعت ہے یہ حق جب رسول اللہ موجود تھے آپ کو حاصل تھا چنانچہ جن آیات کریمہ میں اطیعوا اللہ آیا ہے اسکے بعد اطیعوا الرسول آیا ہے چنانچہ ان آیات میں ملاحظہ کر سکتے ہیں سورہ آل عمران آیت ۳۲، ۱۳۲ سورہ نساء آیت

۵۹سورہ مائدہ۹۲سورہ انفال آیت ۱، ۲۰، ۴۶سورہ طہ آیت ۹۰ سورہ نور آیت ۵۴، ۵۶ سورہ محمد آیت ۳۳ سورہ مجادلہ آیت ۱۳ سورہ تغابن آیت ۱۲ ،۱۶سورہ آل عمران آیت ۵۰سورہ شعراء آیت ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۶۳، ۱۷۹سورہ زخرف آیت ۶۳ سورہ نوح آیت ۳''بما انزل علی الرسول، مائدہ ۸۳'' سورہ بقرہ آیت ۴ سورہ حجر آیت ۹۱ بقرہ ۲۸۵ قرآن میں کلمہ اطیعوا اسی طرح سے آیا ہے سورہ نساء آیت ۵۹ میں اطیعوا اللہ و اطیعوا آیا ہے تفسیر شعراوی میں آیا ہے تکرار اطیعوا از جہت حیثیات ہے اللہ کی اطاعت وہ مالک و مولا ہے۔

۳۔شریعت میں بعض ایسے مواقع ہیں جہاں نصوص قرآن وسنت اتنی زیادہ ہیں کہ وہاں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں رہتی جیسے عبادات اور قوانین خانوادگی وغیرہ جہاں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔

قرآن ایک جامع و کامل کتاب ہے جو ہر زمان و مکان اور ہر وقت بشر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

کتاب زبدۃ البیان فی احکام القرآن تالیف اردبیلی متوفی ۹۹۲ھ اپنی تفسیر کی ابتدا میں لکھتے ہیں ''اعلم ان ھنا فائدہ لابد قبل الشروع فی المقصود من الاشارۃ الیھا وھی ان المشھور بین الطلبۃ لا یجوز تفسیر القرآن بغیر نص و اثر حتی قال الشیخ ابو علی اطبرسی قدس سرہ فی تفسیرہ الکبیر و اعلم انہ قد صح عن النبی ﷺ عن الائمۃؑ ان تفسیر القرآن لا یجوز الا بالاثر الصحیح والنص الصریح و روی العامۃ عن النبی ﷺ انہ قال من فسر القرآن برأیۃ فاصاب الحق فقد اخطا،وقالو او کرہ جماعۃ من التابعین القوم فی

القرآن بالرای''

مجلّہ اندیشہ کیھان اسلامی شمارہ ۱۵ص۳ مقالہ نگار محمد ابراہیم جناتی اپنے اس مقالہ میں لکھتے ہیں علماء اسلام نے قرآن میں احکام کے متعلق ۵۰۰ آیات بتائی ہیں اور کتب تفسیر میں ان پانچ سو کا نام تفسیر آیات احکام رکھا اور اس پر کتب تالیف کی ہیں شیعہ اور مذاہب اربعہ کی بہت سی کتابوں کا ذکر کیا ہے پھر لکھتے ہیں ان آیات کی تفسیر مصدر اجتہاد نہیں بن سکتی بلکہ آیات قرآن سمجھنے کے لئے بہت سے معیارات و ملکات درکار ہیں۔آیات قرآن منبع اجتہاد بننے کے لئے سب سے اہم بات مبانی اصول فقہ سے آشنا ہونا ضروری ہے۔ایک اور نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں آیات احکام مدینے میں نازل ہوئی ہیں جو آیات وسورہ مکہ میں نازل ہوئی ہیں ان میں احکام سے متعلق آیات نہیں ہیں،علماء اور محققین نے مدینے میں نازل سورہ کی تعداد بیس بتائی ہے بعض سوروں کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ قرآن کو منبع احکام گرداننے کی راہ میں ایک اور مشکلہ تعداد قرأت ہے۔قرآن کے مصدر و مآخذ اجتہاد ہونے سے متعلق آغا جناتی کیھان اندیشہ شمارہ ۱۸ص۳ پر خطیب بغدادی عبدالرحمٰن اوضاعی وغیرہ سے نقل ہیں ''ہم قرآن فہمی میں سنت کے نیازمند ہیں،سنت کو سمجھنے کے لئے قرآن کے نیازمند نہیں ہے'' پھر کہتے ہیں ''لیکن ہم قرآن سمجھنے کے لئے سنت کے نیازمند زیادہ ہیں''۔میرے وہم وخیال میں نہیں تھا کہ آغا جناتی کے دل میں قرآن کریم سے اس حد تک کڑواہٹ ہے۔

کہتے ہیں ہم قرآن کو اہل بیت سے لیتے ہیں یعنی آپ کو محمدؐ اور قرآن دونوں سے چڑ ہے ان دونوں سے کچھ بھی نہیں لینا ہے یہاں سے اندازہ ہوتا ہے آپ کی اہلبیت سے مراد علی وحضرات حسنین نہیں ہے،اہلبیت سے مراد بیت مرجعیت

ہے، بالخصوص وہ مرجع جو اپنے فتاویٰ کو آپ کے کہنے پر بدلتے ہیں۔آغائے قربانی اپنی کتاب علم الحدیث ص۲۴ پر لکھتے ہیں ”نقش و اھمیت حدیث“ کے عنوان کے تحت ”نیاز مند یہا اعتقادی حقوقی، اخلاقی جوامع بشری بیشتر از آنست کہ بتوان با ۶۶۶۶ آیۃ قرآن “ لکھتے ہیں کیسے ۶۶۶۶ آیات کافی ہوں درآنحالیکہ قرآن میں احکام سے متعلق ۵۰۰ آیات ہیں تو یہ کیسے دستورعمل مسلمین بن سکتے ہیں؟

اجتہاد کے عوائد و خواسر۔

اجتہاد نے مجتہد کو ایک کنز اختتام ناپذیر سے نوازا ہے زینہ ترقی وتمدن اقرباء و اعزاءاوراحباب کے ساتھ تنخواہ دگنی بمع سود دیں گے۔دوسروں کی غلطیوں کا کفارہ ہے جبکہ مجتہدین کی غلطیوں پرانعام ہے۔ جہاں تک ایک کنزضخیم اختتام ناپذیر کی بات ہے تو اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔کنز اچانک ملنے والی دولت کو کہتے ہیں جوانتہائی تہہ تک گہرائی میں ہو چنانچہ آپ اگر تاریخ مجتہدین دیکھیں تو معلوم ہوگا جن جن گھروں میں اجتہاد آیا وہ گھرانے ابھی تک عیش ونوش میں مستغرق ہیں بطور مثال آغائے خوئی سے ملحق گھرانہ لندن فرانس نیویارک تہران کراچی اوراسلام آباد تک پھیلا ہوا ہے ان سے وابستہ افراداور گھرانوں میں کسی قسم کی عیش ونوش میں کمی نہیں آئی ہے۔مجتہدین نے ختم نہ ہونے والی جائیدادیں بنائی ہیں امام خمینی کا گھرانہ ان کے فرزندان اتباع قریب امثال آغائے سراج الدین موسوی نے کراچی میں کتنی عمارتیں بنائی ہیں،جن میں سے بعض بہت بھاری بھرکم قیمت میں فروخت ہوگئی ہیں اسی طرح ایران قم میں کتنی جائیداد بنائی ہیں۔

اجتہاد سے امۃ مسلمۃ کو لاحق خسارات ونقصانات کی لمبی فہرست ہے اس

سے عائد خسارات ونقصانات سے نکلنے کی کوئی صورتحال نظر نہیں آتی بلکہ ہر آئے دن اس میں اضافہ ہورہا ہے۔جس طرح ہمارے حکمرانوں سے ملت پاکستان کو لاحق خطرات ہر روز بڑھتے جارہے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے آئندہ اس ملک کا انجام کیا ہوگا کیونکہ قرض سے نکلنے کی صورت حال نظر نہیں آتی ہے۔

دین اسلام میں تمام مسائل کا حل قرآن کریم اور نبی کریم محمدؐ کے اسوہ طاہرہ میں موجود ہے۔جب آپ موجود تھے تو اس وقت پوری شریعت وحی پر چلتی تھی، وہاں کسی اور کی دخالت نہیں تھی۔لیکن جب سے فکر ابلیس ''میری رائے یہ ہے'' جائے قرآن میں جاگزیں ہوئی رحمٰن سے دوری شیطان سے نزدیکی بڑھتی گئی اور امت میں اختلاف، انتشار وافتراق ہی پھیلتا گیا یہاں تک کہ آج اس روزگار کا سامنا ہوا ہے۔جس دن اجتہاد پیدا ہوا اس دن سے تمزیق وتشتیت بڑھتا گیا۔ یہاں سے ہر صاحب شعور اور دردمندانِ اسلام سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ اجتہاد کا آغاز کس نے کیا تھا؟ اور کب اس سے نجات ملے گی؟ یہ سوال لوگوں میں ماں باپ کی طرف سے مجہول انسانوں کے نسب پوچھنے کی مانند ہے، یہاں قرآن کریم کی آیت کا مصداق بنتے ہوئے ہم قرآن اور سنت کی طرف رجوع کریں کہ قرآن کریم اور سنت وسیرت حضرت محمدؐ اجتہاد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ہم نے کبھی رجوع نہیں کیا، اختلاف حل کرنے کے لئے نہیں سوچا ہاں البتہ ایک اجتہاد کا داعی جبکہ دوسرا اس کا مخالف بنتا گیا۔اس لحاظ سے اجتہاد ہمیشہ سے امت میں لاینحل رہا ہے گویا کسی تیسرے فریق کو امت میں اختلاف پیدا کرنے کا ٹھیکہ دیا ہے۔

اہل تشیع کا کہنا ہے کہ ہمارے ہاں اجتہاد کا آغاز غیبت امام نامولود سے ہوا۔

یہ تحلیل خلاف واقعیت خارجہ ہے آئمہ امام حسین کے بعد کسی شخص سے رابطے میں نہیں تھے، موسیٰ ابن جعفر زندان میں علی ابن موسیٰ زندان ولی عہد مامون میں تھے، محمد جواد اور علی ہادی نابالغ تھے، علی الھادی اور حسن عسکری متوکل عباسی کے زندان میں تھے، اتفاق سے جو کچھ آئمہ سے نقل ہے وہ امام صادق سے منسوب ہے لیکن قرائن وشواہد کثیرہ ہیں کہ مذہب جعفر صادق ان پر افتراء ہے۔

شیعوں کا کہنا ہے جس دن سے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے، ہم نے اس پر پابندی نہیں لگائی ہے لہٰذا ہمیں مسائل روزمرہ کے بارے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی لیکن یہ واضح نہیں کرتے کہ غیبت امام زمانہ کے کتنے سال گزرنے کے بعد اجتہاد شروع کیا یہ توریہ ہوگا کیونکہ ۲۳۹ھ سے جو علماء نکلے ہیں وہ اخباری تھے۔ بعض اسے بارہویں صدی میں وحید بہبانی سے نسبت دیتے ہیں۔

شیخ کلینی نے اجتہاد نہیں کیا وہ شیعہ اصطلاح میں اخباری اور سنی اصطلاح میں حدیثی تھے۔ اس وقت اجتہاد عندہ شیعہ ایک مقدوح ومجروح عمل تھا۔ علامہ عبد الحسین شرف الدین، عاملی اور مرتضیٰ عسکری نے نص واجتہاد کے عنوان پر کتابیں اور مقالات تصنیف کئے لیکن یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صاحب پایان نامہ اور دیگر ارباب مدارس وحوزات ایران مجھے بے جا تضاد گو اور تضاد نویس کہتے ہیں۔ لیکن اگر آپ اپنی تضاد گوئیاں اور تضاد نویسیاں جمع کریں گے تو ایک دائرۃ المعارف سے بھی تجاوز کر جائیں گے لیکن کیا کہیں انھیں بھولنے کی عادت ہے۔

ان کے بالمقابل میں دوسرے گروہ کا کہنا ہے اجتہاد وتقلید نے ہمارے دشمنان قدیم وجدید کے پہنائے گئے برقعے میں مجرمین کے نمائندوں کو بہت بلند و بالا دکھایا ہے، یہ مسلمانوں کیلئے بیڑیوں کی مانند بنے ہیں جن کے پہننے کے بعد

انسان کا اٹھنا ممکن نہیں رہتا۔ دنیا ترقی وتمدن اور ارتقاء کی طرف رواں دواں ہے جبکہ بد بخت مسلمان پاؤں میں تقلید کی بیڑیاں لگنے سے زمین بوس ہو گئے ہیں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگنے کی وجہ سے ہاتھ نہیں اٹھا سکتے ہیں اور یوں پسماندگی کے زندان میں سزا کاٹ رہے ہیں اور غیر معینہ مدت کے لئے محبوس ہیں۔ یہاں کسی نجات دہندہ کے آکر نجات دلانے کی امید رکھنا بے وقوفی ہوگی حتیٰ جنہیں امید تھی وہ بھی مایوس ہوکر کہنے لگے ہمارے ہاں مہدی نہیں مہدویت ہے۔

اس حالت زار کو دیکھ کر بعض درد مند مسلمان اس دیوار کو گرانے کے لئے احتجاج اور چیخ و پکار کررہے ہیں جبکہ دین و دیانت سے عاری مکشوفات کی طرف سے اجتہاد کرنے کی دعوت پر اصرار و تکرار ہے۔ یہاں اسلام کے باغیوں کی تجدید و اجتہاد سے مراد بچے کھچے اسلام کا خاتمہ ہے اس چیخ و پکار اور اس مخالفت و موافقت کی نورا کشتی میں بعض بے بس و بے چارے نظر آتے ہیں اور عقل و شریعت کی رو سے فیصلہ کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

اجتہاد مؤسسہ فرقہ سازی:۔

اجتہاد کا دوسرا خواسرا امت اسلامی کو فرقوں میں بانٹنا ہے کیونکہ یہ ان کی اپنی رائے ہے اور کسی کو اپنی رائے دینے سے نہیں روک سکتے ہیں۔ یہاں اس اجتہاد کے بارے میں کہہ سکتے ہیں اجتہاد فرزند رائے ہے اور فرقے فرزند اجتہاد ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اجتہاد دنیائے تمدن کی طرف نہیں بڑھ رہا بلکہ زوال وسقوط کی طرف رواں دواں ہے اس کا واضح ثبوت ہے کہ یہ شعار ہر طرف سے بلند ہورہا ہے، اور علماء نوابغ روزگار بھی فرمانے لگے کہ امت کو متحد و متفق رکھنے اور قریب لانے کیلئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔اسکی مثال ایسی ہے جس دوا سے نسل کشی کی گئی

اسی دواء کو افزائش نسل کے لئے دوبارہ استعمال کریں۔نمی دانم بزرگان اس شعار سے ملک وملت کو دھوکہ دے رہے ہیں یا قوم کو دوبارہ سلا رہے ہیں یا انھیں مزید ویرانی و بربادی کا نسخہ دے رہے ہیں، کلمہ طلسماتی ہے یا اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، گرچہ وہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ جس طرح کثرت مجتہدین سے ملت کی وحدت و اتفاق کا شیرازہ جل کر خاکستر ہو گیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جب بھی مصر یا نجف کے حوزات میں قریب قریب برابر کی سطح کے مجتہدین نکلے تو وہ اپنے اجتہاد کا لوہا منوانے کیلئے ملت کو تجربہ میں لائے اور قصاب کا کردار ادا کر کے اسے بوٹی بوٹی کر دیا۔

اس سے زیادہ افسوسناک وخطرناک بات یہ ہے کہ ان کا کہنا کہ اختلاف موجب رحمت اور فکر وسوچ میں صیقل لاتا ہے، اگر ایسا ہے تو ہر شہر میں ایک کارخانہ اختلاف سازی لگائیں تا کہ فوائد عامۃ الناس تک پہنچیں۔ جبکہ قرآن میں جہاں کہیں اختلاف کا ذکر آیا ہے ایسے لوگوں کو جہنم کی وعید دی ہے، جہاں بھی زمین میں فساد ہوگا اختلاف سے ہی ہوگا لہٰذا اختلاف ہو اور فساد نہ ہو، یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر ہو سکے تو اس کا کوئی نسخہ بتا دیں۔ نجف میں اخوند خراسانی اور مرزا نائینی نے ایران میں قاچاری بادشاہ کے خلاف تحریک مشروطیت چلائی، سید یزدی نے مخالفت کی دونوں گروہوں نے ایک دوسرے سے اس حد تک دوری اختیار کی جیسے ایک دوسرے کے لئے نجس ہوں۔ فضل اللہ نوری کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا، امام خمینی کے قیام میں مجتہدین نے شاہ کی حمایت کی، آیت اللہ خمینی کے نظریہ ولایت فقیہ کے خلاف آیت اللہ گلپائیگانی اور شریعت مدار نے اختلاف کیا، اسی طرح مہدی خالصی، شیخ عبد الکریم زنجانی کی میت کو مزدوروں نے قبرستان لے جا کر دفنایا۔ شریعت مدار گھر

سے باہر نہیں نکل سکے، مرزائے قمی نے نظر بندی میں وفات پائی۔
امام خمینی کے بعد جب مرجعیت آغائے گلپائیگانی کے گھر نزول افروز ہوئی تو ۲۹ رمضان کے حساب سے ایک دن پہلے عید کے لئے اعلان کرنے کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے خانۂ رہبر اور خانۂ مرجع میں رسہ کشی چلی اور رات گیارہ بجے کے بعد رصدگاہ رہبر نے عید کو مؤخر کیا لیکن رصدگاہ مرجعیت نے موقع غنیمت سمجھ کر اپنا اقتدار چمکانے کے لئے تجدید نظر کیا، مدیر و مدبر کل نے اسے خلاف حکمت قرار دے کر چاند نظر آنے کا فوراً اعلان کیا اور کہا کل عید ہوگی وہ بھی پہلے سے ہٹ کر پوری دنیا بلکہ امریکا و افریقا تک نے روزہ کھول کر آپ کی مرجعیت عالمی پر مہر ثبت کی۔ بقول مرحوم رفسنجانی طاقت و قدرت مرجعیت کو بیچارہ امریکا کیا جانے اس مرجعیت کی طاقت و قدرت اور خمس کے صدقہ میں ہمیں انقلاب اسلامی ملا ہے۔
غرض قارئین یہاں سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کثرت مراجع کے کیا فوائد و عوائد ہوتے ہیں انہوں نے اس نام نہاد عید فطر کے نام پر پوری امت مسلمہ کو ہر سال سیخ و کباب کیا ہوا ہے۔

اجتہاد فوضوی یا استبدادی۔

حکومت اجتہادی سے سوال ہے کہ آپ کے ہاں ایک دعویٰ اجتہاد فوضاتی ہے یعنی جس کسی نے دعویٰ کیا کہ میں مجتہد ہوں تو یہی کافی ہے اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا ہے، مشاہدات و تجربات تو ایسے ہی ہیں کہ یہاں کوئی نظام نہیں ہے بعض نے کہا ہے یہاں فوضاتی نہیں استبدادی نظام ہے یعنی غیب سے کنٹرول ہوتا ہے یعنی وہی نظامِ منصوص اسماعیلی ہے وہ اجتہاد کو بھی منصوصیت سے چلاتے ہیں۔ان کے وکلاء نے ان کی ہدایات پر نہ چلنے والوں کے خلاف انتہائی نازیبا حد تک اہانت و

جسارت کی، میں نے بذات خود کسی بھی مجتہد کی ترویج نہیں کی ہاں جرأت بیانی میں آغائے خوئی کو منفرد سمجھتا تھا کیونکہ انہوں نے بہت سی معضلات، خطرناک مسائل کو اٹھایا۔ تفسیر البیان میں قرآن میں آیات منسوخہ کا انکار، مجتہدین کے اختیارات کا انکار، علم رجال ۲۳ جلد کتاب لکھ کر راویوں کے پول کھولے لیکن اسلام کی سربلندی کیلئے امام خمینی کے حامی تھے جنہوں نے اسلام کے نمائندہ کی بجائے مذہب کی نمائندگی کو ترجیح دی۔ یوسف نفسی، صادق حسن اور علی مدبری نے میرے اوپر الزام لگایا کہ وہ آغا خوئی کے خون کا پیاسا ہے، لندن میں قائم آغا خوئی کی درسگاہ میں ہمیں دعوت دی جہاں سٹیج سے علماء میری طرف اشارہ کرتے رہے۔

اجتہاد نقب زنوں کا دروازہ

اجتہاد اسلام کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے خلاف محاذ ہے:

۱۔ انہوں نے خود کہا ہے جہاں قرآن اور سنت نہیں وہاں مجتہد رائے پردازی کرتا ہے۔

۲۔ انسان اپنی نفسیاتی وروحانی ترجیحات وغایات کی وجہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس حقیقت کی بنیاد پر اہل اسلام کہتے ہیں انسان ایک ایسے قانون کا نیازمند ہے جو بشر کا بنا ہوا نہ ہو کیونکہ بشر کسی نہ کسی گروہ کی طرف جھکاؤ وتمایل کرتا ہے۔ اسی طرح مجتہدین بھی چونکہ انسان ہیں کسی نہ کسی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں چنانچہ اجتہاد اس حقیقت کو پشت بام رکھتا ہے۔

۳۔ قرآن کریم کی آیات میں ان کے اختلافات کو دین وملت کے لئے نقصان دہ قرار دیا گیا ہے۔

۴۔ اگر اجتہاد اپنی جگہ ضرررساں نہ ہوتا تو اسے بند رکھنے کا مشورہ نہ دیا جاتا

اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کی ضرورت اس لئے پڑی تھی کہ یہاں سے نقصان و شرارت کا شرارہ پھوٹا ہے یہاں تک کہ اجتہاد کے داعیوں میں سے آغائے فضل اللہ نے کہا افسوس کی بات مرجعیت بھی ایک فرقہ سازی کا فارمولا بنا ہے۔نظام مرجعیت نے تمام فوائد وعوائد اپنے خاندان و وکلاء کمیشن خوار تک محدود رکھے اور خواسروزیانات مصائب و بدبختی کو ان کی حدود سے باہر بدر کیا۔

۵۔اگر اجتہاد میں خیانت کاری و نقب زنی نہ ہوتی تو غلطی کیلئے اجر کا تعین نہ کرتے۔

۶۔اجتہاد کا بادشاہ شتر بے مہار پر سوار ہو کر میدان اجتہاد میں گیند سے کھیلنے والوں کی مانند ہے جو احکام شرعی اور اپنی فکر و سوچ اور قیاس آرائی کی گیند ماریں گے تو انہیں کبھی کامیابی اور کبھی شکست ہوگی،جس طرح جنگوں میں ہزیمت کو حکمت عملی کہتے ہیں،جس طرح عصر حاضر میں کھلاڑیوں کی کامیابی طمع کا باعث بنتی ہے اس طرح ملک کے حکمران ہزیمت زدہ کھلاڑیوں کو ہار پہناتے اور ان کے اعزاز میں عشائیہ دیتے ہیں اسی طرح اجتہادی کمیٹیوں نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے شکست خوردہ اور خطا کاروں کو بھی حوصلہ دینے کے لئے اجر کا اعلان کیا ہے۔

اجتہاد لغوی معنی میں کسی بھی کام کیلئے مشقت زحمت اٹھانے کو کہتے ہیں،لیکن مصطلح علماء میں اجتہاد اپنی تمام تر طاقت کو سرف و بذل کر کے از راہ ظن و گمان حکم شرعی تک پہنچنے کو کہتے ہیں۔عوام الناس کہتے ہیں مجتہدین کو احکام شرعیہ نکالنے کیلئے بہت زحمت اور مشقت کرنی پڑتی ہے،آسان نہیں ہے ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔اگر اجتہاد جد و جہد طاقت سرف کر کے احکام شرعیہ کو قرآن سے استخراج استنباط کرنے کو کہتے تو ہم تسلیم کرتے اس میں بہت زحمت ہے لیکن اپنے وہم و

خیال میں جو آئے اپنے مفادات کو نظر میں رکھ کر فتویٰ دینے میں کوئی زحمت مشقت نہیں۔اس سلسلے میں ہم چند فتاویٰ مجتہدین پیش کرتے ہیں۔

ایک شخص حاجی نے آیت اللہ خوئی سے پوچھا میں حج کو گیا تھا تو مجھے شک ہو گیا ہے کہ طواف سات کیا تھا یا چھ کیا تھا۔اب مجھے کیا کرنا چاہیئے،تو آغا نے کہا کہ آئندہ سال دوبارہ کریں۔تو آغا کے درباری مجتہد ساز عالم نے آغا خوئی سے کہا آپ کو اس فتویٰ دینے میں کوئی زحمت ہوئی ہے؟

امام خمینی سے عزاداری کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ جو ہاتھ سینہ پر مارتے ہیں وہ ہمارے سینہ پر نہیں لگتا ہے بلکہ امریکہ کے ماتھے و سینہ پر لگتے ہیں۔اس کا کیا مصدر ہے؟ اور کونسا اس ماتم سے امریکہ کو ضرر ہوا ہے؟ اگر ماتم داری سے ان کے سینہ پر زخم آتے تو یہاں سے افراد عزاداری کیلئے ترک وطن اسلامی کر کے وہاں نہیں جاتے امریکا بھی ماتم داروں کو ویزہ نہیں دیتے۔اس کی کوئی منطق نہیں بنتی۔یہ کس سند شرعی قرآنی سے کہا ہے؟ یہ اپنے ظن و گمان کے تحت اپنی مصلحت کے تحت بتایا ہے۔

شیخ محمد حسین کاشف الغطاء سے پوچھا یہ جو مراسم عزاداری زنجیر زنی قمہ زنی ہے اس کے بارے میں کچھ فرمائیں۔تو آپ نے کہا دلائل شرعی کے تحت کہیں گے تو اس کا کوئی جواز نظر نہیں آتا ہے لیکن امام حسین سے دلبستگی ان کے عشق میں مارنا حرام نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔جب دلیل شرعی سے نہیں بنتے تو بے دلیل کام سے یا حرام و ناجائز سے امام حسین کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے یا امام دائرہ شریعت سے باہر ہے؟

آغا سید محمد باقر الحکیم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے آغا حکیم نے بتایا مراسم

عزاداری ہمارے گلے میں پھنسی ہڈی ہے ۔ ہمارے ملک کے علماء کہتے ہیں عزاداری ہمارے اصول دین میں ہے۔آغائے تقی شاہ نے مکہ میں آغائے مکارم شیرازی سے کہا میرے خیال میں عزاداری اصول دین میں سے ہے آغائے مکارم مجتہد نے انکار کیا کہ ان میں سے نہیں تو انہوں نے کہا ایسا مت کہیں۔تو میرے خیال میرے گمان سے رائے دینے میں کوئی زحمت نہیں ہے مفت کا مفت ہے۔ عزاداری الف سے ے تک حروف معجمی میں جمع کریں گے تو کسی بھی جگہ دین و شریعت کے اندر نظر نہیں آتی ،قرآن کے،اسلام کے،محمدؐ کے خلاف ایک سرگرمی ہے۔مجتہدین کے مصادر،علماء کے مصادر زیادہ تر عوام الناس ہوتے ہیں،ان کی چاہت ہوتی ہے۔بے وقوف اسلام سے انجان نام نہاد علوم شعوبی والے ان کی ترویج میں محو ہوتے ہیں جبکہ مجتہد اعظم عوام کی خواہشات پر پورا اترتے مقلدین عوام ہوتے ہیں۔دین کو جو سربلندی نہیں مل رہی عزت نہیں مل رہی تسلط نہیں مل رہا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء و مجتہدین مقلدِ عوام ہیں۔ان کے پاس اس بارے میں بھوسے کے تنکے برابر دلیل نہیں ہوتی۔

۷۔لہٰذا بہت سی آیات متشابہ قرآن منجملہ آیت تطہیر،آیت مودت،کوثر،اسراء ۷۱،مائدہ۳،۵۵،۶۸،''**عندہ علم الکتاب**'' کی تفسیر آیات سے غیر مربوط، اجنبی بلکہ دور سے واسطہ نہیں ان سے استناد کر کے امت اسلامیہ میں دہشت گردی جیسے حالات پیدا کیئے۔

۸۔کلمات قرآن کے فہم کیلئے راندہ قرآن شعر کو محافل مجامع میں جاگزیں کیا سورہ یس ۶۹ میں آیا ہے قرآن شعر نہیں اور نہ نبی کریم کو شعر گوئی زیب دیتی ہے جبکہ بدعت میلاد النبی ،بدعت عزاداری حسین کو اشعار شعراء غاوین ومفسدین میں

ڈبویا ہے۔

۹۔مدارس دینی میں کتاب حماسہ شعری معلقات سبع پڑھائی جاتی ہے۔

۱۰۔قرآن کا استقلال کہیں بھی نظر نہیں آتا اگر کسی نے ہم جیسے کم علم، بوڑھے، بوڑھی عورتوں جیسے جاہل از مذہب نے غلطی سے قرآن کہا تو فوراً سر پر عمر کی ٹوپی پہناتے ہیں، پرویزی کہتے ہیں حتیٰ جن کے مدارس میں طلوع اسلام آتا ہے وہ بھی ہمیں عمری قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔میدان فقہ میں قیل وقال فقہاء مصادر ہیں۔

۱۲۔کچھ عرصہ سے آیات جہاد کو مدارس میں پڑھنے پر پابندی لگانے کی تمہید یا نہ پڑھنے کی تحریک چلائی گئی۔

۱۳۔ختم نبوت کی جگہ علی ابن ابی طالب، ابوبکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان جیسے باوفا جلیل القدر فدائیان محمدؐ کیوں نہ ہوں کیا یہ ذوات ردیف و بدیل محمدؐ ہوسکتی ہیں؟

۱۴۔ختم نبوت کو منسوخ کرکے آئمہ کی حجیت کو جاگزیں کیا ہے۔

۱۵۔علماء کو افضل از انبیاء بنی اسرائیل قرار دیا ہے۔

۱۶۔ہر سو سال کے بعد ایک مجدد دین مبعوث ہوگا کیا ان میں محمد بن ادریس، ابوحنیفہ، امام مالک، احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب، محمد بن یعقوب کلینی، شیخ طوسی، علبائی، نصیرالدین طوسی وزیر ہلاکو، سرسید احمد خان، علامہ اقبال، جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، امام شلتوت، علی عبدالرزاق ہیں؟

۱۷۔قرآن کی جگہ صحیفہ سجادیہ، صحیح بخاری اور حدیث کساء جاگزیں کیا ہے۔

۱۸۔امام مہدی، حضرت عیسیٰ اور خضر کا انتظار۔

۱۹۔دیگر آئمہ رجعت کریں گے۔یعنی قیامت نہیں ہوگی قیامت کوٹالنے کیلئے قبر میں سوال نکیرین بنایا ہے۔

۲۰۔کعبہ کی جگہ مزارات۔

۲۱۔اہلبیت کی تفسیر کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے۔

۲۲۔ختم نبوت کے توڑ کے لئے امامت اولیاء برتر از نبوت بنایا ہے۔

۲۳۔امام غائب ،نئی کتاب نیا دین پیش کریں گے۔اس سے بھی نتیجہ نہیں لیتے ان کے دلوں میں اسلام اور قرآن کے بارے میں کڑواہٹ پائی جاتی ہے۔

۲۴۔امام صاحب ولایت تکوین ’’متصرف اکوان ‘‘ ہے اس صورت میں اللہ اوران کے درمیان میں کوئی فرق نہیں ہوں گے،اللہ اگرلوگوں کے درمیان ہوں گے تو اس کوامام کہیں گے اگر نظروں سے غائب ہوگا تو اللہ کہیں گے، پھر توحید خالقیت کی کیا تفسیر کریں گے؟

۲۵۔مقابر آئمہ طاہرین پر ضریح سازی مہذب ومفضض کی کونسی سند ہے آیا اگر فعل جائز ہے تو اس اسراف وتبذیر کا کوئی جواز ہے؟

۲۶۔بعض نے کہا قرآن محمدؐ پر نازل ہونے سے دس سال پہلے علی نے اپنی ماں کے شکم سے نکلتے ہی سجدہ میں گر کر’’ قد افلح المومنون ‘‘ کی تلاوت کی۔

۲۷۔سورۃ دھر کی آیت’’ویطعمون الطعام ‘‘کنیز اہلبیت فضہ کی عبارت ہے۔

۲۸۔ہر آیت محمدؐ پر نازل ہونے سے پہلے عمر بن خطاب پر نازل ہوتی تھی۔

۲۹۔کتاب امام علی یا مصحف فاطمہ میں علوم اولین وآخرین ہیں۔

۳۰۔ایک کتاب جوامع الکلم ہے جو جداگانہ غیر قرآن کتاب ہے۔

۳۱۔قرآن کے علاوہ ایک اور کتاب بنام حدیث قدسی ہے، ان احادیث میں نظام قرآن کو درہم برہم بلکہ منسوخ کیا ہے۔

۳۲۔اگرکسی کے پاس مجموعہ احادیث ہوتو وہ افضل ہوگا۔

عصر رسالت کا آغاز کتاب متحدی قرآن کریم کی سورہ اقراء کی پہلی آیات سے ہوا ہے کتاب ﴿لا رَيْبَ فيهِ هُدىً لِلْمُتَّقينَ﴾ البقرہ۔۲،انعام۔۵۹، نحل۔۸۹جیسی آیات ساطعہ سے ہوا،اس کے اکمال واتمام کا اعلان نبی کریمؐ ورحیم کے وداع امت سے قبل میدان عرفات میں مائدہ آیت ۳ سے ہوا۔عصر رسالت کے تقریباً ایک سوسال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد اس عظیم کتاب کو کونے پر لگانے کی توجیہ میں قرآن کے نقص وکمی اور عدم فہم مراد ومعانی کو بنیاد بنا کر اجتہاد کی بنیاد رکھی گئی۔ان کی طرف سے صادر احکامات کے استناد دلائل وبراہین پوچھنے سے روکنے کیلئے تقلید کی دیوار لگا کر سوالات کے منع کا کتبہ لگایا۔یہاں تک کہ دین الٰہی کی جگہ دین وضعی جاگزین کیا،اوراسلام کے بدیل سیکولرازم کو لایا، جوافتراءاستہزاء مسخرہ کرسکتے تھے کیا،آہستہ آہستہ حجۃ الاسلام،آیت اللہ بننے والوں نے نقائص و معائب کی لمبی فہرست کا اشتہار دیا۔قربانی، جناتی،اردبیلی نے قرآن سے تعرض، توسط احادیث،اخذ معانی پر قدغن لگائی عام لوگوں میں رائے پردازی کیلئے انعام کا اجراء کیا۔ایک گروہ کا کہنا ہے گزشتہ علماء وفقہاء نے اجتہاد،تقلید وتجدید جیسے ارتقائی تکامل کا ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا ہے لہٰذا اجتہاد وتقلید وتجدید کے ہوتے ہوئے ہم کسی اور چیز کے نیازمند نہیں ہیں۔جنہوں نے اقصاء اسلام،قرآن ومحمدؐ میں مشرکین کی نیابت کی اوران کو انبیاء کے وارثین بنایا ان کو مجددین و مصلحین کا تمغہ دیا ہے۔ مجددین برصغیر،عرب وفارس کے مجددین سے بہت کچھ فرق رکھتے ہیں۔عرب و

فارس کے مجددین میں جمال الدین افغانی اور محمد عبدہ اساتید جامعہ ازہر صاحبان تصانیف تالیف میں مغرب گرائی واضح نظر آتی ہے جبکہ برصغیر کے مجددین کا پلہ زیادہ تر دین کو چھوڑ کر یکلخت مغربی ہونے پر مصر ہے۔ برصغیر کے مجددین میں اکثر کی دیانت بھی مشکوک نظر آتی ہے کیونکہ ان میں سے بعض فرقہ قادیانی و اسماعیلی میں سے تھے تاہم ان کے بچی کھچی چیزیں اسلام سے متعلق تھیں انھوں نے اسے کھلم کھلا اتار کر پھینکا ہے اور کھل کے بغیر کسی شرم وحیاء کمال اہانت و جسارت کے ساتھ روسی وچینی کمیونیزم کو اپنانے اور اسلام کا مذاق اڑانے پر کمر بستہ نظر آتے ہیں وہ اپنا تعارف روشن خیال وترقی پسند سے کراتے ہیں۔قرآن اور محمدؐ کا نام لینے سے روکنے کیلئے محمدی کہنا ،قرآنی کہنا کلمات اتہامی قرار دیا ہے، پرہیز کیلئے ریاست مدینہ اور رحمۃ للعالمین اتھارٹی ،صوفی ازم منہدم کنندہ ادیان کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں لکھی گئی کتاب ترقی وادب سیاسیات وغیرہ میں اسلام سے زیادہ چڑ نظر آتی ہے اسلام پر تنقید روا کرنے والوں کو دین فروش ملاء مجددین کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان سے پھلیے اور ان کی پروردہ نسل کا سلسلہ اب تک جاری ہے،ہم نے سماعت قریب چشم دین سے دیکھا انقلاب امام خمینی کا نعرہ بلند کرنے والے سوشلزم کمینسٹوں سے وابستہ تھے جو اس وقت پاکستان میں اسلام کو روکنے کے لئے کمر بستہ ہیں۔

۲۔اولی امر کی اطاعت ہے اولی الامر جب رسول اللہ موجود تھے وہ خود اولی الامر تھے دور دراز علاقوں یا اپنی غیاب میں اپنا نائب بناتے تھے۔ اولی الامر کی اطاعت استقلال نہیں رکھتا نا قابل نقاش نہیں ہے اس کو قرآن اور اسوۃ محمد کے دائرے میں رکھنا ہے کیونکہ اطاعت تسلسل اطاعت رسول اللہ میں آتا ہے چنانچہ

آیہ ذیل میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اطیعوا الرسول ایک دفعہ آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۵۶ اسی طرح اولی الامر بھی ایک دفعہ آیا ہے سورہ انفال میں رسول اللہ کو عطف بہ اطاعت اللہ کیا ہے۔

۱۔اطیعوا اللہ تنہا

۲۔اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

۳۔اطیعوا الرسول

۴۔شیعہ اور سنی دونوں نے نورہ کشتی کرتے ہوئے غیر محسوس طریقے سے اس کتاب کو کنارے پر لگانے کے لئے خفیہ توافق نامہ بنایا ہے، مسلسل اللہ اور اس کے رسول پر تہمت وافتراء نعوذ باللہ جھوٹ خلف وعدہ کی نسبت دی کیا ایسا کرنے والوں کو مسلمان کہنا درست ہوگا یا غلط فاحش ہوگا ؟ یہ دونوں باطنیہ کی دو شاخیں ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے آپس میں تضاد دکھا کر قرآن کریم کو نا قابل اتباع گردان کر لمبی معائب کی فہرست لگائی ہے۔قرآن میں کلیات ہیں، جزئیات ہم نے بنانی ہیں یہ ایک تعدی حدود اللہ ہے خود کو شریک اللہ بنا کر جدید شرک اختراع کیا ،قرآن میں کتنے مسائل کتنی آیات تفصیل سے بیان کیں ہیں، مسائل ازدواج وطلاق، احکام ارث، احکام ربا، احکام وصیت نامہ، احکام دیہ ،کن کن سے نکاح ہوسکتا کن کن سے نہیں، کن کن کے گھروں میں بغیر اذن جا سکتے ہیں قرآن میں تفصیل سے آیا ہے۔

فلسفہ اجتہاد

کتاب اسلام اور سیکولرازم ص ۱۵۶ پر آغائے جواد نقوی نے فلسفہ اجتہاد کے بارے میں لکھا ''اجتہاد وہ کام ہے جو پہلے زمانوں میں شریعتوں کے نسخ ہونے پر

انجام پاتا تھا اب اجتہاد دین کو زمانے کے حالات اور مقتضیات کے ساتھ مطابقت کرنا ہے۔اجتہاد زندگی بشر میں نہیں کرنا بلکہ دین میں کرنا ہے'' کیونکہ دین کا کوئی وارث نہیں ہے انسان کی طبعیت اور ماحول میں تبدیلیاں آتی رہیں گی اجتہاد ان تبدیلیوں کے ساتھ دین کو ہم آہنگ کرتا جائے گا۔ یہ اجتہاد نہیں یہ وہی تلقینات مغرب ہیں جو انیسویں صدی سے تکرار و اصرار اور دباؤ کے ذریعے منوانے پر مصر ہیں، کہ یہ دین چھوڑ و ترقی لے لو اس وجہ سے مسلمان نسل یہ کہتی ہے ہم نے ترقی کرنی ہے۔

آغائے جواد نقوی سے سوال ہے،[[آج یہ روزگار کیوں پیش آیا؟]] اب دین میں تبدیلی آنا چاہیئے یہ تحریک ایک حوالے سے درست لگتی ہے دنیا بھر کے مما لک اپنے قوانین تجدید کرتے رہتے ہیں کیونکہ یہ قوانین انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں گذشت زمان کے ساتھ اس کی افادیت ختم ہوتی ہے۔لہٰذا قدیم زمانے سے قانون کی دو اقسام بتائی ہیں'' قانون وضعی بشری انسانوں کا بنایا ہوا قانون اور دوسرا اسماوی و الٰہی قانون، اللہ کا بنایا ہوا قانون، عالم غیب وشہادت کا قانون ہے'' ۔کیا فرق و مذاہب کے پاس قانون وضعی بشری ہے یا الٰہی ہے؟

پھر لکھتے ہیں''الحمدللہ دامن اسلام جیسا کہ دیگر تمام جہات سے غنی رہا ہے۔ ہمارے بزرگ علماء میں ایسے نمونے ہیں جو تالی تلو معصوم ہیں جن کو آپ آل بویہ اور صفویوں کے دربار میں دیکھ سکیں گے'' یہاں بھی آغا صاحب سے سوال ہے ہم پہلے اس کلمہ کی تعریف چاہتے ہیں۔خود معصوم کیسے اور کون ہوتا ہے؟ آپ کے علماء ابھی تک کسی معنی پر متفق نہیں ہوئے۔عصمت سے مراد کیا ہے؟ ابھی تک یہ اقنوم تحلیل نہیں ہوا ہے جن علماء کا نام آپ نے لیا ہے وہ اسلام، قرآن اور محمدؐ مخالف سمت

میں لیا ہے، جن کی تمام تر کاوشیں سیکولروں کے اقتدار کیلئے وسیلہ بنی رہی ہیں۔

آپ کے تالی تلو معصوم علماء نے کہا ہے ہم قرآن اہلبیت سے اور سنت بھی اہلبیت سے لیتے ہیں۔ کوئی انسان دانشمند یہ نہیں کہے گا یہ قانون سماوی والٰہی ہے سب کو معلوم ہے یہ ائمہ اربع کا تخلیقی قانون ہے بشری ہے۔ خود اصول فقہ والوں کا کہنا تھا ''جدید تقاضوں کے مطابق قانون میں تبدیلی آئی'' چاروں ائمہ کا اعتراف ہے یہ خود ان کی آراء و نظریات ہیں۔ مسلمان علماء نے قرآن کے موازی اجتہاد لایا تھا جو بشری تھے۔ آپ کی نئے اجتہاد کے مصادر بھی وہی پرانے ہی ہیں جو ضد قرآن بنے تھے۔ آپ کی اجتہاد کی برگشت قرآن پر صرف برائے نام ہی ہے، یہ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔

یہ قوانین مذاہب جن کی طبیعت میں تجدد ہے ان کا مسلمانوں اور اسلام سے بہت فاصلہ ہے۔ جس دن آپ جیسے مقتدر علماء مذاہب کی سرپرستی چھوڑیں گے تو تب یہ فاصلہ ختم ہوگا۔ آپ کی تاریخ اجمال وابہام گوئی رہی ہے آپ ابتداء ہی سے آمریت کی بات کرتے آئے ہیں بیس فیصد اسی فیصد پر حکمرانی کی بات امۃ مسلمہ کو لٹکا کے رکھنے کی بات ہے، اسلام اور مسلمانوں میں حائل صرف مذاہب ہی ہیں۔

آپ سے دوسرا سوال ہے سوال تعنتی استکباری ہے استقلالی ہے'' آپ کے اسلام سے مراد کونسا اسلام ہے؟ کس کا پیش کردہ اسلام ہے؟'' آپ تو بغیر ضرورت اسلام کا نام نہیں لیتے ہیں، ہم بھی جاننا چاہتے ہیں اس اسلام کو کہاں تلاش کریں؟ کیا مدارس میں اس کی تعلیم ہوتی ہے؟ آپ خود مدرسہ وحوزہ دونوں میں پڑھے ہیں ، جامعہ چلا رہے ہیں اسلام کو جاننے کیلئے کونسی کتاب نصاب میں رکھی ہے؟ اسلام

نے کونسا اجتہاد پیش کیا ہے؟ اجتہاد کی کتنی اقسام ہیں؟ اسلامی اجتہاد کہاں ہوا تھا؟ یہ لوگ تو مولویوں سے کفریات کے جواز میں فتاویٰ لینے کیلئے جمع ہیں۔

مسلمانوں کے دو بڑے فرقے نہیں ہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے خلاف دو لشکر فیل ہیں مقدمۃ الجیش پیادہ لشکر ہیں ۔آغائے محترم واقعیت خارجی کے خلاف بات نہ کریں آپ کے علماء کا کہنا ہے کہ ہمارے ہاں اجتہاد غیبت امام زمانہ سے شروع ہوا جبکہ اہلسنت کے ہاں آپ کے بقول سقیفہ سے شروع ہے۔آپ حوزہ میں سنجیدہ سمجھ دار فاضل انسان تھے آپ کو چلتا محاورہ نہیں کہنا چاہیئے۔اہلسنت کا اجتہاد رک گیا ہے اور نہ آپ ہی کا چل رہا ہے، دونوں میں بعض چلتے آئے ہیں بعض بغیر پڑھائی چلا رہے ہیں۔آپ جیسے ذہین وفطین نے بھی جاری رکھا ہوا ہے، جبکہ ہم جیسے نالائق پڑھنے کی زحمت سے جان چھڑانے لگے اور کسی کے رسالہ پر اپنا نام لکھ کر نشر کرتے ہیں۔یہ مفروضائی تو ہوسکتا ہے لیکن حقیقت اور واقعیت سے مطابقت نہیں رکھتا، دونوں میں قرآن کے محرمات کو حلال گرداننے کا سلسلہ جاری ہے جبکہ باقی مراسم خرافات فرسودگیات، اعیاد، مراسم فوتگی، عیدین، بدعت عیاشی جوں کی توں ابھی بھی جاری ہیں اور امت مشکلات، خسارہ نقصانات کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتی۔لیکن نتیجے میں دونوں پھر بھی ایک ہیں یعنی ایک اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھ کر اسی نقطے پر کھڑے ہوئے ہیں جہاں دوسرا اسے بند کر کے کھڑا ہے۔

اسلام کی تعلیمات دین ہمیشہ زندگی بشر کے ساتھ ہم آہنگ رہی ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان آگے نکل جائے اور دین پیچھے رہ جائے یا دین آگے نکل جائے اور انسان پیچھے رہ جائے۔آپ مطمئن رہیں مذہب آگے جہنم کی طرف جائیں گے لیکن دین بلا ای تغیر وتبدیل اپنی جگہ قائم ودائم رہے گا۔

سید جواد نقوی صاحب کے بیان پر ملاحظات

جواد نقوی صاحب کے مندرجہ بالا نکات سے پہلے میں اس خطاء عمدی کی اصلاح کا خواہاں ہوں کہ مجھے معلوم نہیں ہمارے بزرگوار آغا کس احتمال کو اپنائیں گے جہاں ایک لفظ سے دو معنی ممکن ہوں اور اپنے ذہن کے مطابق صرف ایک معنی لینا ہو جیسے خوارج نے ''لا حکم الا للہ'' کی چیخ و پکار کی تو حضرت علی نے فرمایا یہ لوگ کلمہ حق سے مراد باطل لیتے ہیں کیونکہ حاکم کو ملت انتخاب کرتی ہے۔ اس طرح بہت سے علماء اعلام ''دین اسلام'' کی جگہ ''اسلامی علوم'' کہتے ہیں حالانکہ اسلام بانی علوم نہیں ہے۔ کچھ مذاہب اسلامی کہتے ہیں لیکن اسلام اور مذہب دو الگ چیزیں ہیں کیونکہ دین اسلام کسی بشر کا ساختہ نہیں ہے۔

۱۔ آپ نے فرمایا جو کام پہلی شریعتوں میں تنسیخ کے ذریعے ہوتا تھا اب یہ عمل اجتہاد سے ہوگا۔

سابقہ شرائع میں نسخ انزال کتب کے ذریعہ ہوتی تھی اور یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہوتی تھیں جبکہ اجتہاد عمل بشر ہے حیرت کی بات ہے انبیاء مبعوث من اللہ کو مقابل آغا خوئی، آغا بروجردی، امام خمینی، ابوحنیفہ، مالک، انس اور شافعی کے برابر گردانا گیا۔ جو چیز عمل بشر ہو اللہ کی طرف سے نازل کتاب کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟ اسی طرح جو افراد مصون از خطاء نہ ہوں وہ انبیاء کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

۲۔ آپ نے فرمایا اجتہاد زندگی بشر میں نہیں کرنا بلکہ دین میں کرنا ہے۔

حالانکہ یہی مطالبہ مغرب اور مغرب نوازوں کا رہا ہے جو تبدیلیاں مسیحیوں کے لئے انھوں نے کیں اور جو بات آپ کہہ رہے ہیں ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ اجتہاد کے ذریعے جو تبدیلیاں دین میں لائیں گے انھیں کس سے نسبت دیں گے؟

اگر اللہ سے نسبت دیں گے تو جھوٹ ہوگا اور اگر بشر سے نسبت دیں گے تو اس کی حجت ہونے کی سند کیا پیش کریں گے؟

لکھتے ہیں ''اسلام کے دامن میں ایسے علماء کثرت سے پائے جاتے ہیں جو تالی تلو عصمت ہیں، عصمت کے قریب ہیں۔ شیخ مفید، طوسی، علم الھدیٰ سے امام خمینی تک ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں کہ جو پیغمبرانہ زندگیاں بسر کر کے دوسروں کے لیے اسوۂ زہد و تقویٰ رہ چکی ہیں''۔ شرط عصمت بد نیتی پر قائم ہے، آپ اس عصمت کو تحلیل کریں، یہ ناپ کس نے کیا ہے؟ یوں نہیں کہ معصومین سے بہت دور فاصلہ پر کھڑے ہوئے ہوں یہاں سے عصمت بھی کسبی ہے عصمت اگر عدم عصیان کا نام ہے تو یہ انسان کے لیے ممکن ہے لیکن اگر عصمت عدم خطاء ہے اس کا کسبی ہونا ناممکن ہے۔

آپ کی علماء سے شیعہ علماء مراد ہیں یا دیگر فرقوں کے علماء بھی مراد ہیں؟ اگر تنہا علماء شیعہ مراد ہے تو یہ ترجیح بلا مرجح ہوگی اگر دیگر فرقوں کے علماء بھی شامل ہیں تو یہ لوگ کیسے تالی تلو عصمت ہوں گے؟ دونوں نے بے معنی امامت اور خلافت کے چکر میں امت مسلمہ پر کفر و الحاد کو مسلط کیا۔

آپ جن علماء کو وارث انبیاء فرماتے ہیں وہ سب کے سب درباری علماء تھے شیخ صدوق، شیخ مفید و مرتضی اور طوسی یہ سب آل بویہ کے دربار میں ہوتے تھے، زیدی غلات سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں تمام سہولیات بادشاہی حاصل تھیں لیکن آپ کہتے ہیں ان کے دامن صاف تھے۔ دوسری طرف اہل سنت کے علماء بھی اسی طرح اکثر و بیشتر بنی عباس، مغل اور بعد میں عثمانیوں سلاجقہ کے درباری تھے۔ علامہ حلی اور نصیر الدین طوسی دونوں ہلاکو کے درباری تھے۔ صفویوں کے دور میں

علامہ مجلسی اوران کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی آپ ان کے وزارت مذہبی امور کے منصب پر فائز تھے اسی طرح ان کے مقابل میں ایک جماعت نجف میں تھی۔ حیرت ہے آپ ایسی واشگاف تاریخی غلطیاں کررہے ہیں۔

آپ علماء کو وارث انبیاء کہتے ہیں مثل انبیاء بغیر چوں و چراں ان کی تاسی کی بات کرتے ہیں۔آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے علماء تالی تلو عصمت کے حامل تھے لیکن چاہے آپ کے فرقے کے علماء ہوں یا دیگر فرق کے علماء یہ دعویٰ عالم خواب و خیال تصوراتی کا تو ہوسکتے ہیں عالم حقیقت اور واقعیت میں ایسی ذوات کا ممکن ہونا کسی غار میں ہی ہوسکتا ہے۔معاشرے میں انکے ہونے کی تائید نہ عقل عقلاء کرتی ہے نہ تجربے نے ثابت کیا ہے نہ قرآن سے ثابت ہے۔آپ کے بقول کثرت میں پائے جاتے ہیں لیکن اگر ایسا ہوتا تو قرآن ان کی طرف اشارہ کرتا جبکہ قرآن میں علماء کے کردار کی تنقیح کی گئی ہے۔

آپ نے خود ذکر فرمایا ہے دنیا بھی مانتی ہے کہ امام خمینی نے ایک زاہدانہ زندگی گزاری انفرادی طور پر صحیح ہے لیکن آپ کی رکاب کے صف اول میں رہنے والوں کی عیاشانہ زندگی بھی دنیا نے دیکھی ہے،آپ کے انقلابی علماء کی عیاشی دیکھ کر حضرت عثمان سے دفاع کرنے والوں کو بھی شرم آتی ہے۔کاش یہ لوگ اس وقت ہوتے تو حضرت عثمان بچ جاتے۔لہٰذا آپ کی جامعہ اوراس میں ہونے والی سیاست آپ کی اس منطق کی تائید نہیں کرتی ہے۔امام خمینی کوایک موقع ملا تھا کہ وہ خالص اسلام کی حکومت قائم کرتے لیکن آپ نے اسلام کے نفاذ کی بجائے فقہ جعفری کا نفاذ کیا،آپ اس فقہ جعفری کا امام صادق سے انتساب درست کریں۔

اسی طرح آپ علامہ اقبال کو اسوہ دائمی قرار دیتے ہیں اوران کے اسلام کی

تشہیر کررہے ہیں لیکن ان کی اسلام شناسی کا کوئی مصدر درس سامنے نہیں آیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی کتاب سامنے آئی کہ جس کے ذریعے ان کی مذہبیات کے بارے میں معلوم ہو سکے کہ انھوں نے مذہب کی تعلیم کس ذریعہ سے حاصل کی ہے۔ ہمارے سامنے ان کے اشعار ہیں جو کہ شاعر عوامی احساسات کے تحت انشاء کرتے ہیں لہٰذا ان کے بہت سے اشعار آیات قرآن کے خلاف ہونے کے ساتھ ان کے معبود ''علم جدید'' کے بھی خلاف ہیں، انکا سب سے خطرناک نظریہ انکار تصور ختم نبوت ہے۔

ا۔موقر استاد گرامی قدر سے سوال ہے جن علماء کو آپ نے وارث انبیاء تالی تلو عصمت بتایا ہے ان سے مراد تمام فرقوں کے علماء ہیں تو اس کا اعلان کریں، لیکن ایسا آپ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ دیگر فرقوں کے بارے میں آپکا جو غصہ ہے جس کی بنیاد پر آپ انھیں یہاں کے شہری بھی نہیں سمجھتے ہیں، اس لئے ولایت فقیہ پر اصرار کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی مراد تمام فرقے ہیں تو ان کے درمیان میں اختلاف فرق مسیحین سے چندان فرق نہیں رکھتا ہے۔لگتا تو ایسے کہ جلد ہی ایک اور نیقہ کانفرنس کے جیسی قرارداد پاس ہونے کا اعلان ہوسکتا ہے اگر آپ کی علماء سے مراد ۱۵ فیصد والے فرقے کے علماء ہیں تو خود ان کے بھی ۵۰ فرقے ہیں اور یہ سب بھی ولایت فقیہ کو نہیں مانتے ہیں۔

۲۔غیر انبیاء کی انبیاء سے مماثلت یا برتری کی بات فکر باطنیہ ہے یہاں سے انہوں نے آئمہ کو انبیاء سے افضل قرار دیا تھا۔

۳۔جن پر وحی ہوتی تھی اور جن پر وحی نہیں ہوتی اگر دونوں برابر ہوں گے تو وہاں وحی کی اہمیت گر جائے گی۔

۴۔ یہ کہنا کہ نبی کی جگہ علماء بھی وہی کام کریں جو انبیاء کرتے تھے تو نبوت کا تصور لغو ہو جائے گا۔

۵۔انبیاء کی عصمت و پاکیزگی کی بات قرآن میں آئی ہے لیکن آپ نے اپنے علماء کی عصمت کے بارے میں جو کہا ہے کہ ’’وہ عصمت سے زیادہ فاصلے پر نہیں‘‘ اس سلسلے میں بتائیں آپ کے ہزاروں علماء میں سے چاہے گزشتہ ہوں یا حاضر، ان میں سے کسی ایک ہی کا نام بتادیں تاکہ واضح ہو جائے وہ عصمت میں انبیاء کے برابر تھے یا قریب تھے یا کئی نمبر گرے ہوئے تھے۔

۶۔آغاز نبوت سے ختم نبوت تک کسی بھی نبی کا دوسرے نبی سے اختلاف نہیں تھا جبکہ مجتہدین میں سے دو بھی نہیں ملیں گے جن کے درمیان اختلاف نہ ہو۔مثال کے طور پر علماء کے خود اپنے ہی پہلے بیانات آخری بیانات سے مختلف ہوتے تھے چنانچہ امام شافعی کا بغداد اور مصر کا مذہب الگ الگ تھا امام مالک کا مدینہ اور بغداد میں مختلف تھا۔

۷۔جناب عالی آپ کو کسی فرد یا گروہ کی تعریف کرتے وقت خود ان شخصیات کی حیثیت امکان اثبات اور ان کی تاریخ کے صفحات سب سامنے رکھ کر تعریف کرنی چاہیے تھی ورنہ آپ پشیمان ہو جائیں گے چنانچہ ابھی تک ان کی طرف سے مجتہدین کی تعریف کا قلم چل رہا ہے کاش آپ نے ان کا دوسرا صفحہ بھی پلٹا یا ہوتا، آپ کی زبان سے یہ عقیدہ کبھی نہیں سنا کہ آئمہ اطہار سوائے حضرت محمدؐ کے تمام انبیاء سے افضل ہیں لیکن ’’آپ کی نبوت اکتسابی کے توسط سے نبوت الٰہی کی احتیاج ختم ہوسکتی ہے لیکن آئمہ سے بے نیازی نہیں ہوسکتی ہے‘‘ یہاں سے معلوم ہوا آپ کا عقیدہ بھی وہی ہے لیکن تقیہ کی خاطر اظہار نہیں فرما رہے۔

وضاحت طلب

ہم نے ذکر کیا کہ قرآن میں بتوں کی دو اقسام ہیں بت فلزیات و بت مادیات جنہیں جمادات کہتے ہیں مادہ جم کے رہتا ہے ایک جگہ سے حرکت نہیں کرتے ، جماد ایک جگہ رہنے والے کو کہتے ہیں جس میں دیکھنے سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے انھیں معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ان سے کیا چاہتے ہیں یا ان کے ساتھ کیا ہو رہا چنانچہ سرسری طور پر اس قسم کے بت بہت ہیں۔

دوسرا بت انسان ہے، جاہل عالم عباقر و نوابغ سب بغیر کسی استناد مطالبہ دلیل و برہان من و عن اس کی بات کو مانتے ہیں۔اسی کو بت پرستی کہتے ہیں چنانچہ یہود مدینہ نے رسول اللہ سے پوچھا ’’آپ کے قرآن میں ہمیں علماء کی بت پرستی کرنے والے کہا ہے، ہم تو ان کی عبادت نہیں کرتے‘‘ ﴿اتَّخَذُوا أَحْبارَهُمْ وَ رُهْبانَهُمْ أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ ما أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا إِلهاً واحِداً لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحانَهُ عَمَّا يُشْرِكُون.توبه. ۳۱﴾ تو فرمایا کہ ’’کیا تم ان کے جواب کے بارے میں دلیل پوچھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا نہیں‘‘ تو نبی کریم نے فرمایا یہی بت پرستی ہے۔اسے عرف متشرعہ میں تقلید کہتے ہیں تقلید کے بارے میں صانع خرافات میانوالی نے کہا اس سے ہمیں بہت فائدہ ہوا ہے۔اس قسم کے بت کی پرستش میں محراب میں عباء پوش منبر پر اچکن پوش جاہل سے لے کر مجتہد تک یاران باوفا نبی کریمؐ اور ان کے اہل بیت کی من و عن بغیر مطالبہ دلیل کے بات ماننے والے سب شامل ہیں۔لیکن ایک سوال باقی رہتا ہے جو ہر ذی شعور یا فلسفہ تراشوں کے ذہن میں آتا ہے کہ توحید کو زیادہ نقصان بت مادی نے پہنچایا ہے یا بت انسان نے؟ کس نے زیادہ تر انسانوں کو گمراہ کیا تو اس کا جواب عقلی ہے آپ

کسی سے بھی پوچھیں جامد اچھا ہے یا متحرک تو جواب ملے گا متحرک، تو شرک زیادہ متحرک ہی سے پھیلا ہے بت جامد تو بت انسان کی گڑیا ہے، ان کا چھوڑا ہوا جال و کشکول ہے جس سے یہ کھاتے ہیں، گویا انسانیت کو گمراہ کر کے استعمار کے ہاتھوں میں دینے والے سینما گھر آباد کرنے والے سیکولر اور الحاد جیسی بدبختی وشقاوت لانے والے یہ ہی بتان انسان ہیں۔ یہ انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے متشکل با اشکال ہوتے رہتے ہیں جیسے جنات اپنی اشکال بدلتے ہیں، کبھی امام جماعت وخطیب بنتے ہیں اور کبھی مجتہد ومفتی کی شکل میں مطالبہ اطاعت کرتے ہوئے کہتے ہیں تم لوگ جاہل ہو ہماری بات مانو جو ہم کہتے ہیں وہ کرو، اجتہاد کی بات گذر گئی پتہ چلا کہ اس میں بھی تدلیس و دھوکہ تھا اجتہاد کے بدنام ہونے کے بعد ایک اور لباس میں آئے ہیں تا کہ مسلمانوں کو سستے داموں کفریات فروخت کریں ان نئے لباس والوں کو متجدد دین کہتے ہیں، انھیں منافق بھی کہا جاسکتا ہے۔

امام خمینی آخری حجت نہیں ہیں

ہماری کتابوں پر اعتراضات اس وقت شروع ہوئے جب لوگوں نے کہا یہ بات امام خمینی نے تو نہیں کہی جو آپ کہہ رہے ہیں۔

۱۔اس سوال کے جواب میں سوال اٹھتا ہے کہ کیا امام خمینی نے تمام ایمانیات احکامات تاریخ تفسیر قرآن علم الحدیث پر بات کی ہے؟ عامر شعبی اپنے دور کے بڑے علماء میں سے تھے ایک عرب کا وفد آیا تو ایک جوان نے شعبی سے ایک سوال کیا تو شعبی نے طنزیہ انداز میں کہا میں نے ایسا سوال کہیں نہیں سنا ہے تو جوان نے کہا کیا آپ نے تمام مسائل سنے ہیں؟ شعبی نے کہا نہیں، تو جوان بولا پھر آپ اس کو ان میں شامل کریں اور جواب دیں۔

۲۔دنیا بھر میں کتاب وخطاب پر پابندی ہے صرف وہی لکھیں جو امام خمینی نے فرمایا ہے گویا نعوذ باللہ امام خمینی اللہ ہیں اور باقی سب ان کے رسول ہیں۔

۳۔اگر امام خمینی کسی حکم میں اشتباہ کریں تو سب کو خاموش رہنا چاہیئے امام خمینی نے کراچی، دبئ، واشنگٹن جیسے بڑے شہروں میں حد ترخص اپنے گھر کو قرار دیا، گھر سے روزہ توڑ سکتے ہیں حالانکہ نماز روزہ قصر مسافت سے نہیں خوف کی وجہ سے ہے۔اگر تردد کریں تو خیر نہیں پھر تو مرتد سے اوپر باغی طاغی ہوں گے۔ ہماری کیا حیثیت ہے ایران عراق کی جنگ کا جو خسارہ ایران نے دیکھا تھا جہاں امام خمینی نے فرمایا تھا ہم صدام کے ساتھ ایک میز پر نہیں بیٹھ سکتے ہیں صلح تو دور کی بات ہے مذاکرات کے لئے بھی نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔اس بات کے مقابل میں دیگران حتیٰ رئیس جمہوریہ رئیس مجلس شوریٰ کی بھی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن جنگ کے تمام نقصانات کا سارا دیہ بیچارے رفسنجانی پر آیا کہا کہ تم ہی یہ سارہ خسارہ ہمارے لئے لائے ہو، آخر میں ان کو کہنا پڑا ہم کیا کر سکتے تھے پوری ملت امام کے ساتھ جنگ جنگ تا پیروزی کا نعرہ لگا رہی تھی چنانچہ خود امام نے احساس کیا اور کہا صلح نامہ پر دستخط کر کے میں زہر کا گھونٹ پی رہا ہوں۔

جنگ کے بعد سانحہ مکہ پیش آیا تو امام نے فرمایا اگر چہ صدام کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں لیکن سعودی شاہ کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا چنانچہ آغائے خامنہ ای نے مہدی کروبی کے بعد آغائے سید احمد خمینی کو سرپرست حجاج نامزد کیا تو آغائے سراج موسوی نے ان سے کہا آپ فرزند امام خمینی ہیں اگر یہ منصب قبول کریں گے تو روح امام کے ساتھ خیانت ہوگی کیونکہ امام نے فرمایا تھا صدام کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں پر فہد کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا، مکہ مدینہ میں آپ کے سر کے اوپر فہد کا فوٹو ہوگا احمد

کی سمجھ میں آیا تو انکار کیا۔امام کے اس تند و تیز مؤقف کے بارے میں صالح نجف آبادی نے مسجد امام حسن عسکری میں شرح نہج البلاغہ کے موضوع پر درس میں کہا یہ جو امام نے فرمایا تھا ''صدام کے ساتھ مذاکرات نہیں کر سکتا'' یہ قابل تحلیل نہیں کیونکہ صدام ابوسفیان سے زیادہ برا نہیں، امام خمینی حضرت علی اور حضرت محمدؐ سے اونچے نہیں، حضرت علی اور امام حسن نے معاویہ سے مذاکرات کیے نبی کریمؐ نے عمائدین قریش سے مذاکرات کیے ہیں۔

افتخار بے مایہ

افتخار بے معنی و بے ہودہ جو نہ توانائی پیدا کرتا اور نہ ہی بھوک ختم کرتا ہے۔ یہ ساخت باطنیہ ہے جس کے آغاز و انجام دونوں دردناک عذاب سے دوچار ہیں۔
اس وقت علم دنیا مغرب والوں کے پاس ہے جن کا تکرار و اصرار ہے اس دین کو چھوڑو ہم سے ملو، ہمارے ساتھ چلو شاید بعض کو ان کی یہ بات سمجھ میں آ گئی اور وہ ان کے ملکوں میں چلے بھی گئے لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں گئے بلکہ یہاں سے بہت کچھ لے کر بھی گئے اور ہم جیسے چند بوڑھے نااہل و نالائق افراد کو گھر کی چوکیداری کے لئے یہاں چھوڑ گئے۔بعض مغرب والوں کے بارے میں کہتے ہیں تمہاری ایسی کی تیسی ایک زمانے میں تم لوگ جاہل و ان پڑھ تھے جبکہ ہم عالم تھے کتابیں پڑھیں فلاں فلاں عالم و سائنس دان ہم میں سے تھے لیکن افسوس کہ مسلمان دنیاوی لحاظ سے مفید سائنسی علوم میں مغرب سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں لیکن اب بھی اجساد بالیہ پر افتخار کرتے ہیں۔ مغرب والوں سے اس میدان میں شکست کھانے والے اب آپس میں لڑ پڑے ہیں سنی کہتے ہیں اس وقت تمہیں پتہ نہیں تھا اجتہاد کیا ہوتا ہے بلکہ تم لوگ تو اس کے خلاف کمر بستہ ہو کر لڑ رہے تھے دوسری طرف شیعہ سنیوں سے

کہتے ہیں گر چہ تم نے اس کو جنم دیا ہے پالا ہے ہم نے یہ اجتہاد تم سے سیکھا ہے لیکن بعد میں اس میں نمبر ہم نے بنائے ہیں، ہم نے اجتہاد میں لوہا منوایا ہے، ہم نے اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہونے دیا لہٰذا ہمارا اجتہاد اچھا ہے۔ غرض ان دونوں کی یہ شان اوران دونوں کی متنازع سبقت اورایک دوسرے سے زیادہ اچھا ہونے کی باتیں ختم ہوجائیں گی انھیں پتہ چلے گا تمہارا نہ آغاز اچھا ہے اور نہ انجام اچھا ہوگا۔

بحث اجتہاد اپنے اختتام کو پہنچنے کو ہے لیکن اچانک دل نے دھڑکن دی پوچھا کیا ہوگیا ہے آپ نے نظام اجتہاد کے ایک بڑے خاندان کا ذکر ہی نہیں کیا، حالانکہ اجتہاد مجتہد بنانے، مرجع تقلید بنانے کا کردار اسی خاندان کے سپرد ہے۔ جس کو بعض بزرگ علماء نے مجتہد ساز کہا ہے آپ نے اس خاندان کو بے چارے، لاوارث، بے سرپرست، ایتام، بیوہ، شوہر نادیدہ، طلاق شدہ یا عدہ وفات والی بیوہ سمجھ کر چھوڑا ہے۔ اب اس کا کوئی وارث نہیں جب کسی بھی شخص سے ایسا سلوک ہوگا وہ منتشر ہونگے۔ ان کے انتشار سے ملک وملت، دین وشریعت کو بہت سے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اب یہ علماء اعلام اپنی گزراوقات کیلئے پریشان حالی میں کفر والحاد خانوں پر بھی دستک دے رہے ہیں، کوئی نظام اشترا کی کو مساوات اسلامی کا نام دیکر ان میں خدمات انجام دے رہا ہے اور کوئی بے چارہ ہندوؤں کیلئے بھی عام مسلمانوں کی طرح بت پرستی کا خانہ بنوانا چاہتا ہے کہ وہ لوگ بے چارے ہیں حکومت اسلامیہ اپنے بجٹ سے مندر بنوا دے اور کوئی کہتا ہے کہ پیسے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے جہاں سے ملے لے لیں، پیسہ پیسہ ہوتا ہے جدھر سے ملے لے لیں کیا فرق پڑتا ہے۔ کوئی بڑے افتخار سے کہتا ہے ہماری گزراوقات امام حسین اوران کے خاندان پر کذب وافتراء باندھنے سے ہوتی ہے، اگر چہ جھوٹ

اور جگہوں پر جائز نہیں ہے لیکن عزاداری امام حسینؑ میں بولنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ علی نظری نے کہا ہے ''امام حسین سے متعلق بہت مواد ضائع ہوا ہے جو ہم بولتے ہیں ہم اسی میں حساب کرتے ہیں''۔کئی عالمی اسلام مخالف بجٹ سے مدرسہ وامام بارڑہ ومزارات بنارہے ہیں۔مراجع کی اس صنف کی سرپرستی نہ کرنے کی وجہ سے ان میں سے بہت لشکر تجدید اسلام میں بامید پکائی رضا کار بنتے ہیں۔اب یہ حضرات لوگوں کو شرعی سہولیات ، عام سفر میں نماز قصر، سکول کالج یونیورسٹیوں میں بے حجابی، مسلمانوں کیلئے ٹائی پہننے، ازدواج میں لڑکیوں کیلئے اپنی پسند کے مطابق شوہر انتخاب کرنے ،لڑکوں کو زواج سے پہلے اپنے محل تزئین دکھانے، باعزت گھرانوں کی خواتین سے نکاح مسیار یا متعہ کرنا جائز بتاتے ہیں۔

علماء کی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی صنف کی گزراوقات یا دیگران کی طرح ایک باعزت زندگی گزارنے کیلئے احادیث گھڑنا شروع کیں ہیں۔ایک عرصے سے متجددین کے دین کو فرسودہ، بیہودہ، بوسیدہ ،کہنہ پرست ،رجعت پسند کہنے کی وجہ سے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ لوگوں کو اپنی بات منوانے کیلئے ہمیں باعزت زندگی گزارنی چاہیئے اور باعزت گزارنے کیلئے ہمیں بھی مجتہدین کی سیرت اپنانا چاہیئے ،جس طرح انہوں نے امام غائب معدوم سے اپنے حق میں اپنی طرف سے مجتہدین کیلئے وکالت نامہ جعل کیا ہے ہمیں بھی ایسی روایات بنانی پڑیں گیں۔ چنانچہ مذہب ابوحنیفہ، امام شافعی ،امام مالک انہی جعلی احادیث سے رواج پایا ہے، انہی حدیث منسوب نبی کریمؐ میں ''میں اور میرے اہلبیت یا اصحاب کی پیروی سے ہی نجات ملے گی'' یا ''تمھارے درمیان میرے اہلبیت کو چھوڑے جارہا ہوں میرا اجر رسالت ان کو دینا'' جیسی روایات کی بھر مار ہے۔علماء نے بھی احادیث کی لمبی

فہرست بنائی ’’میری امت کے علماء بنی اسرائیل سے بہتر ہیں‘‘ ’’علماء کی قلم کی سیاہی خون شہداء سے بہتر ہے‘‘ ’’علماء وارث انبیاء ہیں‘‘ لیکن دین کے حافظ نہیں ہوتے ہیں ۔ علماء جاننے والے کو کہتے ہیں ،کس چیز کو جاننے والے؟ بیکٹیریا ، خنافس کو جاننے والے ،انگریزی زبان کو جاننے والے ، منی لانڈرنگ کو جاننے والے ، کمیشن کرپشن کو جاننے والے،جعلی ہبہ جعلی نکاح پڑھانے والے ،علوم افلاطون ارسطو پڑھنے والے،علم سیبویہ کیسانی پڑھنے والے، ملا سعد تفتازنی پڑھنے والے اصول فقہ،قرآن توڑ ، یا ناسخ قرآن پڑھنے والے،فقہ بلاسند پڑھنے والے، نبی کریمؐ پر افتراء باندھنے والے مغرب کے ساتھ والوں نے علم کو دین سے مختص کرنے پر چڑنے کی وجہ علم کی فضیلت عام بے بنیاد، فضائل جعل کر کے نبی کریمؐ پر افتراء باندھا ،غرض علماء کے مسائل کا حل حقیقت اور واقعیت گوئی میں ہے جھوٹ افتراء افک میں نہیں ہے پہلے اپنا نسب وحسب کا تعارف کرائیں آپ کس خاندان سے منتسب ہیں۔

اگر بفرض محال علماء وارث انبیاء ہیں جیسے یہود و مجوس مسیحیوں کے کہتے ہیں تب بھی مذاہب اسلامی کے علماء وارث خاتم الانبیاء نہیں ہو سکتے کیونکہ مذاہب کے علماء کے پاس جو علوم ہیں علوم محمدؐ نہیں ہیں چنانچہ مورس بکائی نے اپنی کتاب قرآن و اناجیل میں لکھا ہے مسیحین اور مسلمان اس نکتے پر اشتراک ہے کہ ان دونوں کے پاس اپنے نبی کی تعلیمات نہیں جو تعلیمات ان کے پاس ہیں وہ نبی کے دنیا سے گزرے دو سو تین سو سال کے بعد تدوین ہوئی ہیں۔آپ وارثین انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ انبیاء نے دین اللہ سے لیا ہے،انبیاء مبلغ دین اللہ ہیں وہ مبدع و مبتکر دین نہیں ، نبی کریم نے اپنے تکلمات لکھنے سے منع کیا تھا جبکہ مذاہب کے پاس دین

کے نام سے جو کچھ ہے وہ موسسین مذاہب کی قرار دادیں ہیں، اس کے بہت سے دلائل و براہین وقرائن وشواہد پائے جاتے ہیں۔

دین علماء وحکام کی گیند ہے۔

یہ بات یہ دعویٰ شرع وعقل کی میز پر قضاوت کے بعد عیاں ہوگا کہ دین حکام وعلماء کی گیند ہے یا نہیں اس کے لئے دو مرحلوں میں بحث و گفتگو اور استدلال و اقامہ براہین کی ضرورت ہے۔

امت مسلمہ کو لاحق مصائب ومشکلات، زبوں حالی و بدبختی، پسماندگی و ہزیمت خوری، زمین گیری و پراگندگی اور افتادگی وغنودگی وغیرہ کے اسباب وعلل و عوامل تلاش کرنے چاہیں کہ کس چیز سے امت اسلامی کو اس روزگار کا سامنا کرنا پڑا تو اس کا رشتہ وسرا اصول بلا اصول سے ملتا ہے یعنی اصول بلانسب بے پدر و مادر پر قائم کئے ہوئے ہیں اس کا واضح وآشکار نمونہ تقلید ہے۔ مذاہب کا پورا ڈھانچہ تقلید پر قائم ہے۔ اجتہاد کو پروان چڑھانے کیلئے کتنے اندھے بہرے کانے بے چوں و چرا والے مقلدین علم دین پر جیت گئے، صاحب مدینۃ العلم کے موالی تمام فرسودگیاں قدیم و بت پرستی جدید بت کی شکل میں پرستش کرتے ہیں۔ ماہرین اجتہاد سازوں کا کہنا ہے اجتہاد کیلئے چنداں علم کی ضرورت نہیں بلکہ کوئی صاحب مال و دولت حکومت وقت یا ارباب صنعت وتجارت اس کی پشت پر ہونا عندو شرط ضروری ہے۔ بہر حال مجتہد علم و دیانت سے نہیں۔ مال و دولت کے مالک حضرت مستطاب محترم تقلید کے رحم و کرم سے زندہ ہے، اس کیلئے دلائل و براہین کی قلت و بحران کا سوال نہیں ہوتا ہے اجتہاد و تقلید دونوں کا محور ہی دین سے مبارزہ و مقابلہ مقارنہ پر قائم ہے، جس کا واضح ثبوت امام حسین کے نام سے عزاداری ہے جن کو کل

دین وشریعت محمد وقرآن کے خلاف اجازت انہی مجتہدین تالی تلو عصمت والوں کے فتاویٰ پر قائم ودائم ہے۔آغا نائنی تا الیٰ یومنا ہذا تک سب کا ایک ہی فتویٰ ہے اسلام کے آئین کے تحت تو جائز نہیں لیکن یہاں ہم اپنے دین کو گروی رکھ کر اجازت دیتے ہیں۔ابھی تک تربت امام حسین کی تحریک کہ جو تبدیلی قبلہ اور حج کی خاطر وجود میں آئی ہے اس کی اہانت کرنے والے کے جان،ناموس،مال سب حکم غنیمت رکھتا ہے۔

اما دین علماء اور حکام کی گیند ہونے کی وضاحت میں پہلے علماء کا گیند ہونا بیان کریں گے لیکن پہلے خود علماء کی کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔علماء دو قسم کے ہوتے ہیں،ایک علماء اسلام یہ گروہ دور راشدین کے بعد سے نایاب اور مجہول التشخص ہے۔میں یہ کہتا ہوں ''علماء کو مخالف حکومت ہونا چاہیئے'' اس کی کوئی منطق نہیں بنتی،بنی امیہ کے بعض سلاطین بھی شریعت کا خیال رکھتے تھے لیکن علماء کو حکومتوں کے غیر اسلامی اقدامات کی تائید و جواز کا فتویٰ بھی نہیں دینا چاہیئے، حکومتوں کو غلط مشورہ بھی نہیں دینا چاہیئے۔علماء جاکر حکمرانوں کو بتاتے تھے کہ قیامت کے دن آپ کو استثنا ہے استفتاء ہوگا لیکن آپ ڈریں ناں وسائل و ذرائع سے استفادہ کریں۔ابو یوسف قاضی ہارون الرشید نے جو فتاویٰ ان کی عیاشی کے بارے میں دیا ہے اس پر آسمان روتا ہے۔حکومت ہلاکو میں اعلیٰ منصب پر بیٹھنے والے علماء اور ہمارے ملک میں سیکولروں کے رد قرآن اقدامات کو کندھا دینے والے یہ سب اسلام کے خلاف حکومت کی حمایت کرتے ہیں۔اما خود قرآن کریم، اسوۂ حضرت محمدؐ کے خلاف فقہ صحابہ واہلبیت بنانے والے کو علماء اسلام نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ مقابل قرآن بنایا ہے۔

اگر سر بلندی اسلام علماء کا ہدف و غایت نہ ہوتو یقیناً ان کا ہدف دنیاوی زندگی کا عیش وعشرت ہی ہوگا، اس صورت میں علماء دو گروہوں میں سے ایک کی نوکری میں جانا ناگزیر ہوگا۔

۱۔علاقائی وملکی حکومت میں جائیں یا ارباب صنعت وتجارت والوں کی سر پرستی میں جائیں۔عام طور پر ارباب دولت ملک میں یکساں نہیں ہوتے ہیں، ایک حکومتی حامی ہوتا ہے لہٰذا وہ عالم جو اس سرمایہ دار کے حامی ہیں ایک واسطہ سے حکومت کے اندر ہی ہوں گے۔

۲۔دوسرا حکومت مخالف کی سر پرستی ہے اس صورت میں علماء حکومت کے ناقد ہوں گے۔بہر حال دونوں صورت میں وہ دین کی بات نہیں کرنے دیں گے۔ اسلام میں دور راشدین کے بعد ایسے علماء جن کا ہدف و غایت خالص سر بلندی اسلام ہو پیدا ہونا ناممکن ہے۔

علماء اگر حکومت کے اندر ہوں تو حکومت کے وظائف خواروں میں شمار ہوں گے جن علماء کو حکومت میں مقام و منصب ملا وہ صاحبان عزت و دولت وثروت ہونے کے ساتھ بلند و بالا مقام کے حامل سمجھے جانے لگے لہٰذا زیادہ تر رعایا انہی علماء کے تابع ہوتی ہے۔

حکومت سے باہر رہنے والے علماء دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے، ان میں جو علم و قابلیت اور لیاقت وصلاحیت کے حامل تھے انھیں سرکاری طور پر رعایت یافتہ علماء کی چشم بد لگنے سے وہ مقام نہیں ملا لہٰذا انہوں نے سرکار کے ماتحت دینی خدمات انجام دینے والے علماء کو مطعون کیا اور مشکوک بنایا اور انہیں نا قابل اعتماد و نا قابل اتباع قرار دیا ہے۔چنانچہ آغائے شیخ مہدی خالصی ،شیخ محمد حسین کاشف

الغطاء،عبدالکریم زنجانی حکومت حامی ہونے کی وجہ سے مطعون تھے۔

دوسرا گروہ وہ تھا جنہیں ان کی عدم قابلیت اور عدم اہلیت کی بنیاد پر یہ مقام نہیں ملا تھا لہذا امت میں بھی ان کا کوئی مقام نہیں تھا یہ دونوں مل کے حکومت مخالف علماء بنے ہیں ۔یہ ایک حقیقت ہے لہذا علماء کا ایک بڑا طبقہ حکومت کے دائرے سے باہر تھا حکومت ان کو محدود بھی نہیں کرسکتی تھی اوران کی آزادی حکومت کے لئے خطرہ بھی تھی۔اب زیادہ خرابی کس طرف سے ہے اوراس کا حل کیا ہے ابھی تک نہیں نکلا ہے۔ابھی تک یہی صورتحال ہے کہ سرکارنواز علماء عیش وعشرت میں ہیں اور سرکار مخالف علماء کے لیے بدبختی و ذلت وخواری ہے۔علماء چاہے حکومت کے حامی ہوں یا ارباب مال ودولت کے حامی ہوں دونوں صورت میں وہ دین پر قائم رہ سکتے ہیں کیونکہ ارباب دولت بھی کسی نہ کسی طرح حکومت کے حامی ہوتے ہیں،ان کے پاس مال ودولت جمع کسی طاقت کسی مشن کی سرپرستی میں ہوتی ہے۔ارباب مال ودولت کسی صورت دین کی سربلندی نہیں چاہتے تاکہ ان کے پاس موجود مال ودولت کا کوئی نہ پوچھے۔یہاں ملت بھی دوگروہوں میں بٹ جاتی ہے حکومت مخالف ان علماء سے ملتے جوحکومت مخالف ہیں اورحکومت کے حامی عوام حکومتی علماء سے ملتے تھے۔یہاں ازروئے قرآن وسنت علماء کی کیا مسئولیت و ذمہ داری بنتی ہے وہ خودکواللہ کے حضور میں رکھ کراس مسئلہ کوکس طرح حل کرسکتے ہیں اس کی تشخیص کرنا ضروری ہے۔

۱۔وہ اپنی پہلی ترجیحات میں حکومت مخالف گروہ سے مل کر مسئلے کا حل تلاش کریں۔

۲۔حکومت موافق گروہ میں رہ کر مسئلے کا حل تلاش کریں۔

۳۔ ادائے فرض کے لحاظ سے ان کی کیا ذمہ داری بنتی ہے اس کی تشخیص کریں۔

ا۔ حکومت کو ذمہ دار ٹھہرانا اقلیت کی طاقت سے باہر ہے کیونکہ حکومت طاقت و قدرت کے نشے میں ہوتی ہے۔

۲۔ وہ اس حکومت کو عوام کی طرف سے اپنے پاس امانت نہیں سمجھتے۔

۳۔ وہ اپنی حکومت کو اللہ کی امانت بھی نہیں سمجھتے لہٰذا وہ کسی کے امر و نہی اور نصیحت کے پابند نہیں ہوتے ہیں ان کو پہلی ترجیح میں حکومت چاہیے ہوتی ہے۔

۴۔ تاریخ علماء میں آپ کو ایک بڑا طبقہ ایسا بھی ملے گا جنہوں نے حکومت مخالف یا حکومت نواز علماء سے ہٹ کر اپنے لیے ایک الگ ذمہ داری جعل کی ہے گویا ایک الگ مملکت کھولی ہو۔ وہ نہ حکومت کی مخالفت میں اٹھے اور نہ حکومت نواز بنے۔ آپ کو اس سلسلہ میں تاریخ میں بڑے بڑے نام ور علماء ملیں گے مثلا ابو موسیٰ اشعری، حسن بصری اور احمد بن حنبل وغیرہ اور اس سے نیچے آ کے انہوں نے اپنی حکومت محدود پیمانے پر مساجد اور درسگاہوں میں بنائی ہے۔ کیا یہ لوگ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو گئے ہیں یا نہیں یا وہ اس سے سکبدوش ہو گئے ہیں؟ اس تناظر میں آپ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ جن علماء نے حکومت مخالفت کا پرچم بلند کیا وہ حکومتوں کی طرف سے اذیت و آزار، زندان و شکنجے اور موت کے مستحق قرار پائے ہیں۔ یہاں سے حکومت مخالف علماء دو گروہوں میں بٹ گئے بعض نے اپنی مخالفت کو باقی رکھا ان میں امام ابوحنیفہ آتے ہیں جنہوں نے مخالفت جاری رکھتے ہوئے جان دے دی۔

۲۔ جن علماء نے مخالفت چھوڑ کر حکومت کا ساتھ دیا ان میں امام مالک، امام

شافعی اور سفیان ثوری آتے ہیں۔

علماء کا خاندانی تعارف

علماء کس خاندان سے انتساب رکھتے ہیں؟ معلوم ہے کہ وہ علم کے خاندان سے انتساب رکھتے ہیں۔لیکن یہ تعریف ناقص ہے،علم اپنی جگہ نکرہ ہے مصادیق کثیرہ رکھتا ہے۔علم کی بہت سی انواع ہیں اور ہر علم رکھنے والے محترم نظر نہیں آتے ہیں،موچی درزی کمہار علم تو رکھتے ہیں لیکن محترم نہیں گردانے جاتے ہیں۔جس طرح انسان پھیلے ہیں علم بھی پھیلا ہے مثلاً زمان نوح میں کل غرق شدہ ونجات یافتہ دو کشتی نشین کے برابر تھے فرض کریں ایک کشتی کے برابر تعداد میں غرق ہوئے تو کتنے کشتی میں بچ گئے؟ ہمارے نبی کریم کے دور میں شاید انسان کی تعداد اگر سو ملیون تھی تو آج ساڑھے آٹھ ارب سے گزر گئے ہیں۔علم بھی اسی طرح ہے دوسری صدی میں کل علم صرف ونحو تھا،اس کے بعد علم معانی ،بیان، بدیع وجود میں آئے صرف علوم عربی کے کتنے بڑے خاندان بنے ہیں ۔ہمارے ملک کے علماء کا انتساب علم کے کونسے خاندان سے ملتا ہے معلوم ہے یہ علوم عربی، علم فقہ، علم اصول اور فقہ سے ہے،ان چاروں علوم کا رشتہ اسلام سے انتساب عارضی ہے ان علوم کا رشتہ اسلام سے لحیق ولصیق ہے۔جس طرح فارسی ،رومی ،ترکی اور ہندی ،قریشی، اموی یا عباسی جیسے عربی بنتے تھے۔علم فقہ کا مبتکر ابوحنیفہ، اصول فقہ کا مبتکر محمد بن ادریس ہے اور منطق کا مبتکر ارسطو ہے لہٰذا علماء حضرات کا انتساب علم دین سے نہیں ہے کیونکہ ان تمام علوم کا دین سے کوئی رشتہ نظر نہیں آتا ہے، دین کا انتساب اللہ سے ہے، دین قرآن ہے، قرآن کا رشتہ زندہ سے تو نظر نہیں آتا بلکہ مردوں سے کبھی کبھی نظر آتا ہے۔آپ اپنے خاندان کا انتساب درست کریں۔

اگلا مرحلہ انتساب کسبی ہے آپ کا کسب کیا ہے؟ انسان کو اس دنیا میں وہی ملتا ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کماتے ہیں ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ﴾ انسان کو وہی ملتا ہے جو وہ کسب کرتا ہے۔ ماہی گیر دریا وسمندر میں غواصی کرتے ہیں اور کیا گیا شکار بازار میں فروخت کر کے قیمت جیب میں ڈالتے ہیں۔ کوئی بازار میں مزدوری کرتا ہے، کوئی اشیاء فروخت کرتا ہے، کوئی کاشت کاری کرتا ہے، زمینداری کرتا ہے، زمیندار، شجر کار اپنے کسب کا تین چار مہینے انتظار کرتا ہے، کوئی ڈرائیوری کرتا ہے شام کو پیسہ لاتا ہے۔

سکولوں سے فارغ ہونے والے اپنی ڈگری لے کر دفتروں، کمپنیوں میں ملازمت تلاش کرتے ہیں ملنے پر آرام سے کام کرتے ہیں سوائے شاذ ونادر جن کو نوکری نہیں ملتی ہے وہ معاشرے میں فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں ہنگامہ کرتے ہیں نوکری یا سیاست میں انتخاب ہونے کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے علماء کے علم کا عوام میں کوئی خریدار نہیں۔ سادات کے خاندان کے دو بھائی تھے ایک ملک میں ذاکری کرتے تھے وہ مجلس کیلئے لوائج الاحزان سے مجلس پڑھتے تھے اس کو دیکھ کر مجلس پڑھتے تھے، دوسرا بھائی حوزے سے پڑھ کے آئے، اس نے مجلس پڑھنے کیلئے بھائی کی کتاب کو پڑھنا شروع کیا جب بھائی نے دیکھا اب مجلس وہ پڑھ رہا ہے تو اس نے کہا آپ کی کتابیں عربی فارسی میں ہیں مجھے پڑھنا نہیں آتیں ، آپ اگر میری کتاب پڑھ کر مجلس پڑھیں گے تو ہم کہاں جائیں کیا پڑھیں؟ علماء حوزات سے واپس آ کر ملک میں رائج فضائل مصائب کو عباء قبا میں پڑھتے ہیں۔

یہ تو ہر کس وناکس جانتے ہیں علم کا خاندان اب شاید ملیون بلیون سے تجاوز کر گئے ہوں گے ان میں سے بعض دین سے جنگ پر اترے ہیں ان کا کہنا ہے "یہاں

علم رہیں گے یا دین'' دونوں نہیں رہ سکتے ہیں الغرض خاندان ملیون کے قریب یا اس سے تجاوز کر گئے ہیں۔

علماء کی گزر اوقات

یہ کون فیصلہ کریگا علماء کی معیشت کا بندوبست ہونا چاہیے اور کہاں سے ہونا چاہیے۔

ا۔خود علماء مطالبہ کریں ہماری معیشت کا بندوبست کریں کتنا دیں گے؟ طے کریں۔ یہ کاروبار ہوگا یہ آیات نفی اجرت کے خلاف ہیں۔

اجر رسالت علی رب العالمین

﴿وَ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلى رَبِّ الْعالَمين الشعراء. ۱۰۹﴾

﴿وَ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلى رَبِّ الْعالَمينَ ،الشعراء.۱۲۷﴾

﴿وَ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلى رَبِّ الْعالَمينَ. الشعراء. ۱۴۵﴾

﴿وَ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلى رَبِّ الْعالَمين. الشعراء. ۱۶۴﴾

﴿وَ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلى رَبِّ الْعالَمينَ .الشعراء. ۱۸۰﴾

﴿قُلْ ما سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ شَهيد. سباء.۴۷﴾

﴿قُلْ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَ ما أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفين. ص. ۸۶﴾
﴿قُلْ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلى رَبِّهِ سَبيلاً ،فرقان. ۵۷﴾

۲۔عوام خودانصاف کریں ،عوام انصاف سے دیں،عوام اس کوکس مد میں دیں؟ بعض بے دین ہیں، وہ کیوں دعوت دین کرنے کا خرچہ دیں؟ بعض کی گنجائش نہیں۔علماء کی معاشی زندگی کے ذمہ دارکسی بھی حوالے سے عوام نہیں۔

۳۔حکومت معین کریں،کونسی حکومت کی ذمہ داری ہے؟ سیکولر، دین کے خاتمے کا منصوبہ رکھنے والی حکومت کے ذمہ ہے؟ وہ خودآپ کے پاس موجود بچے کچھے درآمد پر قبضہ کرنے پر تلے رہتے ہیں چنانچہ زکوۃ پرانہوں نے قبضہ کیا ہے۔وہ تونہیں چاہیں گےلوگ دیندار ہوجائیں۔

۴۔مجتہدین بندوبست کریں۔وہ کیوں دیں ان کی ذمہ داری نہیں بنتی۔

۵۔قرآن میں جن کی مصارف کا ذکرآیاہےان میں علماء کا ذکرنہیں آیا ہے۔

اس وقت دین پر بحث کرنے کے اسباب ووجوہات علماء کا معاشی مسئلہ ہے، اس وجہ سے امور دین افراط وتفریط کا شکار ہورہے ہیں۔بعض علماء وزراء مملکت جیسا پروٹوکول سے چلتے ہیں جبکہ بعض ذریعہ معاش کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے حوزات و مدارس سے نکلنے کیلئے تیارنہیں بعض حوزات و مدارس والوں کی عبائیں دیکھ کراپنے گزراوقات چھوڑ کروہاں جاتا ہے۔یقیناً علماء بھی عام آدمیوں جیسی احتیاج طعام رکھتے ہیں وہ کیا کھائیں؟ یہ مسئلہ حل ہونا چاہتے تھالیکن اس کا فارمولانہیں بن پارہاہےسوچنا چاہیئے پہلے فارمولا بنائیں جس طرح مجتہدین نے بنایااس کے مفروضات بنائیں اور ہرایک پر بحث کریں تجزیہ وتحلیل کریں۔

۱۔ ہر ایک شخص اپنی گذر اوقات خود حل کریں مختصر سا روزگار تلاش کریں وقت تقسیم کریں کچھ وقت روزگار کے لئے دیں باقی ترویج دین میں لگائیں اس میں کیا مشکلات ہیں؟ قباحتیں ہیں اور کیا مثبت چیزیں ہیں؟

۲۔ لوگوں سے کہیں علماء کے روزگار کا بندوبست کریں یہاں پہلے مرحلے میں علماء کا تعین ہونا ضروری ہے۔

جب علم پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوا تو غصہ رسول اللہ پر نکالا، ہم ان کے وارث ہیں اب بتاؤ خود ان کے نسبی وارثین کا شریعت میں کیا مقام ہے آپ تو لصیقی مقام کے مدعی ہیں، کس نے کہا ہے علم کی کوئی فضیلت ہے؟ علم کی فضیلت ''علم بمقابل دین'' لانے والوں نے دین پر برتری دینے کیلئے گھڑی ہے۔

نصرانیوں کے پاس علم:

تاریخ یورپ میں ایک دور قرون وسطیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی قرون وسطیٰ وہ دور تھا جہاں یورپ میں نور علم ناپید تھا یہ ان کا تاریک دور تھا اور اس وقت کی مشرق زمین سے آفتاب علم طلوع ہوتا تھا اور مغرب کے ظلمت کدوں تک علم کی شعاعیں پہنچیں اور پھر انہوں نے ترقی کی لہٰذا یورپ کے تمدن کو مرہون دین نہیں کہہ سکتے کیونکہ دین ان کے پاس ترقی وتمدن کا وسیلہ نہیں تھا اور جب ان کے پاس علم آیا تو یورپ ترقی وتمدن کا علمبردار بن گیا لہٰذا علم اہل نصاریٰ کے پاس غایت و مقصد ہے۔ زمین مشرق یا اسلامی ملکوں میں موجود تمدن دینی تھا، دین نے انہیں تمدن دیا ہے۔ تمام مدارس ارسالیات کا منشور اور غایت پہلے مرحلے میں نصرانی بتایا جاتا ہے حتیٰ وہ افراد جو ہمارے ملکوں میں مدعیٰ علمانیت رکھتے ہیں وہ اپنے اندر نصرانیت کے عزائم رکھتے ہیں چنانچہ مستشرق ہنری ہریس نے لکھا ہے ہم اللہ کے

حضور میں دعائے خاضع کرتے ہیں اور وہ جوان جنہوں نے ہمارے کالجوں میں داخلہ لیا ہے جن میں دین آیا ہے تعلیمی مدارس ارسالیات میں واسطہ ہیں ان کی غایت لوگوں کو مسیحیوں کی طرف قیادت ورہنمائی کرنا ہے تا کہ یہ لوگ بحیثیت مسیحی اٹھیں چنانچہ مستشرق ہنری کے مطابق مدارس ارسالیات میں داخلہ مبشرین کی کامیابی ہے لہٰذا انجیل ہمارے نصاب میں شامل ہے۔ مدارس کا مقصد نسل نو کا تعلیم مسیحی حاصل کرنا ہے تا کہ یہ لوگ ایک دن اپنے ملک میں قیادت سنبھالیں۔ مبشرین کی تعلیمی پالیسی اس سلسلہ میں تغیر نا پذیر ہے چنانچہ مسٹر بروز جو ۱۹۴۸ء میں بیروت یونیورسٹی کا چانسلر بن کر آیا وہ کہتا تھا دلیل نے ثابت کیا ہے کہ تعلیم بہت قیمتی وسیلہ ہے جسے مبشرین امریکہ نے شام ولبنان کو مسیحی بنانے کے لئے استعمال کیا ہے لہٰذا کلیہ بروستانی کو چاہیے کہ وہ کالج کا رئیس مبشرین ارسالیات سے انتخاب کرے۔ ۱۹۳۵ء میں قدس میں ایک کانفرنس مبشرین کی طرف سے منعقد ہوئی جس میں انہوں نے کہا عقیدہ مسیحی کو طلاب کے ذہنوں میں کاشت کرنے کے لیے تعلیم ایک قیمتی وسیلہ ہے کتاب تبشیر واستعمار ص ٦٦۔

اسلام میں عقل کا مقام:

اگر اسلام میں عقل کا مقام دیکھنا ہو تو دعوت اسلام کے ہر موڑ پر عقل سے استمداد استحکام کرنے کی ہدایت ملے گی۔ آئیں دیکھتے ہیں قرآن میں کہاں کہاں دعوت بہ عقل دی گئی ہے:

ا۔ سب سے پہلے اللہ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے کائنات میں اس کی نشانیوں پر تدبر و تفکر کرنے کے لیے ن پیپے ٦ عقل کو دوڑانے کی دعوت دی ہے جیسا کہ بہت جگہ آپ کو ملے گا ''**لعلكم تعقلون، لقوم يتفكرون، لقوم**

یـفـقـهـون'' یہ باتیں صاحب عقل صاحب تفقہ صاحب رائے والے سمجھتے ہیں۔ سورہ ص آیت ۲۹ میں فرمایا ہے یہ قرآن اس لئے نازل کیا ہے تا کہ تم تفکر کرو سورہ ہود آیت ۱۳۱ طور آیت ۳۴ میں عقل کو دعوت دی ہے، انسان اپنی ذات میں آسمان و زمین اور ان کے درمیان موجود خلائق پر غور کریں سورہ روم آیت ۸ جان کے نقصان پر قصاص لینا عقل پر مبنی ہے سورہ بقرہ آیت ۱۷۹ سورہ انعام آیت ۱۱ سورہ انعام آیت ۶۔

۲۔اس حیات دنیا کی طرف دیکھو تعقل کرو غور کرو کس طرح یہ آتی ہے جاتی ہے سورہ کہف آیت ۴۵۔

۳۔دنیا میں آپ کو ایسے دین یا تمدن والے نہیں ملیں گے جو اسلام سے زیادہ عقل پر اعتماد کرتے ہوں، عقل پر بھروسہ کرتے ہوں، عقل پر ناز کرتے ہوں، عقل پر فخر کرتے ہوں، عقلاء سے مباحثہ ومناظرہ کرو، عقل منطق قرآن میں وہ ہے جو کائنات کے ساتھ زندگی کے ساتھ دوش بدوش حرکت میں رہتی ہے، قرآن ہی عقل کو دعوت دیتا ہے کہ حقیقت اور واقعیت آسمان و زمین پر غور کرے طبیعت کے اسرار تک جائے۔قرآن فرماتا ہے یہ قرآن صاحب عقل کے لئے اللہ کی نشانی ہے، صاحبان تدبر کے لئے اللہ کی نشانی ہے، عقل ہی آیات قرآن سمجھنے کے لئے مددگار ہے۔قرآن تمدن حضارۃ علم و عقل ہے، ایمان مشاہدہ کائنات وطبیعت سے تقویت لیتا ہے، شجاعت وشہامت اور جرأت وسخاوت عقل سے پیدا ہوتی ہے، عقل ہی سے انسان ما سوائے اللہ سے رہائی لیتا ہے، آیات قرآن کریم انسانی قلب کو خضوع غیر اللہ سے آزادی دلاتی ہیں۔

۴۔صرف عقل کو حاکم بنانے کی دعوت کو باطل قرار دینے سے پہلے ضروری

ہے کہ یہ دیکھیں کہ عقل کسے کہتے ہیں اور دین اسلام میں عقل کا کیا مقام ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مشرکین کو دعوت دی کہ وہ عقل کو حاکم بنائیں اپنے جامد مادے کی پرستش نہ کریں جو کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں یا سورہ حجرات آیت ۱۴ میں جو افراد پراگنندہ منتشر رہے ہیں اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں کا ذکر آیا ہے سورہ حشر آیت ۱۴ یا جو غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں سورہ انبیاء آیت ۶۷ سورہ بقرہ آیت ۴۴۔۷۶ آل عمران ۶۵ انعام ۳۲ ان میں عقل کی بات نہ ماننے والوں کی مذمت کی ہے جہنم میں جانے والے جہنم جانے کی وجہ بتائیں گے کہ وہ عقل سے ہدایت نہیں لیتے تھے سورہ ملک آیت ۱۰۔

عقل کے مقام غیر محدود کو مسترد یا عقل کو بالکل معطل کرنے والوں کو رد کرنے کی کیا منطق ہے اس کی بھی منطق اور دلیل ہونی چاہیے کیونکہ دنیا میں باطل افکار والحاد پھیلانے والے سارے عقل ہی کو بنیاد بنا کر پیش کرتے ہیں۔ عقل کو وحی اور تجربات سے الگ ایک ممتاز ومنفرد مقام دینے سے زندگی عقلیات سے ہٹ کر غیر عقلیات میں پھنس جاتی ہے اور عقل خود اپنی جگہ جام ہو جاتا ہے۔ جس کی مثال حوزات علمیہ کا نصاب ہے سابق زمانے میں اس کا آغاز کتاب معالم الاصول سے ہوتا تھا اس کے ختم ہونے کے بعد کتاب قوانین الاصول پڑھاتے تھے، اس کے ختم ہونے کے بعد رسائل شیخ انصاری اور اس کے ختم ہونے کے بعد دو جلد اصول تنقید اس کے ختم ہونے کے بعد پانچ دس سال کتاب سے خارج پڑھاتے ہیں، اس کے بعد کوئی مجتہد کے درجہ پر فائز ہوتا ہے کوئی دور جاتا ہے، دونوں کا مستقبل تاریک ہے واضح نہیں ہے جو اچھے پڑھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ان دس پندرہ سالوں میں عالم بن جاتے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے مدعی کو عوام الناس میں زبان وقلم سے پیش نہیں

کر سکتے حتیٰ سادہ سادہ انداز میں بھی پیش نہیں کر سکتے وہ کسی کے کام کے نہیں وہ کسی بھی خلاء کو پر نہیں کر سکتے ، اگر کر سکتے ہیں تو کسی عوامی اجتماع میں کر کے دکھائیں کیا اس کو عقلیات کہیں گے یا عقل میں غلو گرائی کہیں گے۔

پہلے عقل:

قرآن کریم میں انسان کے لئے دو قسم کی عقل بتائی گئی ہے:

۱۔عقل غریزی ۲۔عقل کسبی

عقل غریزی اللہ نے تمام انسانوں کو دی ہے اور جس کو یہ عقل نہیں دی اس سے اوامر ونواہی ساقط ہے، اللہ کے اوامر ونواہی عقل انسان پر لاگو ہونے کے لئے اس عقل کا ہونا ضروری ہے، جس طرح ماہر معمار گھر کی بنیاد رکھتے وقت ایک اینٹ رکھتے ہیں اس کے اوپر مال اور دیگر اینٹ رکھتے ہیں۔اسی طرح جہاں عقل کا فقدان ہو تو اسے طفل کہتے ہیں بچہ نومولود یا دیوانہ کہتے ہیں اور اسی طرح عقل کھو جائے تو اسے مجنون کہتے ہیں۔اللہ کے اوامر ونواہی بالغ ہونے اور جنون سے افاقہ ہونے کے بعد لاگو ہوتے ہیں اس کو عقل موھونی فطری بھی کہتے ہیں اس پر احکامات لاگو ہوتے ہیں، ترقی کے منازل یہاں سے چلتے ہیں۔یہ عقل چھوٹے بڑے عالم وجاہل تجربہ کار نا تجربہ کار شہری ودیہاتی مرد وعورت میں یکساں پائی جاتی ہے۔قرآن کریم میں تعقل چھوڑنے والوں کی مذمت آئی ہے اس عقل سے مراد یہ عقل ہے۔

دوسری عقل تعلیمی واکتسابی ہے جو علم سے بڑھتی ہے۔علم سے عقل بڑھتی ہے اور عقل سے علم پیدا ہوتا ہے، یہاں سے عقل وعلم میں توالد شروع ہوا ہے۔اللہ کے وجود کی طرف رہنمائی یا پیغمبری عقل سے ہے اللہ کی طرف سے ہدایت کو ضروری

عقل گردانا ہے اللہ کی طرف سے آنے والی ہدایت کو رد کرنا اور ہادی کو رد کرنا اس کیلئے ناممکن گردانا ہے عقل کا کردار دین میں اس حد تک ہے۔اس کے بعد وحی کا دور شروع ہوتا ہے، وحی کا دور وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں عقل بیٹھ جاتی ہے جس طرح ابرہہ کا ہاتھی بیٹھ گیا تھا۔ یہاں سے وحی شروع ہوتی ہے لیکن وحی کا پایا جانا ہوا میں غبار نہیں بلکہ عقل کی اینٹ پر رکھا گیا ہے۔اس کتاب کو ماننا پڑے گا چونکہ اس کو رد کرنے کا آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ اگر ہوتا تو آپ رد کر دیتے چنانچہ رد ناممکن ہونے کے بعد عقل نے وہاں ہتھیار ڈالے ہیں۔ عقل یہ نہیں کہتی کہ اللہ کی عبادت قیام ورکوع وسجود سے کریں عقل یہ نہیں کہتی ہے کہ کھانا چھوڑ کے عبادت کریں عقل یہ نہیں کہتی کہ سرکس میں گردش کریں عقل یہ نہیں کہتی کہ یہ کام عقل کا ہے نہ اس کی شکل وفعل کو درک کرتے ہیں نہ اسکے مستر د کرنے کو عقل درک کرتی ہے یہ عبادات ہیں۔عبادات کے بعد آپ کے پاس دواور میدان ہیں:

ا۔ایک میدان طبیعت ہے کائنات ہے ایک انسان ان دشت و بیابان اور پہاڑوں میں سے کسی حد تک کو اپنے قبضے میں رکھ سکتا ہے اپنا مقبوضہ بنا سکتا ہے۔

۲۔دوسرا میدان تعلقات انسان ہیں۔تعلقات انسانی کا آغاز ازدواج سے ہوتا ہے۔انسان کتنی بیویاں رکھ سکتا ہے؟ ایک عورت اپنے لئے کتنے شوہر رکھ سکتی ہے؟ یہاں عقل وشرع میں مقابلہ ومزاحمت ہے۔

مصدر دوم سنت رسول

باطنیہ نے امت اسلامی کو مصطلحات، متشابہات ذو معنی معکوس میں پھنسایا ہے، من جملہ مصطلحات میں سے ایک کلمہ ''سنت رسول'' ہے، انہوں نے کلمہ سنت کو اصل لغوی قرآنی سے خارج کر کے ہر قول، فعل تقریر رسول اللہ کیلئے استعمال کیا ہے جبکہ کلمہ سنت طریقہ مسلسل، مستمر، یک نواخت، یک وطیرہ کو کہتے ہیں۔ یہاں سے قانون کو سنن کہتے ہیں، قانون بذات خود کسی چیز کی یک نواخت تکرار سے بناتے ہیں۔

یہاں یہ دیکھنا ہوگا مصطلحات دینی اصطلاح ہے، ہر شخص کو وضع کرنے کا حق نہیں ہوتا ہے۔ دینی اصطلاح بنانے کا صرف صاحب شریعت مجاز ہے۔ یہ جو اصطلاح فریقین نے گھڑی ہے آج تک اس کی کوئی سند شرعی نہیں دیکھی۔ دوسرا نبی کریم نے اپنی حیات میں اپنے اقوال حرکات وسکنات لکھنے سے منع کیا تھا، نبی کریمؐ کے منع کے باوجود لکھے گئے فرامین کی شرعی حیثیت نہیں بنتی۔ سنت صرف اس کو کہتے ہیں جو مہاجرین وانصار نے طویل حیات رسول اللہ میں مسلسل رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہو، پھر بھی اس کی دلیل قرآن سے دینا ہوگی۔

انہوں نے تنہا رسول کی سنت کو نہیں بلکہ آپ کی سنت کے علاوہ اہلبیت واصحاب کی سنت کو بھی حجت گردانا بلکہ صرف اس پر بھی اکتفاء نہیں کیا بلکہ سنت کے مترادفات جیسے ''حدیث'' ہر تازہ، ہر نو پیدا کو کہتے ہیں، اس سے ہر نئے رونما ہونے والے حوادثات کی رسول اللہ سے پیش گوئیاں بنائی ہیں، اس کے تحت جو بھی واقعات وحوادث رونما ہوئے رسول اللہ سے انتساب کیا۔ جیسے میری امت کے تہتر

فرقے ہوں گے۔ جب باطنیہ نے کہا کہ ہم علم سے دین کا شستہ وشو کریں گے تو انہوں نے علم کی تمجید وفضیلت میں احادیث پے احادیث بنائیں۔طلب علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے۔ یہ احادیث باطنیہ کے کہنے پر بنائی ہیں بعد میں مغرب کی علم اور دین کی جنگ میں مغرب کی تائید میں احادیث بنائی ہیں۔

حدیث چاہے نبوی ہو یا قدسی ،اس کے آغاز و انجام تمام مشکوک و مخدوش نا قابل قبول ہیں، یہ جو تقسیم حدیث نبوی وقدسی دو قسم کی آئی اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں تدلیس محض ہے۔

حدیث قدسی ہر حوالے سے نا مقدس ہے اس کی اسناد کو علماء حدیث نے مخدوش قرار دیا ہے اور بعض کی اسناد مخدوش ہونے کے علاوہ کئی لحاظ سے نا مقدس ہونے کے قرائن وشواہد کثیر ملتے ہیں۔ بارہویں صدی میں شام کے عالم دین محمد منیر بعض طلاب مدارس دینی کی خواہش پر تلاش میں لگے تھے،تو انہوں نے شام میں ایک کتاب کتاب خانے میں دیکھی ۔اس مجہول المولف کی تالیف کو ناقرین ،ناقدین کی نقدات سے بچانے کیلئے انہوں نے اس کو حدیث قدسی کہہ کر اس کا راوی خود رسول اللہ کو گردانا ہے جو کہ رسول اللہ کی اہانت و جسارت ہوگی ،جس طرح حدیث کساء کا راوی زہراء کو گردانا ہے۔تو رسول اللہ ہوں علی ہو، ابا بکر ہو حضرات حسنین ہوں آپ بتائیں ان سے کس نے نقل کیا ہے؟ عام آدمی ام المومنین سے مروی احادیث کو رسول اللہ سے سمجھتا ہے حالانکہ جیسا کہ کتب رجال میں آیا ہے عائشہ نے دیگران سے سنی ہے۔ یہ صرف رسول اللہ اور ابوبکر سے انتقام لینے کیلئے کیا ہے۔مسلمان خواتین سے نازیبا نسبت دینا اہانت و جسارت ہے ،معائب

خاتون ہے، مجامع عمومی میں ذکر کرنا اس کے شوہر، باپ بھائی یا بیٹے کی اہانت و جسارت ہوگی۔ باطنیہ نے عائشہ اور فاطمہ الزہراء کے اسماء محترمہ کو عام مجامع میں لینے کا جو اہتمام کیا ہے پہلے مرحلے میں رسول وابوبکر، علی وحضرات حسنین کی اہانت و جسارت اور انتقام کیلئے کیا ہے۔ عائشہ سے منسوب روایت کو کسی مرد اجنبی سے کرنا اسی طرح زہراء مرضیہ کا مال دنیا واقتدار کیلئے رونا، یہ مردوں کیلئے زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ خواتین سے اس کو منسوب کریں۔ فدک اسطورہ کیلئے زہراء کو استعارہ کر کے رسول وعلی سے انتقام لیا ہے۔

کتاب الجامع فی الاحادیث القدسیہ تالیف عبدالسلام بن محمد بن عمر علوش، اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں ''**الکلام علی اھم الکتب المصنفه فی ھذا الباب**'' ان میں سے پہلی کتاب الاتحافات سنیہ فی الاحادیث القدسیہ الحافظ مناوی اس میں ۲۷۲ احادیث جمع ہیں، اس میں موجود احادیث اپنی ترتیب میں خلط وملط ہیں، اور کتاب میں کسی بھی قسم کی تحقیق صحیح یا غلط چھیڑے بغیر جمع کیں ہیں۔ دوسری کتاب الاتحاف سنیہ فی الاحادیث القدسیہ میں ۸۶۴ احادیث جمع کی ہیں یہ بھی پہلی جیسی غیر مربوط طریقے سے لکھی گئی ہے۔ احادیث کو نسبت دینے پر اکتفا کیا ہے صحیح وسقم کے متصدی نہیں ہوئے ہیں۔ یہ تمام احادیث قدسی رشوت تشدد زور گوئی، جلوس جلسہ، دھمکی، خوف وہراس، کھلاؤ پلاؤ، متہم کرو، تہمت وافتراء، جھوٹ سے چلایا ہے، عائشہ سے اتنی احادیث کی نقل کیں جتنی احادیث امیر المومنین ابوبکر، عمر ابن خطاب، علی ابن ابی طالب، عثمان ابن عفان کہ جو ۲۳ سال معیت رسول اللہ میں رہنے والے سب کی اکٹھی کر کے بھی نہیں بنتیں۔ کل شریعت ابوہریرہ کی مرویات سے بنائی ہے جن کا اپنا نام مشکوک، جبکہ باپ کے دس احتمال

کتب انساب میں درج ہیں۔

ا۔ نبی کریم نے اپنے ملفوظات منقولات لکھنے سے منع کیا تھا۔ نبی کریم کے منع کے باوجود ثبت کرنا خلاف شریعت، چوری، خیانت ہوگی۔

۲۔علمائے نحو نے پیغمبر سے منسوب احادیث کو عربی اسناد میں لکھنے سے گریز کیا ہے وہ جاہلیت کے اشعار سے سند دیتے تھے لیکن قرآن اوراحادیث سے شاذ و نادر ہی سند دی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا حضرت افصح عرب فصاحت و بلاغت کے اوج پر فائز تھے تو کیوں ان میں فصاحت و بلاغت نہیں؟ جہاں نحو میں بے پدرو مادر احادیث منسوب بر رسول اللہ کو مشکوک گردانا ہے تو وہاں بھاری بھرکم ثقیل احکامات زکوۃ، نماز، روزہ اور جہاد کیلئے کیسے ثابت ہو سکتے ہیں؟

۳۔احمد امین نے تاریخ تدوین احادیث کے بارے میں اپنی کتاب ظہر الاسلام ضحیٰ اسلام میں لکھا ہے ''احادیث لکھنے والوں کیلئے مادی شوق ورغبت وترویج ، جائزہ انعام رکھا اگر کسی نے چالیس احادیث یاد کیں تو وہ قیامت کے دن فقیہ محشور ہوگا لہٰذا بڑے بڑے علماء نے چالیس حدیث پر کتابیں لکھی ہیں، اس کو احادیث اربعین کہتے ہیں۔احادیث اربعین دلیل ہیں کہ احادیث جو کارواں سراؤں مسافر خانوں چوراہوں میں تدوین ہوئی ہے دینی گرائش سے نہیں بلکہ عزائم سوء کے تحت قرآن کے بدیل لکھی ہیں۔ یہ کل حدیث کے بارے میں آیا ہے۔لہٰذا علماء مذاہب احادیث ضعیف، مرفوع، مرسل، مشکوک پر تو عمل کرتے لیکن قرآن کریم پر بغیر تفسیر قبول نہیں کرتے بلکہ آیت کی جگہ حدیث ٹھونستے ہیں۔

انسان کے اوپر اللہ کا حکم نافذ ہونے کیلئے حجت بالغہ چاہیے کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ اللہ کی حجت بالغہ ہوتی ہے قطعی ہوتی ہے جبکہ مقطوع السند

احادیث مشکوک ظنون آور ہوتی ہے۔

سنت رسول اللہ سے مراد شیعوں کے نزدیک سنت اہل بیت ہے جبکہ اہل سنت کے نزدیک سنت صحابہ ہے جبکہ رسول کی سنت برائے نام ہے کیونکہ رسول کی سنت رسول اللہ کی حیات میں تدوین نہیں ہوئی ہے۔

سنت نبی کریمؐ کو مصدر عقائد وشریعت قرار دینے کے لئے یہاں چندین سوال درپیش ہیں۔

ا۔آیا سنت رسول جسے سیرت وطریقت مستمر رسول اللہ کہتے ہیں اس سے پورا عصر رسالت مراد ہے جہاں پوری امت اس کی شاہد وسامع تھی؟

۲۔لیکن علمائے حدیث نے سنت کی تعریف میں فعل،قول،تقریر رسولؐ اللہ کہہ کر اس میں تدلیس کی ہے۔علماء مذاہب میں سے کائنا ما کان کسی کا قول وفعل حجت نہیں ہے ان کی پوری کوشش یہ رہی کہ قرآن اور محمدؐ کے نام کسی صورت میں نہیں آنے چاہیئے۔انہوں نے اس سے بھی آگے تجاوز کر کے کہا حدیث رسول مثل قرآن ہے چنانچہ یہاں سے بوئے بدنیتی وخیانت آنے لگتی ہے۔

۳۔نبی کریم کے منع کے باوجود بعض افراد کیلئے خصوصی اجازت ملنے یا نبی کریمؐ کا ان کیلئے دعا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔یہاں ممانعت دوسوصدی پر محیط ہے۔ جو دوسوصدی کے بعد لکھا گیا ہو اس پر کہاں تک بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ علماء رجال نے کتب رجال میں زیادہ احادیث نقل کرنے والوں کے بارے میں تحفظات قائم کیے ہیں۔حضرت محمدؐ مکہ میں مبعوث ہوئے مدینہ میں تبلیغ رسالت کیۓ قرآن مکہ و مدینہ میں نازل ہوا جبکہ احادیث کی جمع وتدوین شہر منافق،کافرنشین،یہود ونصاری سے بھرے علاقہ بصرہ،خراسان،ہرات کے کاروان سراؤں سے ہوئی۔جعلیات

خودساختہ احادیث کو بھی صحیح گردانے کیلئے شقیں بنائی گئیں۔حدیث حسن، غیر حسن پھر موٴثقہ کا اضافہ کیا پھر ضعیف حدیث کو صحیح میں شامل کیا گیا۔حتیٰ احادیث میسر نہ ہوں تو عمل اہل مدینہ کو بھی حدیث کا درجہ دیا گیا۔

۴۔اس وقت عالم اسلام میں ایک ادارہ تحقیقات احادیث اردن کے ناصرالدین البانی کے اشراف میں بیس سے زائد ضخیم کتاب احادیث ضعیفہ الگ کیں ہیں لیکن انہوں نے بھی اسلام و مسلمین کو بیک ضربت منہدم کرنے والی احادیث پر متفقہ علیہ کی سرخ لکیر کھینچی ہے کہ بغیر کسی شک وتردید کے قبول کریں۔

تقلید

عرب جاہلیت میں تین ایسے مواقع پر جہاں عقل کو لجام کرنا ہوتا تھا وہاں یہ کلمہ استعمال کرتے تھے۔

ا۔تقلید حیوان کی گردن میں لٹکانے والی چپل کو کہتے تھے تا کہ جن کو یہ ملے وہ اس پر قبضہ نہ کریں یہ حیوان کعبہ یا بت کا ہے۔

۲۔تقلید عورتوں کی گردن میں ڈالے جانے والے ہار کو کہا جاتا ہے جوان کے لئے زینت وتزئین سمجھا جاتا تھا۔تزئین خواتین اور بچوں کیلئے مخصوص ہے﴿زُيِّــنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَـوَاتِ مِنَ النِّساءِ وَ الْبَنِينَ .العمران. ۳﴾تزئین خلاف عقل موافق شہوانیات ہے۔زمانہ جاہلیت میں خاندانوں کی لڑکیاں اپنے انتخاب شوہر کیلئے جو معیار بناتی تھیں وہ ایسے لڑکے پسند کریں گیں جس کی کمر میں تلوار باندھا ہوتا کہ اس کی عصمت وعفت محفوظ رہے، یہ جاہلیت کی عورتوں کی سوچ تھی لیکن آج کی خواتین لڑکیوں کے انتخاب کا معیار پڑھائی ، نیلام گھروں میں شرکت کی اجازت ہے۔پاکستان کے بائیس کروڑ عوام میں سے ۹۸ فیصد ملک کی سربراہی کی امیدواروں کی لڑکیاں ایسے اجتماعات میں گانا ورقص کرتی ہیں۔عالم اسلام میں قرآن کریم اور اسوۃ محمد رسول اللہ کو مجہول العلم والعمل والایمان ، طمع و لالچ مال ودولت والوں خوداری کو جحت سے گرانے کی وجہ ابھی معلوم ہوئی ہے۔ ان فقہاء مجتہدین نے عصری تقاضوں کے بہانے مسلمان عورتوں کو مہربان باپ بھائی بیٹے کی سرپرستی سے باہر اپنی مرضی سے کسی بھی شخص سے ازدواج کرسکتی ہے کا فتویٰ جاری کیا ،حوزات علمیہ قاہرہ ،نجف ایران نے امت اسلامیہ کیلئے ایسے

مفتیان بنائے ہیں۔حقوق خواتین کے ضیاع کا سبب تزئینیات ہیں ۔لڑکیاں ۱۶ سال کے بعدازدواج کرسکتی ہیں،اس شرط نے ملک کی لڑکیاں بے شوہر کیا ہے، اس میں بھی امت بہت بری طرح پھنسی ہوئی ہے۔

۳۔کوئی شخص کسی کو مارنے جائے تو کہتے تھے''**تقلدبا السیف**''یعنی تلوار باندھ کے گئے یعنی یہاں عقل ومنطق کا کام نہیں آئے گا چپ چاپ سے ماردو۔ جہاں جاہلیت والون کو فقدان عقل کا طعنہ دیتے ہیں عصر حاضر کے نام نہاد دانشوران خلاف عقل قانون بنایا ہے کہ آج کا دور علم پرستوں کا دور دورہ ہے جہاں وہ کہتے ہیں علم دین پر جیت گئے ہیں، پوچھیں کیوں کیسے؟ تو ان کے پاس معقول جواب نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بہت حد سے زیادہ علم حاصل کیا ہے جب علم حاصل کرتے ہیں تو پہلا حاصل غرور وتکبر وانا ابلیس سے اوپر جاتی ہے، جب غرور تکبر اوپر آتے ہیں وہ افیون بنتی ہے۔جب غروری علم عقل کو لگاتے ہیں اب ان کے پاس عقل کا فقدان ہوتا ہے وہ فاقد عقل ہوتا ہے تو تمیز اشیاء اپنی ضروریات اصل وغیر ضروریات کی تمیز کھو جاتی ہے۔جوان لڑکے لڑکی کیلئے ازدواج کھانا پانی لباس جیسا ہے اس ضرورت کو بھول کر باپ بھائی فقیر کو مجبور کرتے ہیں کہ باقی سب کچھ چھوڑ کر صرف جہیز و مال دے دیں ورنہ ازدواج نہیں کریں گے۔جس طرح آج مذاہب والے فقدان عقل کی وجہ سے اپنے مخالفین کو جواب دینے کی بجائے تشدد کو ترجیح دیتے ہیں۔

۴۔اپنے مُردوں کی تقلید کریں وہ ہم سے بہتر جانتے تھے۔یہ کھلے جھوٹ ہے ہوسکتا ہے بعض کی نسبت بڑے پائے کے علماء سے ہو لیکن نوعیت میں حاضر زیادہ جانتے ہیں۔ ماضی کی طرف ارجاع یا تقلید منطق مفاد پرست ہے جیسے

مذاہب والے کہتے ہیں ''خیر القرون اولیٰ''۔﴿بَلْ قالُوا إِنَّا وَجَدْنا آباء نَا عَلى أُمَّةٍ وَ إِنَّا على آثارِهِمْ مُهْتَدُونَ. زخرف. ۲۲﴾﴿وَ كَذلِكَ ما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ فى قَرْيَةٍ مِنْ نَذيرٍ إِلاَّ قالَ مُتْرَفُوها إِنَّا وَجَدْنا آباء نَا عَلى أُمَّةٍ وَ إِنَّا عَلى آثارِهِمْ مُقْتَدُونَ. زخرف. ۲۳﴾﴿وَ إِذا قيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا ما أَنْزَلَ اللَّهُ قالُوا بَلْ نَتَّبِعُ ما وَجَدْنا عَلَيْهِ آباء نا أَ وَ لَوْ كانَ الشَّيْطانُ يَدْعُوهُمْ إِلى عَذابِ السَّعير. لقمان. ۲۱﴾﴿قالُوا بَلْ وَجَدْنا آباء نا كَذلِكَ يَفْعَلُون. شعراء. ۷۴﴾﴿قالُوا وَجَدْنا آباء نَا لَها عابِدينَ . انبياء. ۵۳﴾﴿قالُوا يا شُعَيْبُ أَ صَلاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ ما يَعْبُدُ آباؤُنا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فى أَمْوالِنا ما نَشؤُا إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَليمُ الرَّشيد. هود. ۸۷﴾﴿قالُوا يا صالِحُ قَدْ كُنْتَ فينا مَرْجُوًّا قَبْلَ هذا أَ تَنْهانا أَنْ نَعْبُدَ ما يَعْبُدُ آباؤُنا وَ إِنَّنا لَفى شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونا إِلَيْهِ مُريبٍ . هود. ۶۲﴾﴿قالُوا أَ جِئْتَنا لِتَلْفِتَنا عَمَّا وَجَدْنا عَلَيْهِ آباء نَا وَ تَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِياءُ فِي الْأَرْضِ وَ ما نَحْنُ لَكُما بِمُؤْمِنينَ. يونس. ۷۸﴾﴿وَ إِذا فَعَلُوا فاحِشَةً قالُوا وَجَدْنا عَلَيْها آباء نا وَ اللَّهُ أَمَرَنا بِها قُلْ إِنَّ اللَّهَ لا يَأْمُرُ بِالْفَحْشاءِ أَ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ ما لا تَعْلَمُونَ . اعراف. ۲۸﴾﴿وَ إِذا قيلَ لَهُمْ تَعالَوْا إِلى ما أَنْزَلَ اللَّهُ وَ إِلَى الرَّسُولِ قالُوا حَسْبُنا ما وَجَدْنا عَلَيْهِ آباء نا أَ وَ لَوْ كانَ آباؤُهُمْ لا يَعْلَمُونَ شَيْئاً وَ لا يَهْتَدُون. مائده. ۱۰۴﴾﴿وَ إِذا قيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا ما أَنْزَلَ اللَّهُ قالُوا بَلْ نَتَّبِعُ ما أَلْفَيْنا عَلَيْهِ آباء نا أَ وَ لَوْ كانَ آباؤُهُمْ لا يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَ لا يَهْتَدُونَ. بقره. ۱۷۰﴾

۵۔قوموں کے بزرگان کی تقلید کی مذمت ان آیات میں آئی ہے۔﴿وَ إِذا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا ما أَنْزَلَ اللَّهُ قالُوا بَلْ نَتَّبِعُ ما أَلْفَيْنا عَلَيْهِ آباءَنا أَ وَ لَوْ كانَ آباؤُهُمْ لا يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَ لا يَهْتَدُونَ. بقره. ۱۷۰ ﴾﴿وَ إِذا قِيلَ لَهُمْ تَعالَوْا إِلى ما أَنْزَلَ اللَّهُ وَ إِلَى الرَّسُولِ قالُوا حَسْبُنا ما وَجَدْنا عَلَيْهِ آباءَنا أَ وَ لَوْ كانَ آباؤُهُمْ لا يَعْلَمُونَ شَيْئاً وَ لا يَهْتَدُونَ. مائده. ۱۰۴ ﴾﴿قالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَ غَضَبٌ أَ تُجادِلُونَني في أَسْماءٍ سَمَّيْتُمُوها أَنْتُمْ وَ آباؤُكُمْ ما نَزَّلَ اللَّهُ بِها مِنْ سُلْطانٍ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ. اعراف. ۷۱﴾﴿أَوْ تَقُولُوا إِنَّما أَشْرَكَ آباؤُنا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَ فَتُهْلِكُنا بِما فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ .اعراف.۱۷۳ ﴾﴿فَلا تَكُ في مِرْيَةٍ مِمَّا يَعْبُدُ هؤُلاءِ ما يَعْبُدُونَ إِلاَّ كَما يَعْبُدُ آباؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ وَ إِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ.هود. ۱۰۹ ﴾﴿قالَتْ رُسُلُهُمْ أَ فِي اللَّهِ شَكٌّ فاطِرِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى قالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلاَّ بَشَرٌ مِثْلُنا تُريدُونَ أَنْ تَصُدُّونا عَمَّا كانَ يَعْبُدُ آباؤُنا فَأْتُونا بِسُلْطانٍ مُبينٍ.ابراهيم. ۱۰ ﴾﴿ما لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَ لا لِآبائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْواهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلاَّ كَذِباً. كهف. ۵ ﴾﴿قالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ آباؤُكُمْ في ضَلالٍ مُبينٍ. انبياء. ۵۴ ﴾ ﴿وَ إِذا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا ما أَنْزَلَ اللَّهُ قالُوا بَلْ نَتَّبِعُ ما وَجَدْنا عَلَيْهِ آباءَنا أَ وَ لَوْ كانَ الشَّيْطانُ يَدْعُوهُمْ إِلى عَذابِ السَّعيرِ. لقمان. ۲۱ ﴾﴿إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آباءَهُمْ ضالِّينَ. صافات. ۶۹ ﴾

۶۔علماء وزہاد کی بغیر مطالبہ بغیر دلیل وسند کے،قول غیر کوقبول کرنا تقلید ہے۔

۷۔اہل مغرب کی تقلید وطن اسلامی پر اغیار کے قبضہ میں جانے کے بعد شروع ہوئی ہے،تقلید جس گروہ کی ہو نیچے اترنے کی سیڑھی یا لفٹ مانند ہے دنیا بھر کی اقوام وملل میں سب سے زیادہ اسفل سافلین میں سقوط میں مسلمان قوم ہے۔ قرآن عرب بدو کو دعوت بتعقل دیا تھا جبکہ عصر ترقی وتمدن کے علماء ودانشوران تقلید کو اعلیٰ وارفع اوسع سرمایہ سمجھاتے ہیں۔ ہر ایک کی تقلید اپنی جگہ نا قابل تلافی جبران و نقصانات کی حامل رہی ہے۔ جس میں مسلمانوں نے ہر حوالے سے خودکو حیوانیت کی سطح تک پستی میں گرایا ہے اس کا مبتکر عدو اسلام ومسلمین مذہب باطنیہ اسماعیلیہ کو جاتی ہے جو پس پشت مسلمانوں کو بھیڑ بکری جیسا چرواتے ہیں۔تقلید کی تلقین دینے والا متشدد ہوتا ہے اور تشدد فرزند فقدان دلیل ہے۔

کتاب موسوعہ فقیہ کویتی ج ۱۳ص ۱۵۴پر تقلید کی ذیل میں آیا ہے۔

۱۔سونے چاندی یا جواہرات کا ہار عورت کی گردن میں لٹکانے کو تقلید کہتے ہیں، یہاں تقلید زینت کی جگہ استعمال ہوئی ہے لیکن محل زینت عورت ہے،عورت کے لیے خود کو تزئین کرنا کچھ حد تک حکمت کا حامل ہے تاکہ وہ اپنے شریک حیات کی توجہ جذب کر سکے لیکن حدود نکالنا عقل وشرع کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔تزئین ہمیشہ محدود مقدار میں ہوتی ہے اور حد سے بعد وہ تزئین اسراف ہوگی اگر عورت کی گردن میں ہو تو اچھا نظر آتا ہے اگر یہی ہار زیورات بیچنے والوں کی دیوار پر لٹکایا ہو تو حسین نظر نہیں آتا بہر حال زینت انسان کیلئے اچھی لگتی ہے،عورت کی گردن و ہاتھ میں،اگر مرغی بلی یا بکری کی گردن میں ہو تو اچھی نہیں لگے گی۔اگر باپ بھائی شوہر کو گروی رکھ کر زینت کریں تو اس وقت پیاری بیٹی عزیز بہن نہیں رہے گی،

ظالمہ بیٹی ہوگی۔معاشرہ اسلامی کو یہ سیاہ روزگار کا سامنا کرانے میں چار گروہوں کا کردار ہوتا ہے۔

۱۔بے دین حکمران ۲۔ارباب صنعت وتجارت

۳۔مفتیان ۴۔مقلدان عوام،

اغنیاؤں کے پاس مال خالص حلال نہیں ہوتا ہے حرام سے زیادہ ہوتا ہے، وہ اسراف وتبذیر کو عبادت سمجھتے ہیں۔قرآن میں قوموں کے بربادی کا ایک سبب اسراف وتبذیر بتایا ہے۔سب سے بدبخت وہ غریب انسان ہے جو خود کو امیروں جیسا دکھاتا ہے۔

۲۔تقلید یعنی مرد شجاع و جنگ کی کمر میں تلوار باندھنے کو کہتے ہیں، خاندان والے اپنے جوانوں کی کمر میں تلوار باندھتے وقت کہتے ہیں (قلدنی فلاں) جس طرح آج صوفیا گدی نشین اپنے مریدوں کو پگڑی باندھتے وقت کہتے ہیں۔دور جاہلیت میں عورتیں ان جوانوں کو پسند کرتی تھیں جو اپنی کمر میں تلوار باندھ کر نکلتے تھے، وہ شوہر اسی معیار پر انتخاب کرتی تھیں گویا دور جاہلیت میں ان پڑھ عورتیں ان شوہروں کو پسند کرتی تھیں جوان کی عصمت وآبرو کے محافظ بنیں لیکن عصر حاضر کی خواتین ان باپ بھائیوں کو پسند کرتی ہیں جو انھیں عصمت فروشی کے لیے کھلی چھٹی دیں۔بدقسمتی سے اس وقت عورتوں کو یہ باور کیا جارہا ہے کہ وہ کسی بھی حوالے سے اپنے شوہر کی بندش میں نہیں، وہ اس شوہر کو پسند کرتی ہیں جو انھیں ان کی پسند کے جوانوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔

۳۔اسلام آنے کے بعد اس میں ایک اور مصداق کا اضافہ ہوا ہے ایسی چیز جو کسی حیوان کی گردن میں لٹکائی گئی ہو جس سے یہ بتانا مقصود ہوتا تھا کہ یہ حیوان

جہاں کہیں کسی کو ملے سمجھے یہ کعبے کا ہے کیونکہ سابق زمانے میں بت خانہ والے بتوں کے لئے نذر کئے گئے حیوانات کوآزاد چھوڑتے تھے مندرجہ بالا تینوں مفاہیم سے حاصل جامع معنی یہ ہیں کہ انسان آزادوخودمختار موجود ہے وہ ہر کام عقل ودلیل ومنطق سے آزماتا ہے وہ بغیر دلیل کسی قول وفعل کوقبول نہیں کرتا ہے۔ یہاں یہ ضروی سمجھتا ہوں کہ وضاحت کریں کہ ہمارے پاس آیات محکمات ہیں سورہ بقرہ آیت ۲۵٦ ﴿لا إِكراهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ ﴾ سورہ غاشیہ آیت ۲۲ ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ سورہ انعام آیت ٦٦ ﴿وَ كَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴾ بشرآزادوخودمختار ہے اس پر کسی قسم کا جبرواکراہ نہیں چلتا ہے۔

تقلید کے اصطلاحی معنی قبول قول بغیر مطالبہ دلیل کہا ہے یہ اسماعیلیوں کی طرف سے آپ کوتحفہ وہدیہ ہے۔

تقلید طوق حکام، فقہاء، اغنیاء ہے:

کلمہ تقلید بقول علامہ مہدی شمس الدین یہ کلمہ مزاج شریعت اسلام وقرآن اورسیرت حضرت محمدؐ سے متصادم اوراجنبی ہے، تقلید واجتہاد انفکاک ناپذیر جڑواں ہیں، جن کے ذریعے سنت جاہلیت کو دوبارہ زندہ کیا گیا ہے۔گزشتہ اقوام نے دعوت انبیاء کوروکنے کیلئے تقلید کوبطور سد محکم استعمال کیا تھا۔ جب کوئی نبی مبعوث ہوئے توانہوں نے ان کی دعوت کومسترد کرنے کیلئے بطور سپر تقلید کواٹھایا تھا۔ جب حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے تو پیغمبرؐ کی دعوت کے مقابلے میں بھی مشرکین نے تقلید کواٹھایا۔ یہاں سے واضح ہوتا ہے تقلید آثار جاہلیت قدیم، کفروالحاد جدیداورمفاد پرستوں کاوسیلہ ودستار ہے، آج مجتہدین کے نزدیک تقلید بغیر نجات ناممکن ہے تقلید

صریح آیات قرآن کریم سے متصادم ومتعارض ہے۔

امت میں اس وقت غیر تقلیدی کوئی بھی نہیں ہے، کیونکہ فقہاء اجتہاد کے تین مراتب بتائے ہیں۔

۱۔قرآن اور سنت سے استنباط حکم شرعی نکالنا۔

۲۔گذشتہ فقہاء کے فتاویٰ کی روشنی میں فتویٰ۔

۳۔تمام مذاہب فقہی کے فتاویٰ سے استنباط کرنا۔

چونکہ مجتہدین کا اجتہاد قرآن اور سنت وسیرت محمدؐ سے خارج ہے تو ان کے پاس گذشتہ فقہاء ہی واحد مصدرر رہ جاتے ہیں۔مجتہدین بھی اپنے سے پہلے کی تقلید کرتے ہیں، حتیٰ ایمانیات میں بھی تقلید کرتے ہیں۔تقلید کوامت اسلامیہ پرٹھونسنے والوں نے ایک فارمولہ بنایا ہے تاکہ مخاطب کو خاضع وساکت کریں وہ کہتے ہیں انسان مکلّف دوحال سے خالی نہیں ہے وہ یاتو مجتہد ہے احکام شرعیہ کوخوداد لہ تفصیلہ سے اخذ کرسکتا ہے یاوہ مقلد ہے یعنی وہ درجہ اجتہاد پرنہیں پہنچا ہے، جس کے پاس اجازہ اجتہاد نہیں ہے وہ مقلد ہے گرچہ وہ دوسرے علوم کا ماہر ہی کیوں نہ ہو وہ مقلد ہی ہوگا۔چشم چرانے کے لیے تقلید حکمت عملی ہے۔

جہاں قرآن نے لوگوں کو دعوت فکر ونظر اور تعقل وتد بر دی ہے، تقلید ان آیات کے خلاف ہے۔حضرت محمدؐ نے عرب میں پڑھنا لکھنا نہ جاننے والوں سے خطاب میں فرمایا، اگرتم اپنے مدعا میں سچے ہوتو اس پر دلیل لاؤ،لیکن عوام جاہلیت نے تعقل دعوت عقل اور وجدان وضمیر کو چھوڑ کر اپنے اسلاف کی تقلید کو مقدم رکھ کر کہا آپ کی دعوت ہمارے آباؤ اجداد کی سیرت میں نہیں ہے۔یہ بات واضح ہے کہ قرآن کریم نے نہ جاننے والے کو جاننے والے سے پوچھنے کا حکم دیا ہے، لیکن یہ

کہیں بھی اور کسی بھی آیت میں نہیں آیا ہے کہ ''حضور اس کی سند کیا ہے؟'' پوچھنے کی اجازت نہیں ہے۔قرآن اور سنت و سیرت طیبہ رسول میں یہ نہیں کہا ہے کہ کسی بات کو دلیل کے بغیر قبول کرو۔

۱۔تقلید انسان کو انسانیت سے گرا کر حیوانیت بہیمیت سے وصل کرتی ہے' خلعت کرامت جو رب العزت نے حضرت انسان کو پہنائی تھی اہل تقلید اپنے چچا ابلیس لعین کے کہنے پر اسے اتار کر لباس بہیمیت پہن لی ہے، شیطان جہاں انھیں آواز دیتا ہے وہ وہیں جاتے ہیں جیسا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے مروی نقل میں آیا ہے ''**الناس ثلاثه ،عالم و متعلم و همج الرعی**''

ایسا انسان کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو یہ کمپیوٹر یا کتب جیسا ہے انہیں جہاں لے جائیں وہ انکار نہیں کرتے اور جب تک کوئی انسان اسے نہیں کھولے گا نہیں بتائے گا۔

قرآن سے استفسار کرو کس طرح زندگی گزارنی ہے۔انسان پڑھا لکھا ہو یا انپڑھ ہو قرآن نے عقل سے خطاب کیا ہے، قرآن اسے کہتا ہے تعقل تفکر کرو لیکن اہل تقلید کہتے ہیں تلاوت ضرور کریں لیکن آپ سمجھیں گے نہیں گویا ان لوگوں نے آیات تفکر و تعقل کو پڑھا ہی نہیں ہے۔

۲۔اضطراب داخلی دماغ میں چکر کا سبب بنتا ہے چنانچہ اکثریت کا کہنا ہے قرآن سمجھ میں نہیں آتا ہے،کوئی بات سمجھ میں نہ آنے کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟ اس بات کو سمجھنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے۔

۳۔عقب گرائی و رجعت گرائی:۔ جاہل انسان اپنا افتخار پڑھے لکھے آباء و اجداد سے کریں، عابد و زاہد اجداد مشرکین سے کریں اور بے دین و ملحد مومن اجداد

سے کرتے ہیں ، چنانچہ عصر حاضر میں مسلمان اہل غرب کے طعن وطنز کے جواب میں کہتے ہیں تمہاری ایسی کی تیسی تاریخ میں دیکھوایک زمانے میں بغداد وبصرہ و کوفہ مرکز علوم تھے جابر بن حیان ، ابن سینا ، فارابی اور ابن رشد و بیرونی ہمارے تھے ، یہ اسی طرح ہے جس طرح مشرکین مکہ قبائل کے ایک دوسرے سے افتخار میں اپنے لائق قابل افراد کا نشان بتانے کیلئے قبرستان جاتے تھے۔قبرستانوں میں جا کر قبور کی نشاندہی اور گنتی کرتے تھے کہ اس قبر میں موجود بوسیدہ ہڈیاں ہمارے خاندان کی ہیں چنانچہ اس فکر کی رد میں سورہ تکاثر نازل ہوئی۔

۴۔ نا کامی اور مایوسی سے کہتے ہیں اب ہم کیا کر سکتے ہیں سوائے تسلیم حالات ہونے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں رہا جو کل ہمیں رجعت پسند اور پست انسان سمجھتے تھے اور کہتے تھے مولوی ہمیں ترقی نہیں کرنے دیتے آج وہ ڈگریوں کی فائل ہاتھ میں لے کر جیب بھر کر نوٹوں کے تھیلے لے کر دفتروں کے چکر لگاتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ ملے بغیر واپس آ کر شاہراہوں پر جنازوں کو سامنے رکھ کر دھرنا دیتے اور اسی طرح جن کو وطن عزیز میں عزت اور ملازمت ملی وہ ملک لوٹ کر مغرب میں جا کر ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں بلکہ یہاں کے افسر وہاں جا کر ٹرک ڈرائیور بنتے ہیں۔

۵۔ ذلت وحقارت اور تہمت و افتراء کا نشانہ بناتے ہوئے ہر آئے دن دہشت گردی وانتہاء پسندی کا الزام لگا کر دنیا بھر میں مسلمانوں کے گھروں کو مسمار کرتے ہوئے ان کے اہل خانہ کو یرغمال بنا کر قتل وحبس واسارت کی ہر حد سے گزر جاتے ہیں حتیٰ وہاں جانے والوں کو مسلم اور اہل مشرق کہہ کر ذلیل وخوار کرتے ہوئے کہتے ہیں یہاں سے نکل جاؤ۔انھیں وہاں جا کر مسلمانوں کے خلاف

جلوسوں میں شرکت کرنا پڑتی ہے۔

تقلید منشاءشوم امت اسلامیہ:۔

تقلید کی تعریف نگران اعلیٰ و مدیر صنعت خرافات واباطیل نے اپنے مدلسانہ مجلّہ پیام زینب میں اپنے اکابرینِ واجب الاتباع مستشرقین سے نقل کی ہے کہ شیعہ مذہب کی بقاءاوردوام کے اسباب وعلل میں سے ایک تقلید ہے، وہ سب ایک مرجع کی تقلید میں ہوتے ہیں۔سفید جھوٹ بولا ہے تمام مذاہب فاسدہ ایک قائد کی طرف رجوع کرتے ہیں، نام نہاد منظمات اسلامی کرتے ہیں، گلی کوچوں میں مرجع تقلید اور قائد بناتے ہیں، سکردو میں امام خمینی وخامنہ ای، عارف، جوادی سب کو قائد کہتے تھے، صرف رسول اللہ کا نام لیتے تھے، قرآن کا نام ضد میں نہیں لیتے تھے کیونکہ قرآن میں صرف اتباع اسوۂ محمد آیا ہے جبکہ یہ لوگ قدیم دور سے عصر حاضر تک دس بیس کی تقلید کرتے ہیں۔اتنا بڑا جھوٹ تقرب بشیطان کی خاطر بولتے ہیں اس کے فرمان پر جان نثار کرنے کے لئے آمادہ وتیار رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ اسلام کو زمین بوس کرنے رجعت قہقرائی میں دھکیلنے والے صوفیاء کی اساس و بنیاد تقلید پر ہے۔تقلید ایک حکم استبداد ہے جو پوری امت مسلمہ کا سر جھکانے کے لیے گھڑی ہے۔ہمیں اس کو بنیاد سے اکھاڑنا ہے یہ ہماری عزت ووقار اور تقدم وترقی کی ضامن نہیں ہے، اقوام دنیا نے اسے ہماری ذلت وعار وننگ وعیب اور داغ سیاہ کے لئے زندہ رکھا ہوا ہے، اسی کی وجہ سے ہم ارباب اقتدار کے پاؤں کے نیچے دبنے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح ہیں اس حیثیت کو فرقہ براھمہ کے نیچے والے طبقات میں دیکھنا ہوگا۔

تقلید متبنی فرق:

کوئی بھی کسی کو اپنی تقلید کرنے یا کسی اور شخص کی تقلید کرنے کی دعوت دے تو سمجھ لیں ان کے پاس اپنی بات منوانے کی دلیل نہیں ہے لہٰذا پہلے مرحلے میں قائد کے اختیارات پر بحث کریں گے وسیع وعریض اختیارات ان کے لئے منظور کریں گے جیسے ولایت فقیہ کے اختیارات جہاں جو فیصلہ رہبر کریں گے آپ کو حق اعتراض نہیں ہوگا۔ ولی فقیہ کے اختیارات مراجع تقلید سے زیادہ ہیں، خود ولی فقیہ کے اختیارات سے کئی گنا ان کے نمائندوں کے اختیارات زیادہ ہیں چنانچہ آغائے خامنہ ای کی اصلاح عزاداری کے بارے میں احکامات کو آغائے بہاوالدینی، آغا ساجد، آغا افتخار نقوی نے مختلف وجوہات بنا کر مسترد کیا۔ اس بارے میں میرے پاس اعداد وشمار بہت لیکن نمائندہ رہبر آغائے ساجد وراجہ ناصر آغائے جواد نے کہاں تک استفادہ کیا ہے وہ ان صفحات سے اندازہ ہوگیا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس ہے۔

اس حق کو پاکستان بلتستان پارہ چنار ڈیرہ اسماعیل خان حتیٰ قم میں اس کے بارے میں اتنا کہنا کافی ہوگا ''**تضحک منه الثکلی**'' اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے پاس اپنی بات منوانے کیلئے ان کا نام بطور قوس استعمال کرتے ہیں۔

۱۔ فرقے جتنے بھی ہیں کسی کے پاس اس کی تاریخ تاسیس کیا ہے؟ مکان تاسیس کیا ہے؟ بتانے سے شرماتے ہیں لہٰذا وہ کہتے ہیں ہماری تاریخ دوسروں نے لکھی ہے۔ اس کے برعکس ان کی نامشروعیت پر ختم نہ ہونے والے دلائل فراواں ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی طرف دعوت تشدد ورشوت سے دیتے ہیں۔

۲۔ فرقوں نے دلیل کی جگہ کسی شخص کو کھڑا کیا ہے کہ آپ کو ان کی بات ماننی

ہے، ان کی اطاعت کرنی ہے، اس تقلید کی سند امام جعفر صادق سے دیتے ہیں چنانچہ آغائے مقتدر وحید نے امام کی مثال دی کہ آپ اپنے کسی شیعہ کو جلتے تنور میں کودنے کا کہا کہ آپ ہماری اطاعت کریں، ہم جانیں اللہ جانیں، تو وہ کود گیا۔ کہا کہ دلیل سمجھنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہاں سے انہوں نے اجتہاد کو اختراع کیا ہے اجتہاد جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے وہ بذات خود شریعت میں ایک قسم کی سرقت وڈاکہ ہے کسی چور ڈاکو کے پاس دلیل نہیں ہوتی ہے وہ من وعن بات مان لینے کی دعوت دیتے ہیں۔ فرزند صلبی مستبدان بادشاہ جابران کی وراثت ہے چنانچہ نصاریٰ کی یکسرہ بیخ کنی شاول بولیس بادشاہ روم کے گٹھ جوڑ سے ہوئی اور اوگسٹ کونٹ نے ۱۸۷۹ء میں دفنایا۔ جس طرح جرائم پیشہ افراد کے وکلاء کے پاس دلیل نہیں ہوتی ہے، ملک میں چوری ڈاکہ، قتل وغارت زناء فحاشی خودکشی سب کے لیے ایک دلیل دی جاتی ہے کہ معاشی مسائل ہیں یہاں سے انہوں نے دلیل کی جگہ تقلید کو اپنایا ہے۔ اور زیادہ تر آنکھیں بند کر کے مان لینے والوں کے فضائل شروع کئے گویا علم کی جگہ مہمل باتوں اور عالم کی جگہ جاہلوں کی مدح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ یہ لوگ تقلید کی مذمت میں وارد آیات کا ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ عام آدمی کہاں جائے:

تقلید مجرم نابغہ روزگار:

سنت اقوام وملل یہ رہی ہے کہ مجرمین کو دردناک سزادیں اور ملت کو ان سے نجات دلائیں۔ مجرم کو ہتھکڑیاں پہنا کر تاریک زندانوں میں حبس کریں مجرم کو سزا دینا عدالت خواہی کہلاتا ہے لہٰذا دنیا میں مجرمین ہمیشہ مطعون وملعون ومردود انسانہائے عقلاء انصاف پسند اتباع ادیان غیر منحرفہ رہا ہے۔ گرچہ حکمران خود

مجرمین ہونے کی وجہ سے مجرمین کو خصوصی طور پر سہولت پناہ رہائی اور بعض اوقات اعزاز بھی دیتے ہیں۔ پاکستان میں اس کی روشن مثال پرویز مشرف رہے ہیں جن کی کابینہ خصوصی طور پر مجرمین رہے ہیں۔ اجتماعی جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جیسے آج کل کے خودکش وغیرہ۔ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملے گی کہ کسی مجرم کو داد دی گئی ہو یا اسے خلعت پہنائی گئی ہو یا تمغہ دیا گیا ہو لیکن تاریخ میں ایک ایسا مجرم گزرا ہے جو مثل ابلیس ابھی تک زندہ ہے اور اس کے مرنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے ہیں قرآن میں آیا ہے وہ قیامت تک زندہ رہے گا ابلیس سے زیادہ مجرم اگر ہو وہ تقلید ہوسکتا ہے۔

جس کی تعریف افتخار نقوی اور دیگر تقلید ساز علماء کرتے ہیں۔ تقلید کا جس دن سے آغاز ہوا ہے اس دن سے انسان اس کا نشانہ بنے ہوئے ہیں بلکہ اس نے انسانوں کو حیوان بنایا ہے۔ حق گو خطیب و مؤلف و مصنف و تجزیہ نگار اور تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے دین اسلام جیسا کوئی دین تاریخ بشریت میں نہیں گزرا ہے جس نے لوگوں کو آزادی کی طرف، استقلال کی طرف، علم و آگاہی کی طرف اور عقل و تدبر و تعقل اور تفقہ کی طرف دعوت دی ہے۔ اہل مغرب جو علوم و معارف مادی میں آگے بڑھتے ہوئے ستاروں اور قمر تک جانے کے دعوے دار ہیں اور سائنسی علوم اور ایجادات میں بے انتہا ترقی کر چکے ہیں تقلید کے حامیان ان سے کہتے ہیں تمہاری ایسی کی تیسی تم جاہل وان پڑھ تھے یہ علم تم نے ہم سے لیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے تقلید اتنی بری نہیں ہے جتنا آپ کہتے سمجھتے ہیں، دنیا میں ایک بڑی جماعت معروف مشہور بین ملل جس کا نام مفاد پرستان ہے انہوں نے تعریف کی شان و شوکت افادیت کے بارے میں کہا ہے ہماری تحریک کو اس سے بہت فائدہ پہنچا

ہے ہم نے بہت سوں کو الو بنایا ہے، قائد بلتستان علامہ جعفری کہ جو کسی بھی عالم کو لفٹ نہیں کراتے ہمارے بھیجے عالم کیلئے خود تشریف لائے یہ کیا کم ہے۔ اجتہاد ہمارا فلسفہ ہے یہ فلسفہ بدون تقلید ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا یہ کہنے والے حوزات و مدارس کے فارغان و مبلغان تقلید کی اہمیت میں بتایا اگر رہبر حکم دیں کہ اپنا ووٹ کسی جھوٹے یا ملحد کو دینے کا تو آپ کو اس ملحد کو دینا پڑے گا۔

بڑے سے بڑے اسکالر و دانشور کہتے ہیں تقلید نہ کریں تو عام انسان کہاں جائے، ان کی آنکھ پر قرآن نہ دیکھنے کی پٹی لگی ہوئی ہے، بلکہ آنکھوں پر سنت پیغمبرؐ نہ پڑھنے کے لئے سیاہ شیشہ لگا ہوا ہے۔ تقلید وہ مجرم ہے جس کی شان میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ مجسم ہو تو تمام انسانوں کے جرائم کا انتقام اس سے لیا جائے۔ اس مملکت وملت اسلامی کو غرب زدہ غرب گرائی سے باندھنے والوں سے انتقام لینے کے لئے اگر ایک زندہ مجرم کو انعام دینے اور داد دینے کی مثال پیش کریں تو چند سال پہلے عقل فرعونی کا دعویٰ رکھنے والے پرویز مشرف کی حکومت میں دیکھ سکتے ہیں، جہاں انھوں نے نیب کے مقدمات میں پھنسنے والے بدترین اور سزا یافتہ افراد پر مشتمل حکومت بنائی تھی، بدقسمتی سے اس وطن اسلامی میں مجرمین کا ایک ایسا گروہ بھی ہے جو ان کی تعریف کرتا ہے، ان کے لئے دعا کرتا ہے یہ سب تقلید ہی کا نتیجہ ہے۔

تقلید فرزند استبداد:

بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ اور پی پی کے رہنما اسلم رئیسانی کے بقول استبداد استبداد ہی ہوتا ہے چاہے سیاسی ہو یا مذہبی۔ چونکہ ہمارے معاشرہ میں سیکولر احزاب لادینی جمہوریت بے پدر و بے مادر غریب کے حامی و داعی فوجی

حکومتوں کو استبدادی حکومتوں کے نام سے متعارف کراتے ہیں تو استبداد کے متبادل معنی عسکری حکومت لیتے ہیں مزید تحقیق نہیں کرتے ہیں استبداد کہاں سے نکلتا ہے کہاں پرورش پاتا ہے۔چونکہ وہ دین و دیانت سے چنداں سروکار نہیں رکھتے لہٰذا انہیں احساس نہیں ہوتا ہے کہ استبدادی اپنا نطفہ کہاں چھوڑتا ہے اور کہاں اس کی تربیت ہوتی ہے، استبداد کے اصل ریشہ کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے، استبداد نطفہ بے دلیل سے جنم لیتا ہے جو اپنے عہدہ ومنصب کو کسی سند سے استناد نہیں کر سکتے وہ استبداد کرتے ہیں۔

سب سے پہلے مذہبی استبداد ہے، مذہب فرزند اجتہاد ہے۔جبکہ اجتہاد خود بے پدر و مادر وجود میں آنے والا ہے جس سے عوام کو دھوکہ وفریب اور اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔

دنیائے نصرانیت بعد از گذشت ۵۴۴ھ ء سال از نیقہ کانفرنس احساس کیا دین کی کیا قدر و قیمت ہے اس کے فقدان سے انسان انسانیت سے باہر خالص حیوانیت ہی نہیں وحشی درندہ جنگل بہیمیت سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔احساس کیا کسی چیز کے فقدان کی اصلاح کرنے کی حد ہو سکے کیونکہ بعض فقدان نا قابل احیاء پہنچے ۔کاش یہ احساس امت مسلمہ میں بھی آتے ،ابھی تک اصلاح کچھ ہی حد تک موثر رہے ہیں یہاں سے یہ نتیجہ اخذ کریں تو بہت فاحش غلط نہیں ہوگا کہ امت نصاری نے دین مسیح کو بچانے کیلئے بہت قساوتیں شقاوتیں مصیبتیں برداشت کیں امت مسیح کے غیاب کے بعد شاول بولیس جیسے شقی ، بے رحم ،رجیم ابلیس جیسے دشمن دو چہرہ مومن کی قیادت میں گئی ۔دوسرا نقطہ اسلام اور امت اسلامیہ کی خوبی ہوئی کہ نبی کریم کے غیاب کے بعد اس خلاء کو جلد از جلد پر کرنے کا احساس خود بخود مسلمانوں

میں بغیر کسی شائبہ حب اقتدار مال ودولت قومیت،صرف خالص دین اسلام، پوری امت کوتحفظ دینے کی سوچ القاء ہوئی، یہ اللہ سبحانہ کی توفیق عظیم فوز عظیم تھے جہاں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تھے۔دین کوافراد سے دین سے ہی بچاسکتے ہیں۔یہ جملہ غلط فاحش ثابت ہوئے ہیں کہ''روحانیت اگر باقی ہےتو دین باقی ہے''۔دین باقی ہے یہ اس تک بھی محونہیں، رکےنہیں بلکہ اس حد سے تجاوز کر گئے جہاں علماء اس فکرکوتطبیق کرنے کیلئے آگے بڑھے۔وہاں انہوں نے کہا''علماء کی زندگی بودو باش رہن سہن محترمانہ موقرانہ ہونا چاہیئے''۔اگرعوام کے ذہن میں ان کا تصور محترم نہیں ہوگا وہ ان کی اطاعت نہیں کریں گے گویا یہ فکر ابلیسی ،فکر استکباری تھی ۔اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا اگر محمدؐ کوکسی نے قتل کر دیا یا خود اپنی مقدر موت سے دنیا سے رخصت ہوئے تو دین محمد کوموت نہیں آئے گی، کیونکہ یہ دین محمد کا نہیں ہے یہ اللہ کا ہے﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَام. العمران. ۱۹﴾ یہ نازل من اللہ ہے دین باقی رہے گا۔یہاں امت رسول نے رسول اللہ کی رخصت کے موقع پر جوکردار ادا کیا اس کی مثال تاریخ بشریت تاریخ سلطنت میں نہیں ملتی ۔یہ خود اللہ سبحانہ کا ارادہ ومشیت تھی اس نے امت محمدؐ کے اذہان میں القاء کیا، نبی کریم کی رحلت کے فریاد ،غوغا ،زنجیر،زنان ،نوحہ خوان گھروں سے نہیں نکلے،خواتین فریاد وفغاں سے نہیں نکلیں جگہ جگہ ٹولے جمع نہیں ہوئے ،وفات رسول اللہ کو چھپا کے نہیں رکھا۔تاریخ حکومت ایوبی میں آیا ہےان کے آخری سلطان کی وفات پران کا بیٹا مسیحیوں سے جنگ میں محاذ پر تھا مصر سے بہت پیغام وہاں بھیجے گئےلیکن مصر آنے تک چھ ماہ لگ گئے ارکان اوران کی زوجہ نے چھ ماہ تک سلطان کی وفات کو پوشیدہ رکھا۔نبی کریم کے مقابل قرب و جوار میں دو بڑی طاقتور حکومتیں ان کے پیچھے تھیں۔اس وقت

سقیفہ میں اجتماع تقمت مصیبت عداوت نہیں تھے، اجتماع کرنے والے نیات سوء لے کر جمع نہیں ہوئے تھے اس میں کوئی سازش نہیں تھی۔ انہوں نے کہیں چھپ چھپا کے میٹنگ نہیں رکھی۔ انہیں خبر ملی انصار سعد بن عبادہ کے باغ میں بنے چھپر میں جمع ہیں یہ سننے کے بعد ابو بکر و عمر نے مہاجرین کو وہاں پہنچنے کا نہیں کہا خود دونوں وہاں پہنچے یقیناً یہ خبر علی نے بھی سنی ہوگی لیکن آپ نہیں گئے یہ دلیل ہے علی کے دل میں حب اقتدار کے جراثیم نہیں تھے۔ غرض کوئی تو تو میں میں نہیں ہوئی، ابونکر نے انصار سے نہیں کہا میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ اس وقت محمد کا اولین ساتھی ان کا دیرینہ دوست میں ہوں، کہا انصار کی قدر و قیمت ارزش رکھتی ہے اس کا اجر اللہ پر چھوڑیں لیکن آپ اس اقتدار کو نہیں سنبھال سکیں گے کیونکہ عرب آپ کو نہیں مانیں گے۔ آپ قریش سے کسی کو انتخاب کریں، عمر، ابو عبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف، علی کو انتخاب کریں۔

ابو بکر، عمر اور عثمان نے اقتدار پر آنے کے بعد نہ اپنی قوم کو اٹھایا نہ مال و دولت جمع کی، ان کی حسن نیت اخلاص، کی دلیل علی کا سکوت، ان کی حمایت، چالیس سال تک کی۔ ان کے بعد معاویہ کی قیادت ولو داخل میں حب اقتدار تھے خلیفہ منتخب مسلمین سے بغاوت تھے لیکن اقتدار ملنے کے بعد اپنے اقتدار کی حفاظت کی غلطیاں بھی کیں اور خدمات بھی انجام دیں۔ ان کی سب سے بڑی غلطی اقتدار کو اپنے خاندان میں محصور کرنا تھے۔ یہ اسلام کے قرآن اور سنت نبی کریم کے منافی تھے اس میں جائے شک و تردید بھی نہیں ہے لیکن ان کے گھر سے برے بھی نکلے اچھے بھی نکلے۔ جو چیز ان میں خوبی رہا وہ بقاء اسلام حفظ اسلام کیلئے خود کو ذمہ دار سمجھتے تھے، جمعہ و جماعت حدود شرعی مخالفین اسلام کو بروقت سزائیں دینا۔ عمر بن

عبدالعزیز جیسا اقتدار سے کراہت رکھنے والے اس خاندان میں پیدا ہونا ان کے اسلام خواہی کی دلیل ہے۔

دین اسلام:۔

یورپ کے دانشوروں نے کلیسا کی خوبیوں اور برائیوں کو جمع کر کے تجزیہ اور قضاوت کرنی شروع کی۔آخر میں وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انہوں نے روح کی خاطر جسم سے اعراض نظر کیا ہے یہ ان کی بڑی غلطی تھی۔روح اور جسم میں توازن ضروری اور ناگزیر ہے اس میں کوئی جائے اشتباہ نہیں لیکن انسان اتنا آزاد بھی نہیں کبھی توازن رکھنا ناممکن ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے''دو بیویوں میں توازن نہیں رکھ سکتے ہیں، دو بیٹوں میں توازن نہیں رکھ سکتے ہیں'' توازن نہ رکھنا اس کی غلطی نہیں ہے یہاں قاضی قضاوت کی غلطی ہے مثلا دو بیویوں میں توازن نہ رکھنا ان کی مجبوری بھی شرعی بھی، اولادوں میں بھی توازن نہ رکھنا بھی عقل فطری اور شرعی بھی ہے آیئے اس بارے میں قضاوت نیچے کی سطح سے نہیں کرتے اوپر کی سطح سے کرتے ہیں۔عالم بشریت جسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں اس بارے تفصیل کسی اور جگہ کیا ہے یہاں تکرار نہیں کرتے۔بشریت و انسانیت کی فضیلت شناخت الوہیت و معبودیت میں ہے اگر یہ شناخت نہیں کی تو انسان اور وحشی میں کوئی فرق نہیں بلکہ بشریت بدتر از حیوان ہے۔بشریت و انسانیت کی برتری بدون شناخت اللہ جہالت ہے، علم کا دعویٰ گذاف وجھوٹ وخریف ہے۔انسان اگر سوچے تو یہ دعویٰ غلط ثابت ہوگا کہ انسان مخلوق آزاد ہے انسان ۷۵ فیصد تحت الوہیت ہے جبکہ ۲۵ فیصد اس کو آزادی دی ہے۔جس طرح اپنا بچہ چارپائی پر چلنے کیلئے چھوڑتے ہیں۔اس کے بعد انسانوں کی فضیلت اتباع انبیاء اللہ کے پیغام کو سننا، عمل کرنا ہے، تأسی

اقداء انبیاء کرنا ہے،لہٰذا گذشتہ مسائل میں سے بعض کا فکری عدم توازن ایک مجبوری ہے اس کی مثال انبیاء سے شروع کرتے ہیں۔ابراہیم خلیل اللہ شیخ المرسلین پہلی زوجہ آسیہ تھیں ایک ہر لحاظ سے تابعدار صابرہ تھیں لیکن ان سے اولاد نہیں ہوئی تو آسیہ نے اپنی کنیز کو ابراہیم کو بخشا ،اللہ نے بڑھاپے میں فرزند پیدا ہوئے تو ابراہیم کی توجہ فرزندان اوران کی ماں کی طرف زیادہ ہوئی تو ہاجرہ کو برداشت نہیں کیا کہا اس بچے اوراس کی ماں کو ہم سے دور کریں۔ابراہیم ان کے کہنے پر بچہ اور ماں کو کعبہ غیر آباد کے پاس تنہا چھوڑ کے آئے۔یہ قضاوت کس کے حق میں کریں۔

۲۔دوسری ہستی حضرت یعقوب ہیں حضرت کی پہلی زوجہ سے دس فرزند ہیں ان کی وفات کے بعد دوسری زوجہ سے دو بچے بن یامین اور یوسف پیدا ہوئے۔ پہلی زوجہ کی اولاد بڑی ہو چکی تھی ،دوسری زوجہ کی اولاد چھوٹی تھی یعقوب کی توجہ چھوٹے بچوں کی طرف رہی تو پہلے دس بھائیوں کو برداشت نہیں ہوا کہ بابا ہمارے ساتھ عدالت نہیں کرتے لہٰذا ہمیں چاہیئے یوسف کو غائب کریں،اولاد یعقوب اور یعقوب کے درمیان قضاوت کس طرح کریں۔

۳۔خاتم النبیین پہلی زوجہ کی وفات کے بعد غمزدہ ہو گئے،خدیجہ کی سہیلی نبی کریم کے پاس آئیں آپ سے کہا کہ آپ تنہا زندگی نہیں گزار سکتے ازدواج کا بندوبست کریں۔نبی کریم نے فرمایا کہاں کس سے کروں تو تجویز دی سر دست سودہ بنت ذمعہ جو آپ پر ایمان لائیں ہیں ان کے شوہر کا انتقال ہوا ہے،عمر رسیدہ ہیں ان کو گھر بسانے کیلئے لائیں اور ہمیشہ کیلئے ابوبکر کی چھوٹی بیٹی جن کی عمر ابھی سات سال ہے ان کو عقد میں لائیے گا۔خدیجہ کی سہیلی دونوں کے پاس گئیں تو دونوں نے قبول کیا لیکن عائشہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے فی الحال رخصتی نہیں ہوسکتی تھی۔ہجرت

کے بعد آپ نے ایک اور بیوہ ام سلمہ کو عقد میں لیا۔ہجرت کے دو سال گذرنے کے بعد ابو بکر نے کہا اپنی زوجہ کو لے جائیں تو نبی کریم نے کہا کہ اس وقت حق صداق نہیں ہے ۔آج کل اس قرآنی اصطلاح کی جگہ ایک بے معنی کلمہ استعمال کرتے ہیں، اس لفظ غلط کو بنیاد بنا کر ضد قرآن ضد اللہ فتاویٰ دینے والے علماء و مجتہدین حقوق خواتین ہمیشہ کیلئے تلف و ضائع کئے ہیں۔اس وجہ سے عالم اسلام میں خواتین ، بیوہ یا عدم ازدواج کا شکار ہوئیں ہیں۔ الغرض ابو بکر نے کہا حق صداق میں دوں گا۔غرض عائشہ صدیقہ کے زواج کے بعد آپ نے کوئی دس سے زیادہ زوجات کیں،ان تمام کے حقوق آپ کیلئے نا قابل برداشت ہوئے تو آپ نے سودہ کو طلاق دینے کی بات کی تو سودہ نے کہا میں اپنا حق عائشہ کو دیتی ہوں آپ مجھے طلاق نہ دیں ۔ازدواج النبی میں صرف زوجہ دائمی عائشہ ہی رہی باقی مصلحت امت اجتماعی مسائل کی ضروریات کے تحت ازدواج تھیں۔ یہاں قضاوت بین عائشہ اور دیگران کیسے کریں گے۔

حضرت محمدؐ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا،اس لئے مجتہدین یہ بھی نہیں کہہ سکتے تھے ہم محمدؐ کے نائب ہیں اگر امکان پذیر ہوتا تو مسئلہ جانشین پیغمبر میں فساد نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے صراحتا کہا یہ میرا نظریہ ہے اور جب آپ ذاتی نظریہ استعمال کر کے مقام حاصل کر سکتے ہیں تو دوسرا بھی کر سکتا ہے۔اس حوالے سے بہت سوں نے دعویٰ کیا خاص کر دلیل طلب کرنے والوں کو دھمکا کر کہا ہمیں کون اس سے روک سکتا ہے۔اس کو مذہبی استبداد کہتے ہیں۔ جو بغیر دلیل کے حکومت کرنا چاہے اس کو سیاسی استبداد کہتے ہیں،اس کے پاکستان میں تین نمونے پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف سے مذہبی استبداد کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جاتی ۔ مذہبی استبداد

کو آپ اجتہاد و تقلید میں ملاحظہ کر سکتے ہیں یہاں مجتہد، ان کی کابینہ اور ذیلی ادارے مستبد ہوتے ہیں ان کے زیر نگرانی چلنے والی رعایا یا ملت ان کے استبداد میں پستی ہے اس کا استحصال ہوتا ہے لیکن اس استبداد کا اثر افراد پر نہیں بلکہ اس کا اثر خود دین پر پڑا ہے، جو چیز استبداد کے سائے میں چلتی ہے وہ رشد و نمو نہیں کرتی ہے وہ ایک حوالے سے لاوارث ہوتی ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا ہے لہٰذا استبداد اجتہاد کی وجہ سے دین کی آواز ہر آئے دن دبتی چلی جاتی ہے بلکہ اجتہاد تاریخ استبداد میں سب سے بدترین استبداد ہے۔اس کے چند بڑے عنوانات پیش کرتے ہیں لیکن ضروری سمجھتا ہوں پہلے یہ بتایا جائے کہ استبداد کسے کہتے ہیں اور یہ کیسے کرتے ہیں استبداد حاکمیت بلا جواز و بلا سند کو کہتے ہیں کسی کا کسی پر حاکم بننے کے لئے اس کے پاس کوئی ناقابل رد سند چاہیے ورنہ یہ استبداد ہوگا۔

تقلید شریعت کو لنگڑا کرتی ہے:

ترقی پسند، تجدد گر مجدد دین چیخ و پکار کرتے ہیں، یورپ والوں کو ملک وملت پر قبضہ جمانے کا موقع فراہم کرتے ہیں اور کہتے ہیں غیرت و اقدار اور عزت و شرافت دین وملت اور ملک و وطن سب کو چھوڑو بلکہ ہر چیز کو مادی ترقی کے مقیاس سے تولا جاتا ہے یہاں تک کہ نبوت حضرت محمدؐ اور قرآن کو بھی مادی ترقی سے ناپتے ہیں۔

۲۔اسلام نظام روحانی بھی نہیں کہ مجاہدات نفس اور ریاضت کے نام سے شب بیداریوں اور دعاؤں کی محافل قائم کریں، رویت لقاء اللہ کی کہانیاں سنائیں اور یہ کہتے پھریں کہ میں نے خواب اور بیداری کے درمیان میں اللہ اور انبیاء کو دیکھا تھا مجھے حکم ہوا ہے معاشرے کو مثل براھمہ تقسیم در تقسیم کروں تبلیغی اجتماع

کریں لیکن طبقات بندی میں ذات پات اور نیچے والوں کا پاس رکھیں۔اسی طرح اسلام و مسلمین کے حیات ساز مسائل کے لئے صرف دعا پر اکتفاء کریں گے اس نظام کو روحانی کہیں یا جسمانی ہر صورت میں مفاد مادی مقدم ہو گا جسمانی اور روحانیوں دونوں کی عیش و نوش ہو جائے گی اور روحانی والے زیادہ عیش کریں گے۔

۳۔اسلام دین علم نہیں کہ یونان جا کر فلسفہ سیکھیں ،چین جا کر حرام چیزیں کھائیں،مغرب میں جا کر کلب خانوں میں جائیں ،سائنس وٹیکنالوجی کے بدلے انگریزی زبان لائیں تا کہ بیک وقت دہری شہرت سے مستفید ہوں اور علم آنے کے بعد حلال وحرام اور جائز وناجائز کی پابندی ختم ہو جائے شراب پینا، جو اکھیلنا، ناچ گانا، رقص وسرور داور لوگوں کو لوٹنا بے حرج ہو جائے۔ بہت پڑھے لکھے اسکالر جان لیں کہ اسلام سائنس نہیں تا کہ وہ یہ کہیں سائنس نے ہر چیز سے بے نیا زکر دیا ہے اور پھر سبحان اللہ، الحمد للہ اور شکر اللہ کی جگہ علم علم سائنس سائنس کی رٹ لگاتے پھریں اور یاد حسین کے نام سے منعقدہ محافل میں سائنسی اکتشافات بتائیں۔

۴۔اسلام صرف عقل نہیں کہ خود کو روشن خیال ثابت کرنے کیلئے یہ کہیں کہ یہ بات میری عقل میں نہیں آتی تا کہ وہ عقل عقل کہتے ہوئے کہیں کہ عقل کا کیا کہنا۔

۵۔اسلام ساخت بشر نہیں کہ تورات وانجیل کی طرح اس کو اٹھا کر کلیسا میں پھینک دیا جائے اور قرآن وسنت عملی رسولؐ سے عملاً دوری اختیار کرنے والوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم اپنے لڑکے لڑکیوں کو سورہ یوسف سکھائیں۔

ائمہ اربعہ اور تقلید:

آئمہ اربعہ مخالف تقلید تھے کتاب مدخل الی الشریعہ والفقہ الاسلامی ص ۲۵۶ پر لکھتے ہیں تقلید کرنے والے ائمہ تقلید کے خلاف تھے، تقلید کے باطل ہونے کی دلیل خود ان کے ائمہ کی سنت وسیرت سے ثابت ہے۔ چونکہ ائمہ دلیل و برہان کے داعی تھے اس لئے کسی خاص فرد کی تقلید نہ کریں۔ جس کسی نے تقلید کو اپنایا وہ ان کے ائمہ کا پیروکار نہیں۔ ائمہ اربعہ کی طرف سے نقل متواتر ہے کہ انھوں نے اپنے یا کسی اور کی تقلید کرنے سے منع کیا ہے اور لوگوں کو دلیل کی پیروی کرنے کی ہدایت کی اور اعلان کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے وہ لوگ بشر ہیں ان سے صحیح وغلط دونوں باتیں ہو سکتی ہیں کسی کو یہ اجازت نہیں کہ ان کی تقلید کرے اس طرح معلوم ہوتے ہوئے آئمہ کی تقلید کرنا باطل ہے، ائمہ قیامت کے دن ان مقلدین سے برأت کا اعلان کریں گے آئیں دیکھتے ہیں تقلید کے بارے میں آئمہ کے اقوال۔

۱۔ ابوحنیفہ تقلید کے خلاف تھے ابو یوسف نے ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کسی کے لئے جائز نہیں کہ ہمارا فتویٰ نقل کرے، جب تک اس کو پتہ نہ چلے کہ ہم نے یہ فتویٰ کہاں سے دیا ہے، جب کوئی بات صحیح ثابت ہو تو یہ میرا مذہب ہے اگر میرا کوئی قول اللہ کی کتاب اور پیغمبرؐ کی سنت کے خلاف ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

۲۔ امام شافعی بھی تقلید کو مسترد کرتے تھے علامہ ابوشامہ شافعی متوفی ۶۶۵ھ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے شافعی نے کہا میں بشر ہوں سہو یا غفلت سے خالی نہیں اگر میرا قول غلط ثابت ہو تو اس کو چھوڑیں۔ ایک اور جگہ شافعی نے کہا اگر ہماری کتاب میں فتویٰ سنت رسول کے خلاف پاؤ تو سنت کو اخذ کرو فتویٰ کو چھوڑ دو۔

جس کسی نے پیغمبرؐ کی حدیث کو چھوڑا وہ جہنم جائے گا، شخص عاصی کا کوئی

مذہب نہیں ہوتا ہے کیونکہ مذہب کا معنی کسی نظریے کا حامل ہونا ہے جس کسی کا کوئی نظریہ نہیں وہ تقلید ہی کیوں نہ کرتا ہو اس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ علم ائمہ ہر چیز پر محیط تھا وہ ہر چیز جانتے تھے ایک کھلا باطل ہے

روایت میں آیا ہے سب انسان آدم کی اولاد ہیں آدم مٹی سے بنے ہیں لہٰذا کسی انسان کو کسی انسان پر برتری نہیں ہے دوسری روایت میں آیا ہے انسان کی مثال کنگی کے دانوں کی مانند ہے جو سب برابر ہوتے ہیں اس حقیقت کو سامنے کرنے کے بعد تین طرف سے آپ کو خاضع ہونے کی دعوت ہے کہ تم میری بات سن لو خاضع ہو جاؤ میرے سامنے تسلیم ہو جاؤ یہ صدا تین اطراف سے انسان کو بلاتی ہے۔قارئین کرام انسان کے اوپر قانون صرف اللہ کا لاگو ہے،لیکن اللہ انسان کو اس دنیا کیلئے خلق نہیں کیا اس کی دلیل قرآنی یہ ہے اگر انسان اس دنیا کیلئے کیا تھا تو دنیا میں بھری نعمتوں کا احصاء دنیائے علم کے ترانے والوں جن کا غرور وتکبر ابلیس سے بھی زیادہ ہے لیکن ابھی تک ان نعمتوں کا اعداد وشمار نہیں کر سکے کیونکہ اس پر خود ذات باری نے چیلنج کیا ہے کہ میری وہ نعمتیں جو اس دنیا میں تمھارے لئے رکھیں ہیں شمار نہیں کر سکو گے۔﴿وَ إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لا تُحْصُوها إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحيمٌ. نحل.۱۸﴾ اتنی نعمتوں بھری دنیا کی مذمت خود خالق کائنات نہیں کرتے۔کسی چیز کا ہمیشہ دوسرے استفادہ کرنے والے عیب، استفادہ، تعریف بتاتے ہیں خود بنانے والے نہیں، یہاں خود خالق کائنات نے اس کی مذمت کی ہے کہ تم دنیا سے دل کیوں باندھے ہو کیوں اس سے محبت کرتے ہو؟ اس دنیا سے اتنا دل مت لگاؤ اچانک ہم تم کو یہاں سے اٹھالیں گے، تمھارا قیام دائمی دوسرے عالم میں ہوگا۔انسان کو یہاں سے جانا ہے وہاں تم سے حساب ہوگا دنیا سے لگاؤ صرف

اتنا کریں جس کا حساب کتاب ہوگا، یہاں کے غاصبوں کو وہاں عذاب دردناک ہوگا سزا بھگتنا پڑے گی۔قرآن کریم میں آیا ہے اس دنیا سے زیادہ لطف اندوزی نہ کرو شکم پرستی حیوانیت سے گریز کرو۔اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کے ایمان لانے ،قرآن اور محمدؐ سے روگردانی منحرف کرنے کیلئے پہلا فارمولا یہ نام نہاد فقہ اسلامی گھڑی ہے۔اس کا ہر زاویہ ،کلمہ فقہ کے بانیان ،متدلسان، مداونان فقہ، تاریخ نویسان والوں کو دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے ایک جھوٹ بولنا جسے بعض نے تقیہ کہا توریہ کہا دوسرا تقلید، یعنی کسی کو بھی ہمارے بیان پر نقد وتنقید کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔غلط بولنے والے جھوٹ بولنے والے دو چیزوں سے سہارا لیتے ہیں پہلا سہارا غصے کا لیتے ہیں چنانچہ یہاں کے علماء کو کسی بھی چیز کی دلیل پوچھیں تو اس پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں پھر مسخرہ کرتے ہیں پھر خود کو جاہل بناتے ہیں آگے جا کر عوام سے کچھ افراد شکم پرست کو خرید لیتے ہیں پورے فقہ کا رواج اسی طرح چلا ہے۔اس وقت آپ سمجھیں تقلید کے داعی تنہا مجتہدین نہیں بلکہ یہاں ان کے نمائندے اور نمائندوں کے نمائندے پھر ہر عالم خطیب سب جو وہ تشدد سے مسلط کرتے ہیں، ہر گاؤں گاؤں قریہ قریہ کے عالم کو مطالبہ دلیل سے چڑھ رہتی ہے۔ موسسین فقہ ائمہ اربعہ حکومت کے ذریعے مسلط ہوئے ان کی تقلید کو حکومتوں نے ٹھونسا۔اب چونکہ دنیا مغرب میں الحادی اور مذاہب فاسدہ اقتدار پر آئے ہیں انہوں نے تقلید کی مذمت سرزنش کرنا شروع کیا تو مذاہب نے بھی تقلید کے خلاف بولنا شروع کیا۔

ا۔'' قانون ہے'' ملک کے قوانین رعایا سے کہتے ہیں قانون کے سامنے خاضع ہو جاؤ ہم تمہارے اوپر حاکم ہیں۔جب ان سے سوال ہوتا ہے آپ اور ہم

دونوں انسان ہیں آپ حاکم ہم محکوم کیسے بنے ہیں ،تو قانون والے کہتے ہیں یہ قوانین آپ کے مفاد میں بنائے گئے ہیں انھیں آپ کے منتخب نمائندوں نے بنایا ہے ہم آپ ہی کی اجازت سے اس عہدہ پر فائز ہیں اگر آپ نہیں مانتے تو ہم آپ کو منوا سکتے ہیں، لیکن اس کے پاس کوئی اطمیان اور تسلی بخش جواب نہیں ہوتا ہے خاص کر اس وقت رعایا اس سے کہتی ہے یہ استبداد ہے۔ یہاں حکم استبداد اور قانون کے درمیان فرق کو واضح کرنا ہوگا ورنہ قانون بھی استبداد ہی کہلائے گا آپ اس کو ہزار دفعہ تکرار سے کہیں یہ قانون ہے، استبداد قانون نہیں ہوتا ہے۔جس کی وضاحت ہم کسی اور جگہ کریں گے۔

۲۔فقہائے اسلام کا کہنا ہے آپ نے اپنی تمام سرگرمیوں کو فقیہ کے رسالہ عملیہ کے اندر کرنا ہوگا جس طرح ایک زرخرید غلام و کنیز بغیر مولا کی اجازت ہل نہیں سکتا ہے، یہاں مجتہد کے وکیل آپ سے کہیں گے آپ مجتہد ہیں یا مقلد بقول فارسی مقولہ خوشحال وخوش قسمت وہ انسان ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ میں مجتہد ہوں اگر یہ نہیں کہہ سکا تو وہ اس انسان کی مانند ہے جس کی گردن پر چپل باندھی گئی ہو یا عصر حاضر میں حیوانات کو چرا گاہوں میں چھوڑتے وقت ان کے کان کاٹ کے سینگ توڑ کے بھیجتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے یہ ہماری ملکیت میں ہیں لیکن یہاں اس تقلید کا یہ حق کس نے انھیں دیا ہے کہ وہ کسی کو اپنی تقلید میں رکھیں؟ یہاں ان کی زبان میں لکنت آتی ہے کوئی دلیل و منطق پیش نہیں کر سکتے ہیں۔

۳۔تیسرا اللہ کی طرف سے نازل شریعت ہے وہ کہتی ہے آپ کو اللہ نے آزاد چھوڑا ہے لیکن اللہ کا بندہ ہونے کے حوالے سے آپ کو امر ونہی کرے گا وہاں آپ کو ماننا ہوگا یہاں بندہ اگر یہ کہے کہ کیوں اور کس لئے اس کی بات مانوں یعنی اللہ کو

یہ حق کس نے دیا ہے کہ بندے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں تو وہاں سے جواب آتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی معیار ہے کسوٹی ہے کہ کس کی بات کو ماننا ہے اور کس کی بات کو نہیں ماننا ہے، اگر تمہارے پاس کسوٹی موجود نہیں تو تم یہ بات قانون والوں سے بھی نہیں کہہ سکتے ،فقہ والوں سے بھی نہیں کہہ سکتے ، مجھے بھی نہیں کہہ سکتے اگر تمہارے پاس کوئی قانون ہے تو وہ قانون پیش کرو لیکن تم اس کے قانون کو مانو جو تمہارے نفع ونقصان کا مالک ہو۔

اللہ نے انبیاء کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ انسانوں کو ہر قسم کی روایتی اور تجدیدی تقلیدوں سے رہائی دلائی جا سکے جس تقلید سے رہائی کے لئے اللہ نے کتب وانبیاء بھیجے ہیں جس تقلید سے اللہ نے اپنے نبی کو روکا ہے کہ لوگوں سے اپنی تقلید نہ کرائیں وہی تقلید اسلام سے جاہل ونادان انگریزی دان، ریزہ خوران غرب،نوکران غرب اور مداحان غرب،قوم سے کروا رہے ہیں جس تقلید سے اللہ نے رہائی کے لئے قرآن وانبیاء بھیجے ہیں اللہ پاک مالک نفع ونقصان ہونے کے باوجود فرماتا ہے اگر تمہارا وجدان تسلیم نہیں کرتا تو ہماری شریعت کو واپس کرو اور اگر تسلیم کرتے ہو تو ہر قسم کی تقلید کو مسترد کرنا ہوگا ،تقلید کو جڑ سے اکھاڑ کر داعیان تقلید کے منہ پر مارنا ہو گا۔

انسان جہاں کہیں ہو وہ چار گروہوں میں سے ایک گروہ کی اتباع میں رہتا ہے :

۱۔اپنے گزشتہ آباءواجداد کی تقلید میں رہتا ہے۔

۲۔قومی ہیروؤں کی تقلید میں رہتا ہے۔

۳۔استعمار غرب کی تقلید میں رہتا ہے۔

۴۔مذہبی استبدادگروں کی تقلید میں رہتا ہے۔

عقل وشرع میں سوال ہے نہ کہ تقلید در تقلید ہے۔تقلید عقل وشرع کی قاموس سے اجنبی اور بے پدر و مادر ہے انسان کے ضمیر و وجدان کے خلاف ہے۔خاص کر جس کی تعریف یوں کی ہے۔

دوسرا یہ کہ غیر کے قول کو بغیر سند ماننے کی بات کہاں سے کس نے کہی ہے۔ بد قسمتی سے یہ تقلید فروعات سے بھی تجاوز کر کے عقائد تک پہنچی ہے جس پر یہ ضرب المثل صادق آتی ہے

''خشت اول چونهد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج''

رائج تقلید فروعات سے تجاوز کر کے تفسیر لغت علم رجال کو تقلید کے قلعے تک پہنچایا ہے، یہاں تک عقائد میں اشعری، ابن تیمیہ اور ماترید کی تقلید کرتے ہیں اسی وجہ سے وہ مدارس دینی میں درس عقائد رکھنے سے گریز کرتے آئے ہیں۔اگر ان سے سوال کیا جائے دین میں اس قدر عدم دلچسپی وعدم توجہ اور بے پروائی کیوں اپناتے ہیں، یہ تو تقلید در تقلید ہے تو کہتے ہیں ہم نے آپ کی یہ بات اور علماء سے نہیں سنی ہے۔پھر کہتے ہیں عام آدمی کیا کر سکتا ہے یہاں دانش وری و دانش مندی میں فرعونیت دکھانے والے دینی مسائل میں کمال بے شرمی کے ساتھ اندھے اور بہرے ہوتے جاتے ہیں۔

سقوط امپراطور عثمانیہ، تقسیم دولت وثروت بلاد مسلمین، اسارت اور تذلیل و اختقار اغیار دیکھنے کے بعد بعض اہل ہوش وخرد سوچنے لگے ہماری بدبختی کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟ اور اس کی منشاء کیا تھی؟ صاحبان عقل وخرد نے اسباب وعلل قریب و بعید کی فہرست بنائی۔فلاسفہ ابلیسی نے ان اسباب وعلل پر پردہ ڈال کر آنکھ چرانے کی مہم چلائی، جد بزرگ شیطاطین نے ان کو کسی اور میدان میں مشغول کرنے کی مہم

چلائی غرض منشاء اصلی بدبختی مسلمین کی برگشت تقلید کو جاتی ہے۔

ہدایت ورہنمائی قرآن اور سنت محمدؐ سے لینے کی بات بھول گئے۔شیاطین اور دشمنان سے ہدایات لینے والے مولود کا نام تقلید ہے،تقلید یعنی سطحی اور سرسری طور پر چیزوں کو دیکھنا اور جو چیز بالکل سامنے نظر آئے اسے ہی اصل حقیقت سمجھنا اور غیر حقیقی مطاع کو مطاع بنانا ہے۔ ہماری تمام بدبختیوں، مصیبتوں ،شقاوتوں اور قساوتوں کی برگشت تقلید کو جاتی ہے اسے جہاں ملیں تھوک ماریں ورنہ پیچھا کرے گی اور جس نے بھی شروع کی ہوگی وہ اوّل ضال ہوگا۔

۵۔امریکا اور مغربی ممالک میں ہر آئے دن مسلمانوں کی مساجد، ان کے گھر اور اب ہر روز خود ان کو گالی دیتے ہیں یہ ان کے مکافات عمل کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ اپنی جائداد بیچ کر اور بہت زیادہ کی قربانی سے دین سے آزاد زندگی گزارنے کے لئے بلاد اسلام سے بلاد کفر کی طرف گئے۔

۶۔کیونکہ نصیحت کرنے والے،مشورہ دینے والے اور حکم دینے والے بدلتے رہیں گے لہٰذا وقت و حالات کے تحت چلتے رہیں گے۔چنانچہ روشن خیالوں کی نظریں ہمیشہ مغرب والوں کی طرف مرکوز رہتی ہیں کہ وہ لوگ کیا کرتے اور کیا کہتے ہیں۔بدقسمتی سے ان روشن خیالوں کو دوہری تقلید کرنا پڑتی ہے۔

۷۔مجتہدین مقلدین بنانے کے لئے احکام شریعت اور اوامر ونواہی میں سہولیات دینے میں سبقت کرتے رہے ہیں بہت سے لوگ مراجع کے فتاویٰ کو بنیاد بنا کر کھلے عام روزہ افطار کرتے ہیں۔جو زیادہ سہولیات دیتے ہیں لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں، یہاں تک کہ یہاں کے علم دنیوی اور دینی دونوں سے محروم روشن خیال ان مجتہدین کا پرچار کرتے تھے جو زیادہ سہولیات دیتے تھے۔حکومتی سطح پر

ابوحنیفہ کی تقلید پر چلنے کی وجہ ان کی زیادہ سہولیات ہی ہیں۔

۸۔اکل حرام کسب حرام جیسا کہ بعض نے حکومت کے اموال سے سرقت اور بعض نے دوسرے فرقوں کے اموال سے سرقت کرنے کو جائز گردانا ہے۔

۹۔تقلید سے ہی الحاد کے دروازے کھلتے ہیں۔

۱۰۔تقلید نے ہی مسلمانوں کے اندرون خانہ میاں بیوی اولاد و والدین بہن اور بھائیوں علماء اور دانشوران سے لے کر مرجعیت تک کو تشتت تفرق تمزیق تضارب تلاعین تصادم تک پہنچایا ہے۔فضل اللہ نوری کو تقلید ہی نے تختِ دار پر لٹکایا،تقلید ہی نے پہلوی کو اقتدار پر رکھا،تقلید ہی نے لائق و صالحین کو بھوکا و گوشہ نشینی اور نا اہل و نالائق و فقیر کو قصر معلیٰ نشین بنایا،تقلید ہی نے اندھے کو مرجع اور استاد فقہاء کو مؤخر کیا ہے،تقلید ہی نے مسلمین کو دیار غرب میں منتقل کیا ہے،تقلید ہی نے بلاد مسلمین چھوڑ کر بلاد مشرکین کو مہجر بنایا ہے۔

تقلید ہی نے مغرب کو مسلمانوں کا دارالامان بنایا،تقلید ہی نے بعض علماء کو اقتدار کی مسند پر بٹھایا،تقلید ہی نے بہت سی قابل و لائق ہستیوں کو گوشہ نشین کیا اور تقلید ہی نے واجبات و محرمات کو متروک اور فرسودگیات کو رواج دیا ہے۔

۱۱۔انتہائی حیرت و افسوس کی بات ہے بعض علماء و دانشوران ممالک اسلامی میں اہل غرب جیسی آزادی کے لئے رقص کرتے ہیں ترانے پڑھتے ہیں ،دین اسلام کی اہانت کرتے ہیں، آیات قرآن، احادیث رسول کریمؐ اور روایات اصحاب و ائمہ کی تاویل و توجیہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں آزادی حق طبیعی و فطری و قانونی و الٰہی و آسمانی و نبوی ہے دوسری طرف کہتے ہیں تقلید ہمارے دین کی اساس ہے، یہ لوگ منکرِ تقلید کو بے دین کہتے ہیں۔

ان کے برعکس دانش مندان دعوائے اجتہاد کے حامل اورڈاکٹر کہتے ہیں دین سمجھنا آسان نہیں ہے۔دین سمجھنا مشکل ہے یہ وہی بات ہے جومشرکین نے حضرت شعیب سے کہی تھی آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ دین اسلام کے نفاذ کی راہ میں کوئی رکاوٹ موجود ہےتو وہ تقلید ہے۔افسوس ہے اس ۱۵ویں صدی ہجری میں علوم وفنون کی اعلیٰ وارفع ترقی کے دور میں بھی ان پڑھے لکھے لوگوں نے دین اسلام کے داعیوں کی راہ میں تقلید کوایک بڑی مضبوط دیوار کی طرح لاکھڑا کیا ہےاورتقلید ہی کواٹھایا ہے۔ان کے نزدیک تقلید کوتوڑنا جنازوں سے گزرنے کے برابر ہوگا۔ یہ وہی منطق ہے جوجاہلوں نے پوری تاریخ انبیاء کے دور میں ان کے مقابلے میں اٹھائی ہے زخرف ۲۲ لقمان ۲۱ سباء ۴۶ اعراف ۳ ابراہیم ۱۰۔اہل فکرودانش جن کی فکروسوچ ابھی مردہ نہیں ہےان کواس بارے میں سوال کرنا چاہیے کہ ملت اسلامیہ کے تمام فرقے جواسلام ومسلمین کی ترقی وتمدن ووحدت میں منتشرومتفرق ہیں وہ کیوں تقلید کرنے پراتفاق کرتے ہیں؟اس کی کیاتوجیہہ ہوسکتی ہے۔

۱۔ بعض بالکل جاہل وان پڑھ ہیں۔

۲۔ بعض نےصرف چندسال پڑھائی کی ہے۔

۳۔ دیگرعلوم میں تحقیق کرنے والے بھی شامل ہیں۔

۴۔ اجتہاد کےدرجہ اعلیٰ پرفائزلوگ بھی ہیں۔

۵۔ خودمجتہدبھی ہیں چونکہ ان کے پاس دلائل کاہوناضروری نہیں ہے۔

۶۔ جاہل آدمی بھی دکانداری کرتے ہیں مقدمات لڑتے ہیں عدالتوں میں بیان دیتے ہیں۔

۷۔ یہ بات زمانۂ جاہلیت کے بت پرست بھی نہیں کہتے تھے کہ ہم جاہل ہیں۔

۸۔ کہتے ہیں اگر ہمارے اعمال اور دین و دیانت غلط ہیں تو ہمارے گزشتگان کے اعمال کا کیا ہوگا ہمارے گزشتہ علماء کا کیا ہوگا یہی بات فرعون نے موسیٰ سے کہی تھی ﴿قالَ فَما بالُ الْقُرُونِ الْأُولی. طه. ۵۱﴾

۹۔ اگر عوام الناس میں سے کوئی انسان کسی عالم سے سوال کرے آیا اس حکم کی کوئی دلیل بھی ہے ایسی صورت حال میں اس سوال کو جرم و گناہ قرار دیا جاتا ہے، کیا اس طرح کا سوال کرنا اس کا حق نہیں بنتا ہے۔

۱۰۔ اگر آپ کا جواب کسی انسان کی سمجھ میں نہیں آیا اور وہ کہے مولانا صاحب آپ کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی تو آپ کا کیا فرض بنتا ہے کہ اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکال دیں یا اپنے جواب کو آسان بنا کر دوبارہ پیش کریں۔

۱۱۔ قرآن کریم میں دو دفعہ نحل ۴۷، انبیاء ۷ میں جاہلوں سے خطاب میں کہا ہے اگر تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو جاننے والے سے پوچھیں، یہ نہیں کہا نہ جاننے والے جاننے والوں کے جواب پر قانع ہو جائیں دلیل کا مطالبہ نہ کریں۔

فقہ کے مصادر سے اندھیرے میں رکھنے کیلئے قرآن اور سنت رسولؐ کا نام نہیں لیتے جبکہ حقیقت اور واقعیت میں قرآن سے جواب نہ دینے سے پہلے تفسیر بنائی ہے عوام تو چھوڑیں نام نہاد علم دین پڑھنے والے بھی تفسیر کا معنی تشریح توضیح آیات سمجھتے تھے بعض کے پاس تفسیر ہوتی ہی نہیں جیسے نافہم با قرآن نے کچھ تفاسیر خریدی تھیں ابھی کچھ عرصہ پہلے معلوم ہوا تفسیر آیت سے غیر مربوط کرنے کو کہتے ہیں اور سنت محمدؐ کی جگہ سنت اہلبیت ،سنت اصحاب و تابعین و تبع تابعین ہے۔اما

اصول فقہ جو کہ معتزلہ کے کلام کا نچوڑ ہیں نے کہا قرآن سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔اجماع بلا اجماع اور قیاسات خواہشاتِ افراد و جماعات پر مبنی ہیں۔دونوں کی توضیح وتشریح ہم نے کتاب اجتہاد و تقلید کے آغاز و انجام اور مذاہب فقہی مسلمین میں بیان کی ہے وہاں رجوع کر سکتے ہیں۔ان تین نصاب کو پاس کرنے والے دین سے دور ہوتے ہیں لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر نا کارہ رہنے والے عضو زائد معاشرے پر بوجھ تصور کیے جاتے ہیں اور بعض اوقات دین سے مزید نفرت کا باعث بنتے ہیں چنانچہ اس وجہ سے علماء کی اکثر اولاد دین دار نہیں بلکہ باغی نکلتی ہیں۔

عناوین تقلید:

مرحوم آیت اللہ سید کاظم یزدی نے اپنی کتاب رسالہ عملیہ عروۃ الوثقیٰ میں ۲۷ مسائل فروعات کو دلائل عقل و نقل مستند سے ثابت نہیں کیا ہے بلکہ بے پدر مفروضہ سے آغاز کیا ہے۔

تقلید والوں کا کہنا ہے:

۱۔کہتے ہیں جو مجتہد نہیں اسے تقلید کرنی چاہیے لیکن تقلید کرنی چاہیے یہ کون کہتا ہے خود مجتہد کہتا ہے تو اسے استبداد کہتے ہیں کیوں کہ اس نے اس کی کوئی دلیل وسند نہیں دی ہے، یہ استبداد ہے کہ ان کی تقلید کریں۔

۲۔اگر عقل کہتی ہے تو اس کا استدلال بیان کرنا چاہئے تھا جسے انسان خود درک کرتا۔

۳۔قرآن کریم سے تقلید کرنے کیلئے جو آیت پیش کی ہے اس آیت میں یہ نہیں آیا ہے کہ اس کی دلیل نہیں پوچھ سکتے ہیں بلکہ قرآن میں تقلید جس کسی کی بھی

ہواس سے منع کیا گیا ہے مائدہ ۱۰۴،تو معلوم ہوا جہاں دلیل نہ ہو وہاں یہ لوگ تقلید کی بات کرتے ہیں دلیل طلب کرنے کا حق چھینیں گے تو اس کا نام استبداد ہے۔

۱۔ ہر وہ شخص جو مجتہد نہیں یا احتیاط نہیں کرسکتا ہے اسے مجتہد کی تقلید کرنی چاہیے۔

۲۔عمل بلا تقلید باطل ہے۔

۳۔ابتداء سے کسی مردہ مجتہد کی تقلید نہیں کرسکتے ہیں۔

۴۔ایک مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع نہیں کرسکتے ہیں۔

۵۔تقلید اعلم کی کرنی چاہیے۔

ابتداء سے کسی مردہ مجتہد کی تقلید نہیں کرسکتے ہیں یہ کس لئے ہے؟ جبکہ آپ کا اجتہاد قرآن وسنت سے مستند نہیں بلکہ آپ کہتے ہیں گذشتہ مجتہدین میں سے نائینی، یزدی، جواہری اور اصفہانی نے فرمایا ہے آپ کے مذہب کا ڈھانچہ ہی مردوں پر قائم ہے۔آپ کا اجتہاد قرآن اور سنت عملی محمدؐ پر نہیں بلکہ گزشتہ مجتہدین کے فتاویٰ پر ہے،آپ کسی مردے کی تقلید کریں آپ کے لئے یہ کیسے جائز ہے؟

۶۔آپ اپنے فتوے کی دلیل وسند نہ ہونے کی وجہ سے گزشتہ مجتہد کے فتویٰ کی سند دیتے ہیں اگر آپ گزشتہ مجتہد کے فتویٰ کی سند دے کر فتویٰ دے سکتے ہیں تو دوسرے اس فتویٰ پر عمل نہ کرنے کی بات کیوں نہیں کرسکتے۔

۷۔مجتہدین کے اکثر فتوے گزشتہ مجتہدین کے فتاویٰ کی بنیاد پر ہوتے ہیں آپ کے فتوے کی سند بننے والا فتویٰ جب مردے کا ہے تو کیوں عام انسان مردہ مجتہد کے فتوے پر عمل نہیں کرسکتے ہیں؟

۸۔لکھتے ہیں شیخ طوسی سے ابن ادریس تک ڈیڑھ سوسال سے زیادہ عرصہ کسی

نے فتویٰ نہیں دیا ہے عوام نے شیخ طوسی کے فتویٰ پر ڈیڑھ سو سال تک عمل کیا ہے کیا یہ تقلید میت نہیں ہے۔ اگر میت کی تقلید پر رہنا جائز ہے تو ابتدا سے کسی مردہ مجتہد کی تقلید کرنے میں کیا حرج ہے؟ اس میں کونسی مشکل آئے گی. کون سا نقض قانون ہو گا اور یہ کس مسئلہ سے ٹکرائے گا؟

۹۔ کہتے ہیں تقلید اعلم کی کرنی چاہیے اگر یہ صحیح ہے تو بتائیں دنیا میں فی زمانہ کون اعلم ہے اور اعلم کی تعریف کیا ہے؟

۱۔ ابھی تک اعلم کی جامع تعریف کسی نے بیان نہیں کی ہے اور آئندہ بیان ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔

۲۔ عوام بے چارے کبھی بھی مجتہد کی نہیں اس کے وکیل کی تقلید کرتے ہیں، در حقیقت تقلید مجتہدین کے وکلا کی ہوتی ہے مقامی عالم کی ہوتی ہے جو توضیع المسائل پڑھ سکتے ہیں ان کی تقلید ہوتی ہے لہٰذا عوام بے چارے اعلم کو کیسے پہچانیں گے؟

کراچی میں لوگ صادق حسن ،علی مدبری اور یوسف نفسی کی تقلید کرتے ہیں، یتیموں کا مال دیوانوں کا مال نا بالغوں کا مال اور حرام کمائی سے حاصل ہونے والے مال پر مجتہدین کو تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔

فقہاء کی نظر میں اجتہاد وتقلید:

کتاب عروۃ الوثقیٰ مسئلہ نمبر ا:۔ ہر مکلّف غیر مجتہد وغیر محتاط پر واجب ہے تقلید کریں ابن ادریس متوفی ۵۹۸ھ نے مسئلہ ۷ میں کہا ہے عمل عامی بلا تقلید یا بلا احتیاط باطل ہے۔ اس باب میں ماتن وشارحین حاشین محققین کی مثال ان علماء و مفسرین کی مثال ہے جو ایک زمانے میں زمین کو مرکز اور سورج کو اس کے گرد گردش کرنے والا ایک ستارہ سمجھتے تھے اس وقت مفسرین نے اس طریقے سے

آیات کی تفسیر کی کہ زمین اپنی جگہ مستقر ہے اور سورج اس کے گرد گردش میں ہے وہ اس میں لمحہ بھر کے لئے غور وفکر کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوئے کہ آیات بذات خود سیاق وسباق کلمات کیا کہتی ہیں بعد میں جب یہ نظریہ بدل گیا اور سورج مرکز اور زمین اس کے گرد گردش کرنے والی قرار پائی تو پھر تقلید کرتے ہوئے کہا ہاں زمین گردش میں ہے۔

۲۔خانہ کعبہ نبی کریم محمدؐ کی پینتیس سال کی عمر میں گرا کر نئے سرے سے بنایا گیا تھا پہلے کعبہ کے دو دروازے ہوتے تھے دونوں دروازے کھلے ہوتے تھے انہیں تالا نہیں ہوتا تھا تو فقہاء اور طواف کرنے والے بھی اس کے گرد طواف کرنے کی بجائے ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکلتے تھے تو فقہاء نے اس طواف کو باطل قرار دیا، یہ مسئلہ ہمیشہ اس وقت سے چلتا رہا فقہاء نے اپنا رسالہ عملیہ پلٹ کر نہیں دیکھا کیونکہ مناسک حج میں ان کا کام صرف حج پر ٹیکس تھا چنانچہ تعمیر میں رکن یمانی والے دروازہ کو بند کیا گیا اور اندر سے طواف کا تصور ہی ختم ہوگیا یہاں مسئلہ اگر کوئی اندر سے طواف کریں تو طواف باطل ہے چلتا رہا ہے۔ اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ مناسک حج مجتہدین بدلنے سے نہیں بدلتے ہیں مناسک حج پر ہی پر نام مجتہد بدلتے ہیں۔آیت اللہ باقر الصدر نے مناسک حج میں لکھا ہے ہم نے غیر ضروری مسائل کو حذف کیا ہے مثلاً طواف میں ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے دروازے سے نکلیں تو طواف باطل ہے لہٰذا اس کی ضرورت اب ختم ہوگئی ہے دروازہ بند ہونے سے اس مسئلہ کا تصور بھی ختم ہو گیا ہے۔

۳۔مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہتے ہیں کہ پتھر کو خلیفہ دوم عمر بن خطاب نے

اٹھا کے موجودہ جگہ رکھا۔ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کچھ سال پہلے بڑا اژدہام ہی کیوں نہ ہو مقام ابراہیم کو دائیں طرف رکھ کر طواف کرتے تو زیادہ مشکل نہیں تھی چنانچہ لوگ اس کے اندر سے طواف کرتے تھے اب تو دس گز مقام ابراہیم کے پیچھے اژدہام پہنچا ہے اب بھی ضد پر اکڑے ہوئے ہیں کہتے ہیں ہماری فقہ کے مطابق اس کے باہر سے طواف نہیں ہوسکتا ہے یا بعض کہتے ہیں فلاں نے اجازت دی ہے یہاں کوئی ان کی ملکیت نہیں کہ وہ جب چاہیں اجازت دے دیں اور کہیں کہ اب اجازت ہے پہلے والوں نے اجازت نہیں دی تھی اب انھوں نے اجازت دی ہے۔ اسی طرح سابق زمانے میں میقات پر پہنچنا دشوار تھا تو کسی نے کہا آپ میقات سے برابر میں محرم ہو جائیں لیکن ابھی تو میقات پر پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اس کے باوجود توڑ پھوڑ کرتے ہیں اور ائیر پورٹ سے احرام باندھنے کا فتویٰ دیتے ہیں بلکہ اب تو گھر سے ہی احرام باندھنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

۴۔ رسالہ عملیہ میں لکھتے ہیں تقلید مسائل فرعی میں ہوتی ہے اصول دین میں تقلید نہیں موضوعات میں تقلید نہیں اب تو ان تمام میں بھی گردن گھسیٹ کر تقلید لگائی ہے۔ یہ قرآنی کلمات ومعانی میں مفسرین کے معانی پر رک جاتے ہیں مفسرین کی ذمہ داری سیاق وسباق اور شان نزول کے قرائن کے تناظر میں آیات کا معنی کرنا ہے نہ کہ کلمات کے معانی بیان کرنے ہیں، بلکہ اب تو صورت حال اس سے بھی بد تر ہوگئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تقلید اخوان صفا نے شروع کی ہے یہ اختراع باطنی ہے تقلید ایک دفعہ شخص کی کرتے ہیں اور جب شخص کی تقلید کرتے ہیں تو غلط کہنے پر وہ پکڑا جاتا ہے آپ نے جو حکم دیا ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ آپ اس کا جواب دے دیں“

فلاں نے کہا ہے‘‘۔ چنانچہ اب نام لینے کے بجائے طبقہ کا نام لیتے ہیں یہاں انہوں نے طبقات بنائے ہیں کہتے ہیں فقہ جعفری والے یہ کہتے ہیں، فقہ حنبلی والے یہ کہتے ہیں فقہ حنفی والے یہ کہتے ہیں فقہ شافعی والے یہ کہتے ہیں اور فقہ مالکی والے یہ کہتے ہیں لیکن انھیں کہاں تلاش کریں؟ کیا اب فہم دین کے لیے مردوں کو تلاش کریں مردوں تک تو کسی کی رسائی نہیں زندوں سے پوچھیں تو وہ کہتے ہیں یہ بات ہم نے تو نہیں کہی یہ فتویٰ ہمارا تو نہیں یہ تو فلاں امام نے کہا جو صدیوں پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ جب آدمیوں کو کسی جرم میں پکڑا گیا ہو اور ان میں سے ایک مر گیا ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب باقیوں کی جان چھوٹ گئی۔

۵۔تقلید کی ضرورت پر یا تقلید کے جواز پر جو دلائل قائم کئے ہیں وہ مخدوش ہیں۔ کہتے ہیں تقلید کے جواز کی دلیل سیرت عقلاء ہے جو عقلاء کریں وہ جائز ہے مثلاً پورے لاہور والے پتنگ اڑاتے ہیں جس میں تمام مذاہب والے شامل ہیں دانشور شامل ہیں اسکالرشپ والے شامل ہیں حکومت پتنگ بازی کے لیے مخصوص دن پر چھٹی دیتی ہے کیا اسے سیرت عقلاء کہیں گے؟ یہ مراسم ہندوستان والوں کے مراسم ہیں، یہ پنجابیوں کے مراسم ہیں، یہ بلوچیوں کے مراسم ہیں، یہ سندھیوں کے مراسم ہیں یا یہ بلتیوں کے مراسم ہیں یہ گلگتیوں کے مراسم ہیں۔ کیا ان کے کرنے سے کوئی فعل جائز ہو جاتا ہے؟ آپ نے کہاں سے کہا ہے کہ یہ سیرت عقلاء ہے سیرت عقلا دلیل ہونے کی کیا دلیل ہے؟ کسی چیز کو صرف دلیل قرار دینے سے دلیل نہیں بنتی ہے بلکہ اس کے لئے اس کے دلیل ہونے پر دلیل ہونی چاہیے جسے رد کرنا ناممکن ہو۔

۶۔تقلید ہمارے ہاں نہیں چلتی ہے۔ یہ بھی کھلا جھوٹ ہے اور خلاف حقیقت

ہے۔ کہتے ہیں کہ مجتہد تقلید نہیں کرتے، احتیاط والے تقلید نہیں کرتے یہ سب جھوٹ ہے مجتہد کی کل اساس ہی تقلید ہے۔ اگر ذرہ بھر بھی ایمان ہے کہ مجھے مرنا ہے اللہ کے حضور میں جانا ہے وہاں میرا حساب و کتاب ہوگا تو اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا اگر ان کا مذہب یہ ہے کہ ان کی تقلید کرنا ہی ہمارا مذہب ہے تو ان کے مذہب اور مشرکین، ہندوؤں اور بوذیوں کے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایسا کرتے پایا ہے، یہ کہنا غلط ہے کہ ہم خوئی، خمینی اور سیستانی کی تقلید کرتے ہیں بلکہ یہ سب مملکت میں مشہور کی تقلید کرتے ہیں یہ دیکھتے ہیں کہ مشہور کون ہے گمنام کون ہے۔ لہٰذا جس سے شریعت لیتے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کریں اس کے بارے میں فکر وتدبر کرنا چاہیئے کہ شریعت کس سے لینی ہے یہ مسئلہ شیعہ عقیدہ کے تحت اور واضح ہے جہاں ان کا کہنا ہے امامت اصول دین میں سے ہے جہاں کسی کی پیروی کی جاتی ہے وہاں تقلید نہیں ہوتی۔ ان دونوں نقاط کو سامنے رکھنے کے بعد اب ہم آتے ہیں کہ عوام صرف مسائل شرعی میں تقلید کرتے ہیں یا وہ انتخاب مجتہد میں بھی تقلید کرتے ہیں۔ کراچی کے سرمایہ دار خوجہ جماعت نے آغائے خوئی کی تقلید یوسف نفسی، صادق حسن اور علی مدبری کے کہنے پر کی ہے، یہ تینوں پوری کوشش کرتے ہیں کہ کہیں لوگ امام خمینی کی تقلید نہ کرنے لگیں یہ آغائے خوئی کی تقلید کی طرف موڑتے تھے۔

ہمارے بلتستان میں مرحوم شیخ احمد علی نے سکردو کی مرکزی جگہ پر عقلاء اور پڑھے لکھے دانشور لوگوں کو اس طرح سے مسترد کیا کہ ہمارا علاقہ غریب ہے۔ ہمیں کسی غریب مجتہد کی تقلید کرنی چاہیئے، ان کے کہنے پر مرحوم آغا عبداللہ کی تقلید کی گئی۔ کراچی میں مہاجرین کے کہنے پر، پنجاب میں مرحوم آغائے صفدر اور آغا علی

کے کہنے پر امام خمینی کی تقلید کی انہوں نے تقلید مجتہد کی نہیں کی ہے بلکہ مجتہد سازوں کی تقلید کی ہے۔ آغائے خوئی کے بیرونی حجرے میں ایک بڑے قد و قامت کی ہستی پہنچی آغائے خوئی ابھی تشریف نہیں لائے تھے ناواقف لوگوں نے ان کو آغائے خوئی سمجھا ان سے پوچھا آپ مجتہد ہیں تو انھوں نے کہا ہم مجتہد نہیں بلکہ ہم مجتہد ساز ہیں۔ واقعاً آپ اور شیخ نصر اللہ مجتہد ساز ہی تھے آغائے حکیم اور آغائے خوئی جیسی بڑی علمی و اجتماعی اور قدرتِ بیان رکھنے والی شخصیت کے ہوتے ہوئے آپ نے دونوں آنکھوں سے نابینا آیت اللہ عبد الھادی کو مرجع بنایا یہ مجتہد ساز لوگ کسی کو اٹھاتے تھے اور کسی کو گراتے تھے۔

تقلید مجتہد کے بارے میں کتاب فقہ جیسے مستند عروۃ الوثقیٰ، تحریر الوسیلہ و دیگر رسائل عملیہ کو دیکھ کر یہاں رائج مذہبی روایات میں سے ایک کونڈوں کے بارے میں علماء اعلام کے بیانات اور اہتمام یاد آیا کہ دونوں میں کتنا موازنہ پایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ لاہور میں برادران نے ایک کنونشن منعقد کیا تھا اسکے اجتماعی مباحث میں سے ہماری مذہبی رسومات تھیں اس میں سے ایک کونڈے بھی تھے۔ برادر امتیاز رضوی صاحب جو اس وقت خرافات کے مخالف تھے وہ اس کے سیکرٹری تھے، انہوں نے اس سلسلہ میں آغائے تقی شاہ صاحب سے ہدایات و توضیحات مانگیں، تقی شاہ صاحب پاکستان میں ایک جانے پہچانے انقلابی عالم دین ہیں ان کے والد مرحوم پاکستان میں غلات اور نصیریت کے خلاف تھے علم و عمل دونوں کے داعی تھے آپ نے ایک متواضع درسگاہ قائم کی تھی آپ نے خطابت اور ذاکری اردو معلیٰ سیکھیں تقریر کرنے نبوغت میں بے مثال تھے لیکن خطابت میں نبوغت کے بعد منطق کھو جاتی ہے۔ ایران میں ناصر الدین شاہ کے دور میں علماء اور شاہ کے درمیان

اختلافات چل رہے تھے اس دوران ایک عالم جمال الدین افغانی کو بتانے کیلئے مصر گئے۔انھوں نے جمال الدین افغانی کوایران کے حالات سے واقف وآ گاہ کیاتقریر سننے کے بعد جمال الدین افغانی نے ان سے پوچھا کیا آپ ذاکری تو نہیں کرتے ہیں۔غرض آغا تقی شاہ صاحب بھی ذاکری میں نبوغت رکھتے تھے چنانچہ آپ نے اہمیت کونڈہ کے بارے میں اتنی دلیل دینے پر اکتفاء کیا ''کہ دیکھو جس چیز سے ہمارے دشمن کو چڑ ہے اس سے ہمارا مذہب باقی رہتا ہے یہ مذہب کی اساس ہے اس کو مت چھیڑو'' کسی اور خطیب نے کہا تھا ہم کونڈوں کونہیں سمجھے ہیں کونڈے بنانے سے پہلے استعمال ہونے والی لکڑی کو پہلے دھویا جاتا ہے پھر اسے دھوپ میں سکھایا جاتا ہے پھر اسے جلا کر کونڈے بناتے ہیں اب آپ کواندازہ ہو گیا ہو گا کہ ان کے پاس تقلید کی کیا حکمت ہے۔غرض یہ تقلید عقل وشرع کے نزدیک مردود ہے اس کے بے حساب ابواب واقسام ومسائل بنائے ہیں سب سے زیادہ عروۃ الوثقیٰ میں ان کو بیان کیا گیا ہے۔

تقلید کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

۱۔تقلید ملت کوبغیر چون و چرا کے ان کی بتائی ہوئی شریعت کا پابند بناتی ہے۔

۲۔انہیں تتر بتر ہونے سے بچا کر متحد رکھتی ہے۔

۳۔ایک ہی ہستی تمام شیعوں کی نگرانی کرتی ہے۔

۴۔مال امام کوضیاع ہونے سے بچاتی ہے۔

یہ تمام فلسفہ زبانی جمع خرچ ہے اس پر کسی بھی دور میں عمل نہیں ہوا ہے۔وہ یہ سند یا تو جھوٹ سے پوری کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم اللہ کی طرف سے یا رسولؐ کی طرف سے یا حاکم اسلامی کی طرف سے آئے ہیں یا خوب شور شرابہ کرتے

ہوئے کہتے ہیں ہر چیز کی دلیل نہیں ہوتی ہے۔ یہ لوگ جنہوں نے مجھے قبول کیا ہے کیا وہ بے دین ہیں دیکھوان میں آپ سے زیادہ پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں ان میں زاہد و عابد و پرہیز گار سب نیک لوگ شامل ہیں۔ اب آتے ہیں اس طرف کہ تقلید ایک استبداد ہے اس سلسلے میں ہمارے پاس بہت سے مصادر ہیں لیکن ہم یہاں پر مرحوم آیت اللہ خوئی کی تقلید میں دیئے گئے درس سے استناد کرتے ہیں۔ کتاب کا نام تنسیخ فی شرح عروۃ الوثقیٰ تالیف آیت اللہ سید محمد کاظم یزدی متولد ۱۲۴۷ھ۔۱۳۲۷ھ ہے۔ آپ اپنے دور کے بڑے مرجع تقلید تھے کتاب عروۃ الوثقیٰ آپ کا رسالہ عملیہ تھا جس پر آپ کے بعد مجتہدین نے حاشیہ لگایا ہے بعض نے اسے اپنے درس استدلالی کا عنوان بنایا ہے اور مسائل کے لیے دیئے دلائل استناد پر بحث کی ہے ہمارے پاس عروۃ الوثقیٰ کی دو شرح ہیں، ایک مستدلی شرح عروۃ الوثقیٰ ہے دوسری شرح آیت اللہ سید محسن حکیم کی ہے۔ اس کتاب کا پہلا باب تقلید ہے پہلی جلد ۳۷۹ صفحات پر مشتمل ہے پوری کی پوری کتاب میں تقلید پر بحث ہے لیکن خود عنوان ۷۲ مسائل پر مشتمل ہیں یہ ۷۲ مسائل اپنی جگہ چند عناوین پر مشتمل ہیں:

۱۔ ہر مکلّف پر واجب ہے کہ اگر مجتہد محتاط نہ ہو تو وہ تقلید کرے۔
۲۔ عمل بلا تقلید باطل ہے۔
۳۔ ابتداء میں تقلید میت جائز نہیں ہے۔
۴۔ ایک مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں۔
۵۔ تقلید اعلم کی ہونی چاہیے۔

فقہاء نوابغ نے ان مسائل پر دلائل دیتے وقت ان کو بے دلیل و منطق قرار

دیا ہے لیکن ان میں سے ہر ایک سوال کا جواب دلیل سے دینے والے فقیہ آیت اللہ حسین فضل اللہ ہیں مراجع سے متعلق بہت سے مسائل کو بے دلیل قرار دیتے تھے لیکن جب خود اپنی مرجعیت کا اعلان کیا تو جن مسائل کو پہلے بے دلیل قرار دیا تھا سب کو واپس لائے، یہاں سے ثابت ہوا مرجع تقلید بننے کا مطلب تحقیق کی عمارت کو بم سے خاکستر کرنا ہے۔ان کی مثال موجودہ حکومت اور اپوزیشن ہے۔

۶۔اختیارات مجتہد بر تقلید

ہم یہاں ان چند عناوین کی بے سندی سے پردہ اٹھاتے ہیں تاکہ استبداد اجتہادی سے پردہ اٹھایا جائے اور دین اسلام ان کے استبدادی ہاتھوں سے آزاد ہو جائے۔ ہمارے ملک میں ہر صوبے میں وفاق کی طرف سے ایک گورنر ہوتا ہے پورے ملک میں ایک عسکری سربراہ ہوتا ہے پھر اس نام نہاد جمہوریت میں دوسرا سربراہ صدر وزیر اعظم اور دو قانون ساز اسمبلیاں بنام سینٹ اور قومی اسمبلی ہوتی ہیں لیکن مذہبی مملکت میں مجتہدین کی تعداد دس پندرہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور پھر ہر علاقے میں ان کے کئی کئی نمائندے ہوتے ہیں۔

تقلیدی ڈاکہ زن اور چور ہوتا ہے، وہ الفاظ سے بھی ڈرتا ہے لہذا وہ ذو معنی یا مشترک معنی والے الفاظ وکلمات استعمال کرتے ہیں ،اس کے بعد وہ ہیر پھیر، خوف و ہراس اور فتنہ وفساد پھیلاتے ہوئے تسلیم افکار ونظریات قرآن وسنت سے فرار کے راستے انتخاب کرتے ہیں۔آئیں دیکھتے ہیں وہ کس حد تک ڈرپوک ہو تے ہیں:

۱۔وہ قرآن اور سنت عملی محمدؐ سے ڈرتے ہیں لہذا دین لینے کے لیے قرآن و سنت عملی محمدؐ سے متمسک نہیں ہوتے اور اس سلسلے میں ہیر پھیر اور توڑ پھوڑ اور حیلہ

بہانہ بناتے ہیں۔وہ جو مذہب پیش کرتے ہیں اسے کبھی بھی قرآن وسنت نبی کریمؐ تک لے جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے اوراس مذہب کی ہر بات کا اصحاب و آئمہ سے آغاز کرتے ہیں۔اپنے مقتدیٰ وپیشویٰ یانمونے کےطور پر دوگروہوں کو پیش کرتے ہیں اورآخرمیں ان سے مروی احادیث بھی پیش کرنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ ان سے مروی احادیث میں سند ومتن دونوں حوالوں سے مخدوش و غلط احادیث کی بھرمار کے ساتھ ساتھ فاسق و فاجر راویوں کی روایات کی بھی کثرت ہے لہٰذا حدیث سے ڈر کے انھوں نے اس سے نیچے ایک تیسرا راستہ بنایا ہے جسے فقہ کہتے ہیں،حدیث سے ماخوذ احکام فقہ کوشریعت کا مقام دینے کے لئے جھوٹ در جھوٹ گھڑا ہے۔فقہ کے آغاز کے لیے انہیں چار فقہاء کا سہارا لینا پڑا جن میں امام ابوحنیفہ،امام مالک،امام محمد بن ادریس شافعی اورامام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ان چاروں کے چاروں کواپنے مؤقف میں متضادومتناقص ہونے کی وجہ سے عالم اسلام کے سامنے پیش کرنے سے ڈرگئے کیونکہ ابوحنیفہ کی شخصیت کوصاحب رائے ہونے کی وجہ سے دین وشریعت کے مرکز مکہ و مدینہ والے نہیں مانتے تھے۔وہ انھیں مطعون کرتے تھے اس کےعلاوہ وہ فرقہ مرجئہ سے تعلق رکھتے تھے فرقہ زیدی سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا وہ مقبول کل نہیں بن سکتے تھے لہٰذا امام مالک کوشامل کیا۔امام مالک صرف حدیث کے داعی تھے اوران کی ساری احادیث مرسلات پر مشتمل تھیں چنانچہ اہل عراق ومصر والے انہیں نہیں مانتے تھے لہٰذا امام مالک کوابوحنیفہ کی فقہ لینا پڑی،انھوں نے ابوحنیفہ کے شاگردوں سے ان کی آراءکولیا ہے تو ان کی فقہ حدیث اور فقہ سے مرکب بنی لہٰذا انھیں بغداد میں ایک مذہب اورمصر میں دوسرا مذہب چلانا پڑا۔

۳۔امام شافعی تو ان دونوں سے بھی بہت آگے نکلے انھوں نے نئے اصول و قواعد وضع کیے مدعی مکمل شریعت بنے۔

۴۔احمد بن حنبل جو حدیث کے داعی تھے انھیں بھی اسی اصول کو اپنانا پڑا اور اپنی آراء بدلنا پڑیں۔ان آئمہ میں سے اگر ایک کسی خوبی کا مالک تھا تو ساتھ ہی ان میں کوئی دوسری خامی بھی تھی۔

۵۔ایک فقہ نہ چلنے کی وجہ سے انھیں طبقات بنانا پڑے کیونکہ جب سب کچھ ایک شخص سے نہیں ملا تو ان کے پاس طبقات بنانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔

قارئین تقلیدیوں کا ڈاکہ زن، چور اور ڈرپوک ہونے کے منہ بولتے ثبوت میں ان کا میرے ساتھ رویہ ملاحظہ کریں:

ا۔جعفر وجوہری نے کہا ہمیں آپ کی کتابوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جب وہابیوں اور نور بخشیوں میں سے کوئی شخص آپ کی کتابوں میں سے کوئی بات پڑھ کر ہمیں سناتے ہیں تو ہمارے پاس ان کو دینے کے لیے کوئی جواب نہیں ہوتا۔چنانچہ یہ شیعہ ہم سے بھی ڈرتے ہیں ان سے بھی ڈرتے ہیں چونکہ چور ہیں اور غیر مشروع عمل انجام دے رہے ہیں۔

۲۔سلمان نقوی، مظہر کاظمی، ریحان تقوی، اشرف شگری اور امداد شجاعی نے کہا ایسی باتیں نشر کرنے سے پہلے آپ کو مجتہدین اور ولی فقیہ سے اجازت لینی چاہیئے تھی، ان لوگوں نے مجھے روکنے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا کیونکہ وہ میری کتابوں کو غلط بھی نہیں کہہ سکتے اگر کہیں گے تو دلیل دینا پڑے گی، دوسری طرف ان کی یہ مجبوری بھی ہے کہ وہ میری کتابوں پر چپ بھی نہیں رہ سکتے کیونکہ لوگ کہتے ہیں ان کا جواب دو۔

۳۔دلنواز نے کہا آپ یہ کام یہودیوں کے لیے کرتے ہیں اس طرح انہوں نے یہودی کی تہمت لگا کر مجھے ڈرانے کی کوشش کی۔

۴۔آغا رضا نے کہا یہ کام ایجنسیوں والے کرواتے ہیں۔

۵۔باقر مجلسی وشگری نے کہا مافیا کے کہنے پر کرتے ہیں۔ناصر شگری نے کہا سنیوں کے خلاف نہیں لکھتے۔

۶۔یوسف عابدی اور ڈاکٹر حسن خان نے کہا ان کی کتابوں میں کچھ بھی نہیں۔

۷۔رئیس نے کہا یہ اسرار ملت ہیں ان کا فاش کرنا جرم ہے۔

۸۔مدرسہ امام خمینی اور جامعہ الکوثر والوں نے ان کتابوں کو کتب ضلال قرار دیا اور کہا دیگران کا پڑھنا حرام ہے۔

۹۔بلتستان سکردو وخپلو کے عمائدین نے کہا ان سے بے اعتنائی کریں۔ان سب سے واضح ہوتا ہے میرے خلاف احزاب ایک نکتہ پر اتفاق نہیں کر سکے، بڑے بڑوں نے میری کتابوں کے بارے میں متضاد آراء پیش کی ہیں۔

۱۔اگر میری کتابوں میں کچھ بھی نہیں تو پھر آپ کو غصہ کیوں آتا ہے؟

۲۔آپ لوگوں کا کہنا ہے ان کی کتابوں سے بے اعتنائی کریں اگر کسی مخالف سے بے اعتنائی ہی کرنا تھی تو اپنے حساب سے اور اپنے علم ومقام وعزت وشہرت کی بنیاد پر مخالف نظریے کو رد کرتے، بے سروپا باتیں کر کے چپ سادھ لینا بے اعتنائی نہیں ہوتا ہے اگر یہ بے اعتنائی ٹھیک ہوتی تو اللہ ابولہب کو چھوڑ دیتا۔اس سے بے اعتنائی کرتا فرعون کو چھوڑ دیتا اس سے بے اعتنائی کرتا اور پیغمبر اکرمؐ مشرکین اور یہودیوں کے ساتھ بے اعتنائی کرتے۔لیکن یہ سب آثار شوم تقلید ہیں۔تقلید یعنی

مذہب پر ڈاکہ، دین پر ڈاکہ اور غیر دین کو دین بنا کے پیش کرنا ، دین سے آنکھ چرانے والے لوگ ڈرپوک بھی ہوتے ہیں اور غصے والے بھی ہوتے ہیں، دوسروں کو برداشت بھی نہیں کرتے۔تقلید کے بارے میں روشن خیال، جدت پسند اور آزاد خیال جو کہتے ہیں عقل اسے نہیں مانتی سائنس نہیں مانتی دین و سائنس کو ساتھ چلانے والے قلب صادق اور ذکی باقری اور ان جیسے دیگران تقلید کے بارے میں جو کہتے ہیں وہ ان کے ماتھے پر سیاہ داغ ہے، منہ میں لوہے کی لجام آنکھوں پر سیاہ شیشے ہیں۔

طبقات تقلید:

۱۔دلیل و برہان اقامہ حجت سے تنازل وچشم پوشی کر کے کسی بات پر بغیر مطالبہ دلیل عمل کرنا ایک حوالے سے ایک وسیع اور من مانی استبداد کا دروازہ ہے۔ یہاں سے جہالت و نادانی رجعت ستانی بغیر ویزا داخل ہوتی ہے اور شہر میں داخل ہونے کے بعد کسی قسم کی پریشانی نہیں رہتی ہے۔لیکن یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا جبکہ قرآن کریم کی آیات محکمات نے راکٹ و ہائیڈروجن بم کی مانند جہالت کے ہر پل کو پاش پاش کیا تھا۔بہت سی آیات میں جہالت کی مذمت اور دردناک عاقبت کی خبر دی گئی ہے، تفکر و تعلم نہ کرنے والوں کی بدترین مذمت کی گئی ہے لہٰذا کسی کو کسی کا قول بغیر دلیل ماننے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا ہے۔

۲۔کسی کے قول کو من وعن بغیر مطالبہ دلیل تسلیم کرنے کا سلسلہ دروازہ شکم اجتہاد سے جنم لینے والے بچہ سے موسوم تقلید ہے، جس طرح مجتہد نے تمام تر توجہ سے اپنے بیٹے پوتے دامادوں کی پرورش کی ہے، تقلید بھی انہی کے مشیر فرزند پروردہ خانہ اجتہاد سے ہے۔

۳۔تقلید مغرب کی درسگاہوں سے فارغ ہو کر اپنے ہم وطنوں کے لئے لائے گئے تحفہ کا نام ہے، دانشور مغربی درسگاہوں سے حب وطن لے کے نہیں آتے فقر سے جنگ کرو کے منصوبے لے کے نہیں آتے ہیں۔ایک کلمہ خبیثہ زبان پر جاری کرتے ہیں لکنت اور تذلیل وتحقیر کا احساس دلانے والا کلمہ لے کر آتے ہیں یعنی مغرب جیسا جیو تو ترقی خود بخود آجائے گی۔ابھی تک جتنے یہاں سے پڑھنے کے لئے گئے تھے وہ وہاں ہوٹلوں میں سینما گھروں میں کلبوں میں اور پیٹرول پمپوں پر ذلیل وخواری کی زندگی گزار رہے ہیں یا واپس آکر آپ کے صوبے ضلع تحصیل کے ترقیاتی بجٹ کو اپنی تنخواہوں میں سفر خرچ میں لینے والے ہیں، بجلی کے مہندس بجلی کی جگہ لوڈ شیڈنگ لائے ہیں۔انہوں نے عوام کیلئے کوئی ایسا منصوبہ متعارف نہیں کروایا ہے کہ ہم اس منصوبے پر عمل کر کے ترقی کریں گے بلکہ خود شراب وکباب میں مستغرق رہنے کے بعد شراب خانوں سے نکل آتے ہیں۔اس کا واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں وہاں سے جو بھی آئے ہیں انھوں نے پڑھا مغرب میں ہے اور بات روسی انقلاب لانے کی کرتے ہیں۔

۴۔ختم نبوت کے منکر گروہ بہائی، قادیانی، آغا خانی ومنتظرین کے پاس اپنے مدعا کے لئے کوئی دلیل نہیں، انھوں نے تقلید کے زور پر اپنی بات منوائی ہے، یہ روشن خیال دانشور جو تقلید پر زور لگاتے ہیں وہ نماز وروزہ کے احکام جاننے کے لئے نہیں بلکہ مطالبہ دلیل کا سلسلہ ختم کرنے کی خاطر ہے وہ کسی عام اجتماع میں بات نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس اپنے مدعا کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔

۵۔تقلید کا پانچواں طبقہ تنظیموں سے وابستہ افراد ہیں جتنی بھی تنظیمیں ہیں یہ تقلید کی بنا پر مبنی ہیں، تنظیم کے چند آدمی بیٹھ کے آئین بناتے ہیں اور سب کو گھسیٹ

کراندرلاتے ہیں۔ملک میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب کسی نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں۔یہ پہلے تنظیمی ہیں ان کے تقلیدی ہونے کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ہمیشہ تنظیم میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا ہے اس کو قائد پر چھوڑتے ہیں جو وہ کہیں گے سب کو منظور ہوگا۔اس طرح ملت کے ہر فرد نے دامے درمے سخنے دین وملت سب کو برباد کیا ہے۔اس لشکر ابرہہ تقلید نے کتنے طبقات کتنی بٹالین کو ہم پر مسلط کیا ہوا ہے۔

۱۔اسلام دین ناقص نہیں کہ مجتہدین آکر اجتہاد سے نقص کو پورا کریں اور خود پاپ اور اسقف بن جائیں۔

۲۔اسلام صوفی ازم نہیں کہ بیعت لینے کے بعد ہر قسم کی شراب وکباب جائز ہوجائے اور پھر یہ قادری وگیلانی اور کاظمی وقریشی جیسے ملحدین بے دینوں کیلئے عیش اور اہل پاکستان کے لئے وبال جان بن جائے۔

۳۔اسلام آئین پاکستان نہیں کہ ہر آئے دن اداکار وگلوکار اور ان کی محافل کو پسند کرنے والے،آف شور کمپنیوں والے،سنہرے محلات والے اور دہری شہریت والے آکے اس میں اپنی من مانی ترامیم کریں۔

۴۔اسلام تنہا فقہ نہیں تاکہ تیس چالیس میل سفر کر کے نماز روزہ قصر کریں۔ نمازوں اور روزوں کے قصر وتمام کے بے سند فتاویٰ صادر کریں روزے کو موسم معتدل کے دن میں تبدیل کرنے کا اجتہاد کریں اور تبدیل احکام کریں۔

۵۔اسلام دین محمدؐ نہیں کہ سہولتوں کو بنیاد بنا کر ان کے جانشین اسے جاری رکھیں اور ملک وملت کو اغیار کے سپرد کریں،رسول کریم محمدؐ اللہ کے شریک نہیں کہ آیات محکمات کے ہوتے ہوئے حدیث رسول کو آگے کریں کیونکہ شریعت اسلام کا

شارع اللہ اور اس کا لانے والا محمدؐ ہے۔

۶۔شریعت اسلام ناقص نہیں کہ اسے اجماع وقیاس سے تکمیل کریں کوئی اس میں عیب ونقص نہیں کہ مجتہدین ومجددین آکر اس کی تجدید کریں یہ دین ﴿لا یـأتیہِ الْباطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ .فصلت. ۴۲﴾ ہے۔

اوجست کونت:

کتاب مذاہب فکریہ معاصرص ۲۱۵ اوجست کونت ۱۷۹۸ء میں ایک گھرانہ مسیحی اعتدال پسند وترقی پسند کیتھولک میں پیدا ہوا وہ دین و دیانت سے سخت عداوت ودشمنی رکھتا تھا، دین ودیانت کو یکسر مسترد کرنے کے بعد یہ شخصی اضطراب اور داخلی کشمکش اور عدم توازن و استقامت کا شکار رہوا۔دین کو کھلے عام وہم و خرافات کہنے والے اوجست نے درک کرنا شروع کیا کہ دین بہت خراب چیز ہے بری چیز ہے لیکن اجتماع کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے۔ یہاں سے ضد دین اور ضرورت دین کے درمیان میں طوفان میں غرق ہونے کے بعد اس نے ایک دین اپنی طرف سے وضع وجعل کیا ہے۔اس نے اس دین کا نام دین انسانیت رکھا، اوجست کی مثال پیش کرتے وقت عصر حاضر میں اوجست کے فکر کو سامنے لانا ضروری ہے۔ تحقیق سائنس اور الحاد ولادینیت کے عروج کے دور میں دین جس جگہ پہنچا تھا وہاں سے اوجست نے دین کے بارے میں اپنا تصور پیش کیا تھا کہ دین خرافات ہے جھوٹ ہے فاسد ہے۔خاص کر دین کلیسا قابل قبول نہیں ممکن نہیں کہ وہ اس کو دوبارہ گلے سے لگائیں، یہ ایک حقیقت ہے۔

۲۔دین عوام کے لئے کمبل جیسا ہے جو انہیں چھوڑتا نہیں ہے ناگزیر ہے، لوگوں کو دین سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔فی زمانہ ہمارے روشن خیال بعض علماء

اور خاص کر کالم نگاروں کا کہنا ہے کہ فرقوں اور فرقہ پرستی نے اس ملک کو تباہ و برباد کیا ہے، قبرستانوں کو آباد کیا ہے، ہسپتالوں کے مالکان کو سرمایہ دار بنایا ہے، صنعت کار بنایا ہے دواخانوں کو ایسا سونا خانہ بنایا کہ جن کی آمدن سونے کی بڑی بڑی دکانوں سے بھی کئی گنا زیادہ ہے لوگوں کو مردوں سے وابستہ کیا ہے، زندگی کے مسائل میں مسلمانوں کو مغرب کے اصطبل خانے میں چھوڑا ہے۔ گرچہ فرقوں کو اپنی شناخت بنانے والے مسلمانوں کے سیرت و کردار میں قرآن و سنت کے احکام و تعلیمات پر عمل نظر نہیں آتا۔ ان کی حکومتیں نظام اسلام سے صدیوں کے فاصلے پر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے نفاذ کی ذرہ برابر کوشش کرتی نظر نہیں آتیں وہ اسلام کی حقیقی شکل کو قبول کرتے دکھائی نہیں دیتے لیکن ان کیلئے اکثر جگہوں پر پانچ وقت مساجد اول اور ضرار جماعت سے بلند ہونے والی اذان اور اس حد تک نظر آنے والے دین سے رہائی بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ سوچتے ہیں اب وہ کہاں جائیں کدھر جائیں وہ این جی اوز کے ثنا خوان ہیں ایدھی کی تصویر کو چوکوں میں لگاتے ہیں یہاں سے انہوں نے اپنی طرف سے ایک دین وضع کیا ہے اس کا نام دین انسانیت رکھا ہے۔ دین اصلی کی جگہ دین جدید سے متعارف کرواتے ہیں۔ اوجست کونت نے اصل ملحد و بے دین ہونے، نصرانیت سے بدظن اور اسلام سے نا واقف ہونے کی وجہ سے دین انسانیت بنایا ہے لیکن یہاں کے بعض عبا پوش عمامہ پوش ریش دار تسبیح داروں سے پوچھیں انہوں نے کیوں اور کیسے اپنے لئے خدمت خلق اور تقدیس ایدھی کو اپنایا ہے۔

اوجست کونت کا دین انسانی:

اوجست کونت نے جب دیکھا کہ دین کا حقیقت اور واقعیت سے کوئی رشتہ

نہیں یہ جہل و نادانی ظن و گمان اور خوابوں اور کہانیوں کی ساخت ہے لیکن دین کو اس حد تک مطعون و منفور اور نقصاندہ و ضرررساں پیش کرنے کے باوجود اس نے دیکھا دین اجتماعی ضرورت بھی ہے اور افراد و اجتماع کو ایک دھاگے میں جوڑنے خانہ و بیرون خانہ سکون و اطمینان دینے اور فرد اور اجتماع میں توازن کو برقرار رکھنے کے لئے اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ملا ہے لہٰذا اس کیلئے دو حالات متضاد بلکہ متناقص میں سے ایک کو اپنانا ناگزیر و ضروری ہو گیا یا تو جس کو اس نے تف کر کے کوڑا خانہ میں پھینکا ہے اس کو برا بھلا کہا ہے اس کی طرف دوبارہ رجوع کرے۔ کیونکہ دوبارہ رجوع کرنا احمقانہ حرکت ہے یا یہ کہے کہ دین کی جو بھی لولی لنگڑی اور بدنما شکل ہے اس میں شک و تردید نہیں کم سے کم یہ انسانوں کو انتشار سے روکتا ہے حرج و مرج سے نجات ملتی ہے، انفکاک و جدائی سے نجات ملتی ہے، ایک دوسرے پر طغیانی و سرکشی اور بالادستی و استبداد وغیرہ کو روکنے کے لئے یہ بے حد موثر ہے لیکن کس منہ سے اس کو دوبارہ بحال کرے لہٰذا اس نے سوچا اسے اس دین و لادین کو تناقص و تضاد کی شکل میں لینا چاہیے یعنی کوئی درمیانی حل تلاش کرنا چاہئے۔اس نے دین کے بارے میں جو برائیاں لوگوں کو بتائیں اور جن کے ذریعے دین سے نفرت کرائی ہے ان کو دوبارہ سامنے نہ لایا جائے اور اجتماع بھی ایسی شکل نہ دیکھیں لہٰذا اس نے سوچا وہ ایک نیا دین از خود ایجاد کرے جو اس کا اپنا خود ساختہ ہو اس کی اپنی پیداوار ہو اس دین کی بنیاد ایسی ہو جو دیگر ادیان سے بالکل مختلف ہو تفاوت کی حامل ہو اس کا گرچہ ایک الہٰ ہو لیکن وہ الہٰ ایسا ہو جو شاید محسوس ہوتا ہو آنکھوں سے دیکھنے میں آتا ہو اس کا نام اس نے دین انسانیت رکھا۔اس نے انسانیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کہا انسانیت سے بڑی کوئی چیز کائنات میں نہیں ہے،سب سے

بڑی چیز انسانیت ہے۔اس نے کہا انسان وہ چیز ہے جو ماضی بعید سے لے کر عصر حاضر اور عصر حاضر سے لے کر مستقبل تک باقی ہے یہ ہمیشہ باقی رہے گا،فرد بدلتا ہے لیکن انسانیت باقی رہتی ہے۔نظریہ اوجسٹ کونٹ روشن خیالوں کے معبود کی نظر میں تمام لوگوں کوایک مرکزیت میں جمع کرنے کیلئے موثر نسخہ دین ہے کہ مثال امت مسلمۃ میں اسلام اور مذاہب کی ہوسکتی ہے۔ مذاہب کی تاسیس بھی ثالوث یہود و مجوس وصلیب نے رکھی ہے۔ مذاہب دوصدی گزرنے کے بعد اسلام کے خلاف وجود میں آئے ہیں،ضد اسلام وجود میں آئے ہیں اس کے دلائل یہ ہیں کہ مذاہب جب تک انتہائی ناگزیر حالات پیش نہ آئیں منہ پے نہیں لاتے ، یہ مذاہب بھی اندر سے دین انسانیت سے ملے ہوئے ہیں۔ان سب کا کہنا ہے کہ انسانیت کی خوبی یہ ہے کہ تمام افراد جاہل سے فیلیسوف تک اس میں بطور مساوی شریک ہیں۔ انسان صرف گزشتہ انسانوں کونہیں کہتے ہیں صرف حاضر کونہیں کہتے ہیں صرف آئندہ آنے والوں کونہیں کہتے بلکہ یہ سب ملتے ہیں تو انسانیت بنتی ہے۔اس میں عقل خلق مادہ گزشتگان کے آثار سب اس میں ملتے ہیں حتیٰ اس کے والدین نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اس کو پیدا کرنے میں کسی اور کا کردار نہیں ہے، اس کی عیش و عشرت اور مال و دولت انہی والدین سے اسے ملی ہے اس کے رشتہ داروں سے ملی ہے انھوں نے اسے تعلیم دی ہے۔اس نے انسانیت کو بڑا دکھانے کے بعد سوچا وہ لوگوں کوکس طرح متوجہ کرے کہ اب اس کی پرستش کی جائے کہ غائب میں بھی نہیں حاضر میں بھی نہیں،تو اس نے کہا یہ انسانیت غیب میں نہیں افراد کی صورت میں بھی نہیں یہ انسانیت ثالوث میں پائی جاتی ہے۔ زمین و آسمان و ہوا ان تینوں کے درمیان میں آپ کو اللہ ملے گا تو اس کے لئے اس طرح سے اوجست کا معبود

ثالوث مقدس ہے۔ وہ ملعون ومنفور مطلقہ دین نصاریٰ سے متاثر تھا اس لئے اس نے اپنا معبود ثالوث بنایا اور اس معبود کی پرستش کے دونمونے بنائے ہیں:

ا۔خود اپنی ذات کی خدمت کرو ذات کو اٹھاؤ جتنا ہوسکتا ہو، اس کی خدمت کریں حتیٰ ان کو اٹھاؤ جن کا تمہارے بنانے میں کردار ہے یہی عبادت ہے مثلاً جن لوگوں نے تمہارے وجود کو اٹھانے اور بڑھانے میں کردار ادا کیا ہے ان کی خدمت کرو، انسان کے وجود کو بنانے میں کس کس کا کردار ہے یعنی ماں باپ، معلم واستاد، سربراہ مملکت، سربراہ تنظیم، رئیس عشائر، رئیس قبائل ان کا احترام کرو یہی عبادت ہے ۔ سب مل کر عبادت کریں مشترکہ طور پر عبادت کریں۔جن لوگوں نے انسانیت کی خدمت کی ہے انسانیت کی خدمت کے مواقع بنائے ہیں۔

جب ملک کا دفاع کرنے والے، ملک کو بچانے والوں اور ملک کو کچلنے والوں لڑنے والے جو خود کو دانشور اعلیٰ علمی اسناد کے حامل سمجھنے والے ہیں دین کو شک، دقیانوسی پتھر کے دور کی پیداوار کہنے والے، ایک قبر کے سامنے انتہائی خاضع نوکر ملازم جیسے ہاتھ پیشانی پر رکھ کر کھڑے ہو جائیں، ملک کتنے عرصے ناامنی غیر محفوظ حالت میں گذرے ہیں کوئی جگہ محفوظ نہیں لیکن مدافعین ملت زندوں کی بجائے قبروں مٹی کی حفاظت کریں، سال بھر کتنا اربوں خرچ کرتے ہیں سوائے زیاں اور نقصان کے اور کیا ہے؟ اس کو عقل احمقاں دیکھ کر ہنسیں گے کہ یہ ہیں ملک کے اعلیٰ علماء اعلام، فقہاء عظام و دانشوران، ڈکٹیٹر افسران کا تصور ترقی و بیداری جو ترقی دلوائیں گے۔نہرو، گاندھی، شاستری، اندرا گاندھی، من موہن، مودی، اتاترک ملحد وکافر دشمن اسلام ومسلمین کے مردے کو سلامی کرنے والوں کی عقل ایسی ہی ہے جیسے انسان گائے کو سلامی دیں۔ترکی کے مسلمان نمازی روزہ دار لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ پڑھنے والے فوجی ضد اسلام ملحد اتاترک کے سامنے سلامی دیں، محمد علی جناح، لیاقت علی خان اور ایدھی کے جنازے یعنی مردے کو سلامی دیں۔ایک آیت اللہ اور عالم و بزرگ جا کر جعلی اور خود ساختہ جھنڈے کو چومیں، سربراہ مملکت بازار سے خریدے گئے کپڑے کو چومیں تو کیا اسے اسلام کہیں گے؟ دراصل یہی ان کا ترقی یافتہ دین ہے۔اسلام جیسے دین فطرت اور دین عقل کو پھینکنے کے بعد انسان عروج و بلندی کی طرف صعود نہیں کرتا ہے بلکہ اس کی منزل تحت الثریٰ کی طرف جاتی ہے، علی، حسنین اور جعفر صادق کو ماننے والے قائدین مذہب گھوڑے کی لجام کو پکڑ کر کہتے ہیں یہ میرے مولا ہیں تو بتائیں تنزلی اور کیا ہے۔

تجدید دین

یورپ میں انقلاب صنعت آنے، مشرق میں استعماری ریلے پہنچنے کے بعد عالم اسلام میں تجدید دین کے نام سے ایک نئی تحریک تجدید کی اصطلاح چلائی، جس میں ایک گروہ نے کہا تجدید دین ''خوش آمدید'' دوسرے نے کہا تجدید دین ''نامنظور'' اور تیسرے نے کہا ''دونوں منظور'' تینوں کو ساتھ چلایا ہے۔تجدید کے تین عنصر ہیں۔

۱۔مجدد دین ۲۔دین ۳۔تجدید

ان تین کلموں سے مرکب اس عنوان کے بارے میں مسلمان گروہوں میں بٹ گئے، بقول شیخ مہدی شمس الدین استقبال واستنکار والے ہر ایک کا اپنا موقف تھا۔یہاں پہلے ان تینوں کلمات کے مفاہیم تبین وتوضیح کی ضرورت ہے۔

۱۔مجدد دین کون تھے وہ کیا کہتے تھے، ان کا مطالبہ کیا تھا؟ اسے پڑھنے سننے سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مغرب کی نمائندگی کرنے والے ہیں اور حق نمک اداء کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا وہ زبان نفاق بولیں گے زبان نفاق بولنے والوں کی منطق آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی ہے کیونکہ وہ وقت وحالات اور سامعین وناظرین کا خیال رکھ کر ذومعانی کلمات استعمال کرتے ہیں۔چنانچہ ہم طویل عرصہ فرقوں کے دین سے متعلق ذومعنی کلمات سنتے آرہے ہیں۔

۱۔کہتے ہیں دین انسانوں کی ترقی وتمدن کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے لہٰذا اسے اکھاڑ پھینکو جیسا کہ کمیونسٹ مارکس نواز مجدد دین کہتے آئے ہیں، برصغیر سے یورپ نواز کہتے تھے۔یورپ سے آنے والے ریلے میں اکثر وبیشتر کا کہنا ہے دین

قوموں کو پلائی گئی افیون ہے۔

۲۔ان کا کہنا ہے دین مولود جہالت ہے جس وقت بشر جاہل تھا،آسمان سے بارش آنا،رعد و برق،زلزلہ،آندھی،طوفانوں کا اصل سبب ان کی سمجھ میں نہیں آیا تو انہوں نے اس کو دین کا لباس پہنایا لیکن علم آنے کے بعد علم نے دین کی جگہ لے لی ہے لہٰذا اب دین کی ضرورت نہیں رہی۔

۳۔دین سرمایہ داروں، جاگیرداروں نے مزدوروں کو ان کے خلاف تحریک چلانے سے روکنے کے لئے بنایا ہے۔یورپ میں آزادی کا اعلان ہونے کے بعد انسان کسی کا پابند نہیں رہا ہے۔

۴۔دین غریبوں نے اپنی محرومیت اور بے بسی و بے چارگی کو تحمل و برداشت کرنے کیلئے تسلی کے لئے گھڑا ہے۔

۵۔بعض نے دین کا نام اقتدار خواہی قرار دیا ہے۔لہٰذا لوگوں کو باور کرایا اٹھو جلسے کرو جلوس نکالو دھرنے میں بیٹھو جان دے دو ترقی لے لو۔

۶۔دین کا دوسرا نام سیاست ہے۔سیاست کا دوسرا نام دین ہے۔

۷۔دین خدمت خلق ہے مغرب و مشرق کے دین کے خاتمے کے لئے منظور شدہ بجٹ کو خدمت خلق کے نام سے یہاں استعمال کیا گیا،کسی کو مسجد بنانے کیلئے دیا،کسی کو مدرسہ،کسی کو سکول،کسی کو جامعہ بنانے کیلئے دیا،اور یہاں بے اساس دو عیدوں سے حاصل فطرہ سیکولروں کی تنظیم سازی اور اسلحہ کیلئے دیا۔بعض نے کہا پی پی کے غرباء اور اب انصاف والوں کے غرباء کو دیدو،غریبوں اور یتیموں کو دیکھو دین اسی چیز کا نام ہے۔

۸۔کہتے ہیں کہ عورتوں کو حجاب میں نہ رکھو،عقد نکاح و زواج کی زنجیر میں

مت باندھو، ان کے چمکتے دمکتے چہروں کو نقاب میں مت چھپاؤ، عورتوں کے دو بدو رقص و ناچ کرتے ہوئے نکلنا دین ہے۔

۹۔دین اپنی جگہ درست ہے ملاؤں کی تشریحات قبول نہیں، اس میں مارچ والوں کی شرکت ضروری ہے۔

۱۰۔دین میں کمی بیشی و ترمیم لاکر اسے تبدیل کرنا وقت و حالات کے ساتھ سازگار کرنا ہے۔اسے ہمارے علماء کے ہاتھ میں دے دیں، از خود حکم صادر کریں تا کہ وہ ہمارے خلاف احتجاج نہ کریں، یہ ایک کامیاب تجربہ ہے کفریات، الحادیات خود علماء کے ہاتھوں نافذ کریں۔

۱۱۔پیسہ جہاں سے ملے جس سے ملے ٹرمپ، پیوٹن سے ملے یا مودی سے ملے جائز ہے دین ہمارے اندر رہے گا کفر کی خدمت کرنے سے دین نہیں جاتا ہے۔

۱۲۔دین انسان کا اللہ کے ساتھ رشتے کا نام ہے اس کا اظہار مخصوص اوقات میں ہوتا ہے دنیا کو اپنا حصہ دو اور اللہ کو اپنا حصہ دے دو۔

طلوع خنافس سنت اجتماعی:

ایک قوم و ملت جب دشمن کے ہاتھوں میں پس جاتی ہے، وہ ہر قسم کی صلاحیت و اہلیت کی قابلیت کھو بیٹھتی ہے رکود و جمود و خاموشی ان پہ حاوی ہوتی ہے اور ہر ایک اجتماعی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی کرتا ہے کہتا ہے میری کیا حیثیت ہے میں کون ہوتا ہوں خود کو محفوظ کرنے کی سوچ میں رہتا ہے۔ایسے حالات میں دشمن اس قوم و ملت کو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں کہیں یہ دوبارہ اٹھ نہ پائیں عالم اسلامی پر صلیبیوں کا مسلسل ختم نہ ہونے والا دباؤ جیسی کئی مثالیں ماضی سے حاضر

تک ملاحظہ کر سکتے ہیں ہلاکو کا لشکر قلعہ الموت کی فتح کے بعد باقی ماندہ خلافت اسلامی کی بساط بھی بر چیدہ کرنے کے لئے بغداد کی طرف کوچ کیا تو ایک جماعت نے ہلاکو سے رابطہ کیا انھیں یقین دہانی کرائی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ جو کہیں گے وہ ہمیں منظور ہے،اس طرح انھوں نے اپنے لئے تحفظ بھی لیا اور مقام ومنصب بھی حاصل کیا۔ ہلاکو نے کنوئیں دریا کچروں کے ڈھیر میں چھپنے والوں کو بھی قتل کیا ہے اس بے بسی کی ایک مثال تاریخ میں درج ہے ہلاکو کا ایک سپاہی ایک جگہ پہنچا جہاں تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے سپاہی کے پاس ان کو مارنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا اس نے انھیں کہا تم یہاں انتظار کرتے رہو میں تلوار لے کر آتا ہوں تاکہ تم لوگوں کو قتل کروں کوئی مزاحمت نہیں کرنا وہ تینوں انتظار میں رہے تاکہ وہ آئے اور انھیں قتل کرے۔ لشکر مغول یا حکومت مغول اس وقت کی امریکہ کی مانند تھے مشرق وسطیٰ پورے عالم میں افرادی طاقت کے حوالے سے واحد طاقتور حکومت تھی مسلمان مردہ دل مردہ ضمیر کسی کے پاس بھی حس نہیں تھی ان میں بیداری نام کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے بعض مسلمان ریاستیں یکے بعد دیگر تحفہ تحائف لے کر پہلے ہی سے ہلاکو کے سامنے تسلیم ہو چکے تھے۔

تجدید دین کی اصطلاح کب کس کی طرف سے کن لوگوں نے کن مقاصد و اہداف کیلئے وضع کی ہے؟ اور اس تجدید دین کیلئے قیام کرنے والی اہم شخصیات کون تھیں؟ ان کی تجدید دین کی صلاحیت اہلیت لیاقت کہاں تک تھی؟ بیان کرنے سے پہلے خود کلمہ تجدید کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا دین قابل تجدید ہے یا نہیں۔ پہلے آتے ہیں کلمہ تجدید بیان کرتے ہیں۔

کلمہ تجدید:

لغت اور اصطلاح میں کوئی بھی کلمہ معنی لغوی سے زیادہ کوئی معنی سمجھائیں گے بتائیں گے تو اس معنی زائد کو معنی اصطلاحی کہیں گے اصطلاحی معنی میں لغوی معنی سے زیادہ ہونا وہ اس سے مشروط ہے کہ اس میں لغوی معنی اپنی جگہ محفوظ ہو۔عرب نے عرب لغت بناتے وقت دین کا خیال نہیں رکھا ہے ایک سادہ عامۃ الناس کی فہم تفہیم کیلئے کلمات استعمال کرتے تھے دین ان کے پاس نہیں تھا لہٰذا دینی اصطلاح کے مسائل اس سے مستعرض نہیں تھے جب قرآن نازل ہوا تو قرآن نے اس معنی لغوی پر ایک اور اضافہ کیا جس کی مثال صلوٰۃ سے دیتے ہیں صلوٰۃ کا معنی دعا ہے اور قرآن میں اس سے مراد ارکان مخصوص مراد لیا گیا ہے جس میں قیام ہے رکوع ہے سجود ہیں اذکار ہیں اس میں رکوع سجود اضافہ ہوئے ہیں اذکار وہی دعا ہیں رکوع سجود قیام بذات خود ایک عمل ہے اس میں خضوع دکھاتے ہیں لہٰذا معنی اصطلاحی معنی لغوی سے اجنبی نہیں ہے صوم کا معنی مطلق امساک ہے قرآن میں اس سے مراد صرف اکل و شرب سے امساک ہے وہ وقت مخصوص تک محدود ہے عربی میں حج مطلق قصد کا نام ہے اور اصطلاح قرآنی میں کعبہ کی طرف قصد کرنے کو کہا ہے یہ ایک اصول نمونہ ہے لغوی معنی بطور اتم اصطلاحی معنی میں ملنا چاہیے۔قرآن میں کلمہ تجدید نہیں آیا ہے جو کلمہ قرآن میں آئے ہیں وہ سب لفظ جدید آئے ہیں قرآن کلمہ جدید کہاں کہاں آیا ہے۔

سورہ اسراء آیت ۴۹ میں آیا ہے﴿ إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقاً جديداً ﴾

سورہ سبا آیت ۷ میں آیا ہے﴿ إِذا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفى خَلْقٍ جَديدٍ ﴾

سورہ سجدہ آیت۱۰میں آیا ہے﴿ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴾
سورہ ق آیت۱۵میں آیا ہے ﴿أَ فَعَيِينا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِيد﴾

احادیث میں کلمہ تجدید آیا ہے معجم مفہرس الفاظ احادیث میں مادہ جدت میں آیا ہے اس ایک حدیث عمر ابن خطاب سے آئی ہے اس کو احادیث حسن کہا ہے یہ احادیث حاکم نے ابن عمر ابن عاص سے نقل کی ہے اسکے راوی ثقہ ہیں عراقی نے کہا کہ یہ حدیث اپنی جگہ صحیح ہے کتاب جامع الصغیر سیوطی صفحہ ۱۳۳، فعل قدیر مناوی جلد۲صفحہ۲۲۴

دوسری حدیث احمد ابن حنبل نے ابی ھریرہ سے نقل کی [جدی دو ایمانکم قیل یا رسول اللہ وکیف نجدت] کہ ہم کیسے تجدید کریں کہا[اکثر ومن قول للہ لاالہ الااللہ] حدیث سوئم احمد ابن حنبل نے پیغمبر سے نقل کی ہے [لا تصب الدہر] اللہ خود دہر ہے۔

کلمہ تجدید مادہ ''جد'' باب تفعیل سے مصدر ہے اصل مادہ جد کے بارے میں ابن فارس متوفی ۳۹۵ھ اپنی کتاب مقائیس جو کتب معاجم میں سب سے قدیم لغت ہے عام طور پر اصل ریشہ تلاش کرنے والے اس کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں ،کی جلد اول صفحہ ۲۰۷ پر لکھتے ہیں کتب لغت میں صفحات دینے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ حروف سے نکالتے ہیں لیکن مقائیس کی جو موجودہ طبع ہمارے پاس ہے وہ حروف کی ترتیب میں بھی غلط ہے اس لحاظ سے ہم قارئین کی آسانی کیلئے صفحہ بھی لکھ رہے ہیں صفحہ ۲۰۷ پر ابن فارس لکھتے ہیں کلمہ 'جد' ج اور د سے بنا ہے صرف دو حروف ہیں یہ تین اصول کی طرف برگشت کرتی ہے پہلی اصل جد کے معنی

عظیم ہیں بزرگ ہیں دوسرا معنی حظ ہے تیسرا معنی قطع ہے سورہ جن آیت ۳ ﴿وَ اَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا﴾ یعنی اللہ ہمارا جد ہے یعنی عظیم ہے عظمت وکبریا والا ہے یہاں سے دادا کو جد کہتے ہیں کیونکہ پوتا جو ہوتا وہ دادا کو عظیم سمجھتا ہے کیونکہ اس کا باپ بھی ان کا احترام کرتا ہے۔ دوسرا معنی حظ ہے تیسرا جدت الشیء یعنی کاٹنے کو کہتے ہیں مجدود، جدید، مقطوع اس معنی میں آتا ہے یہیں سے وسیع العریض کھلے راستوں کو جادہ کہتے ہیں قرآن کریم میں بھی یہ کلمہ استعمال ہوا ہے قرآن میں کلمہ جد بمعنی عظمت سورہ جن میں استعمال ہوا ہے مشرکین منکرین قیامت تھے مگر منکر اللہ نہیں تھے بلکہ وہ اللہ کو مانتے تھے بت انکے نزدیک اللہ تک پہنچنے کا واسطہ تھے یعنی بت راضی ہو جائے گا تو اللہ راضی ہو جائے گا وہ قیامت کے منکر تھے ان کا کہنا ہے کہ زندگی یہی زندگی ہے جن لوگوں کا یہ خیال ہے یہ تصور ہے یقین ہے کہ زندگی یہی زندگی ہے تو اس کے ان کی زندگی پر بہت برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک اثر یہ ہے کہ ہر شخص حد سے زیادہ کماتا ہے لوٹ مار کرتا ہے کسی حدود کا قائل نہیں ہے برے لوگ بھی ہیں ظالم لوگ بھی ہیں جابر بھی ہیں دنیا میں یہ سب لوگ چلتے ہیں لہذا کوئی رکاوٹ انسان کیلئے نہیں۔ دوسرا انسان اپنی بے بسی بے چارگی کی وجہ سے مایوس ہو جاتا ہے لہذا معاشروں میں چند افراد ارباب دولت ہوتے ہیں اکثر فقیر رہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ زندگی کو یہی زندگی سمجھتے ہیں جو لوگ زندگی کو یہی سمجھتے ہیں مرنے کے بعد وہ دیکھتے ہیں سال دو سال دس سال بعد جب قبریں کھودتے ہیں تو وہ یا صرف مٹی پاتے ہیں یا صرف ہڈیاں۔ مشرکین نے انبیاء سے کہا جب ہم مر جائیں گے ہماری ہڈیاں راکھ ہو جاتی ہیں کیا ہم پھر سے زندہ ہو جائیں گے یہ معقول بات نہیں ہے سورہ اسراء: ۴۹ ﴿وَ قَالُوا أَ إِذَا كُنَّا عِظَاماً وَ رُفَاتاً أَ إِنَّا

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقاً جَدیدا ﴾سورہ اسراء:۹۸﴿ذٰلِکَ جَزاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ کَفَرُوا بِآیاتِنا وَ قالُوا أَ إِذا کُنَّا عِظاماً وَ رُفاتاً أَ إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقاً جَدیداً﴾

جدید کس چیز کا نام ہے؟ از سرے نو بنانے کا نام ہے از سرے نو بنانے کا نام جدید ہے تازہ کو بھی جدید کہتے ہیں تازہ بنانے کو تجدید کہتے ہیں گھر گر جائے پرانے ہو جائیں مرمت کریں یا گرا کر نئے سرے سے بنائیں تو اس کو تجدید کہتے ہیں یہ معنی تجدید ہیں۔ اب آتے ہیں دین کی طرف، کہ دین میں تجدید کی گنجائش ہے یا نہیں؟ دنیا میں ایک ادیان سماوی ہیں ایک ادیان زمینی ہیں۔ سماوی میں یہود و نصاریٰ و اسلام آتے ہیں تینوں کا متفقہ کلمہ ہے دین آسمان سے آتا ہے یعنی دین اللہ بناتا ہے دین کا خالق اللہ ہے قرآن میں آیا ہے ﴿إِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلام﴾ جب دین اللہ کی طرف سے آتا ہے تو کسی بھی بشر کو اس میں ترمیم کرنے کا حق نہیں ہے چنانچہ مشرکین نے پیغمبر سے کہا اس قرآن کو بدل دو یا کوئی اور قرآن لاؤ ہم آپ کے ساتھ صلح کرتے ہیں یا یہ یہ آیات نکال دیں۔ ایک اور فارمولہ بھی انہوں نے دیا کہ محمد کے سواء اور کوئی لائیں تو ہم مانتے ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر سکتا ہوں نہ ترمیم کر سکتا ہوں اور نہ ہی اور قرآن لا سکتا ہوں نہ ہی اس میں کوئی کمی بیشی کر سکتا ہوں۔ تو دین میں تبدیلی ممکن نہیں تحریف ممکن نہیں اور نہ ہی تازگی ممکن ہے۔ آیات سے واضح ہے کہ دین کو بشر نہیں بدل سکتا ہے، دین کلی طور پر بدلنے کی منطق ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ بدلنا وہاں ممکن ہوتا ہے جہاں انسان نے بنایا ہو اور کیونکہ انسان نے بنایا ہے تو اس میں نقائص ہوتے ہیں۔ لیکن جو اللہ نے بنایا ہے اس میں نقص کی گنجائش نہیں وہاں ترمیم و تبدل خود اللہ

ہی کر سکتا ہے، اللہ ہی کو حق ہے، نص شرائع اس میں ہوتا ہے نص شرائع کا مطلب تجدید دین نہیں ہوتا ہے تبدیل دین بھی نہیں ہے۔دین میں کسی قسم کا اضافہ تبدیل دین ہے، سرے سے تجدید بھی نہیں ہے سرے سے اللہ بھی تجدید نہیں کریں گے کیونکہ سرے سے تجدید کرنے کا مطلب دین پہلے سے ناقص تھا یا نعوذ باللہ غلط تھے۔آیت میں فرماتے ہیں دین اللہ کی طرف سے ہے نص محدود ہے اصول میں تجدید نہیں ہے ایمانیات میں تجدید نہیں ہے کچھ احکام میں نسخ ہے لیکن شریعت اسلام آنے کے بعد نص شرائع بھی ختم ہیں سورہ فصلت میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اب اس دین میں نہ آگے سے اور نہ ہی پیچھے سے کوئی چیز داخل کی جا سکتی ہے، نہ اس کو باطل کرنے والا اور نہ ہی اس کو ہٹانے والا کوئی آئے گا۔ جب دین میں تبدیلی اللہ نہیں کرے گا دین کو چھیڑنے کا حق ، ہیر پھیر کرنے کا حق نبی کو نہیں ہے تو کسی بھی بشر کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو جائے گا ؟ یہ جو وقت و حالات کے تحت دین میں آگے پیچھے اضافہ کرنے کا جو دعویٰ کرتے ہیں ان کی کیا سند ہے؟

تجدید کے طریقہ کار

تجدید کس چیز میں کریں گے کہاں سے کریں گے؟ تجدید دین کا مطلب کیا ہوتا ہے وہ بھی اہل دین کی نظر میں؟ معاشرہ دینی میں تجدید کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چیزوں کو الٹ پلٹ کر پیش کریں، دین جن چیزوں پر قائم ہے ان کو تہہ و بالا کریں ۔تجدید دین کا پہلا مرحلہ قرآن کو پیچھے کر کے عقل کی تقدیس ہے، مصدر واحد دین دنیا میں عقل کو بنائیں، عقل سے پوچھیں، جب مسائل دین و دنیا کے عقل سے پوچھیں گے تو کونسی عقل سے پوچھیں گے؟ عقل زانی، عقل شرابی، عقل سود خور سے پوچھیں، عقل استعمار سے پوچھیں، عقل سقراط سے پوچھیں؟ دنیا میں ایسے عقلاء ہیں

کہ جس سے یہ پوچھیں؟ اگر عقل ہی کافی ہوتی دین و دنیا کیلئے تو سقراط وافلاطون، گورباچوف، گاندھی دیندار ہوتے۔

ا۔شریعت اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین ہے،اس میں تبدیلی کرنے کی ضرورت اللہ نے رکھی ہے لہٰذا ایک مدت کے بعد اسکا بدل ہونا چاہیئے جیسے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا چند چیزوں پر تورات میں وقتی طور پر خاص وقت کیلئے پابندی لگائی گئی تھی میں اسے ہٹانے کیلئے آیا ہوں۔شریعت تو اللہ کی ہے لوگوں نے اسے خراب کیا ہے جن کو تحفظ کیلئے کہا تھا انہوں نے یہ ذمہ داری ادا نہیں کی جیسا کہ علمائے یہود و نصاریٰ، جن سے کہا گیا کہ اپنے دین کی حفاظت کریں جو انہوں نے نہیں کی لہٰذا اللہ جو صاحب دین ہے اسے تجدید کرنی پڑی۔دین اسلام بھی ایسا ہے لیکن کیا اس کی حفاظت علماء پر لگائی تھی؟ اور انہوں نے وہی کردار ادا کیا جو یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔یہ ضرورت اپنی جگہ درست ہے لیکن تجدید کا حق بندے کو نہیں ہے یہ اللہ ہی کرے گا کیونکہ دین بشر کا نہیں اللہ کا ہے اور اللہ نے یہ دین قرآن کی صورت میں بھیجا ہے۔اس کے بارے میں فرمایا ہے ''ہم اس کو کسی اور کی حفاظت میں نہیں دیتے بلکہ خود اسکی حفاظت کریں گے''۔اس قرآن میں چھ ہزار کچھ آیات ہیں، آیات کو دفعات تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ دفعات میں معنیٰ نہیں ہوتے۔دنیا کا کوئی قانون چھ ہزار دفعات پر مشتمل نہیں بلکہ چند سطر کا ہوتا ہے۔جس کا مطلب یہ کہ یہ آئین مکمل ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔

۲۔دوسرا گروہ اہل یہود و نصاریٰ و مجوس اور مسلمانوں سے خرید شدہ ان کے گماشتے غرب نواز سیکولروں کا ہے یہ لوگ کبھی تجدید دین اور کبھی اجتہاد در دین کے نام سے کارہائے ابلیسی کرتے ہیں۔

۳۔دین میں تجدید کا مظاہرہ سب سے پہلے کن شخصیات نے اٹھایا ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا داعیان تجدید دین اہل دین کے نزدیک کن صفات کے حامل انسان تھے۔انکا فہم دین اخلاص بہ دین، ادراک دین اورانکا ماضی میں دین سے رشتہ کیا تھا۔پھر ہم اس بارے میں اظہار نظر وخیال کر سکتے ہیں اس کا آغاز اصل دین سے ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم تجدید دین کے داعیان کے تاریخی پس منظر،صفات وحلیہ کو جان لیں۔

۴۔خود دین میں تجدید کی فکر وسوچ کہاں سے آئی ہے، کیوں آئی ، کیا اس دین میں خلل وعیب پہلے سے تھا؟ سب سے پہلے کس نے کشف کیا؟ وہ نقاط سامنے لانے چاہئیں۔

۵۔دین میں کچھ چیزیں بعد میں داخل کی گئی ہیں وہ کون لوگ تھے جنہوں نے پوری امت کو اندھا بہرہ بنا کر غیر دین کو دین میں شامل کیا ہے؟

۶۔دین میں فکر تجدید کب آئی ، یہ قصہ بہت عجیب ہے۔ہر نئی چیز کو کس نے دین میں شامل کیا ہے؟ بعد میں اس میں کوئی چیز شامل کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے۔دین اللہ کا ہے محمدؐ لانے والے ہیں۔یہ حق کس نے کس کو دیا ہے؟ یہ دین میں دخل اندازی ہے جو حصہ لوگوں نے بنایا ہے اسے دین اللہ نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اس کے شریک ہونگے۔اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے انہوں نے چھپانے کیلئے کہا کہ اجتہاد کی بنیاد رسولؐ اللہ نے رکھی ہے۔اس طرح تجدید دین ہی تبدیلی دین ہے اور دین میں تبدیلی کرنے والے کو معاشرہ اسلامی میں مرتد جانا جاتا ہے۔لہٰذا ان کی باتوں کو عوام میں پذیرائی نہیں ملتی۔تجدید دین کی فکر مسلمانوں میں کب پیدا ہوئی دیکھنا ہوگا۔ایک عرصے کے بعد پیدا ہوئی لیکن انہوں نے اسے صدر اسلام سے ملا

کر مجدد دین کی فہرست پیش کی ہے۔ یہ ایک فکر کے طور پر مسلمانوں میں تیرہویں صدی ہجری ۱۹۰۰ میلادی میں سامنے آئی ہے۔ جب غرب نصاریٰ سالہا سال میدان جنگ میں رہنے کے بعد مغرب والوں سے گھل مل گئے تو ان کے ساتھ جو ترقی وتمدن نئ چیزیں سامنے لائی گئیں اور نئے حالات پیدا ہوئے اور مسلمانوں کی آنکھیں اس سے خیرہ ہوئیں کہ یہ ترقی وتمدن ہم کیسے حاصل کریں گے۔ جیسے بھی ہو ان چیزوں کو اپنے ملک میں لانا ہوگا۔ انکے کہنے پر یا ازخود یہ فکر مسلمانوں میں آئی، یہاں سے تجدید دین کا راستہ کھلا۔ جو چیزیں دین میں شامل کی گئی ہیں وہ دین میں ملاوٹ ہیں لہٰذا وہ جلد ہی مردود یا ختم ہو جائیں گی تو انہوں نے اس کی بقاء کی خاطر اسے رسولؐ اللہ سے نسبت دی ہے۔

اب آتے ہیں تجدید دین کہاں سے کب سے شروع ہوئی، اس کی تاریخ کیا ہے؟ عام طور پر زبان زد عام ہے تجدید دین اٹھارویں صدی میلادی میں شروع ہوئی، اس تبدیلی کیلئے مسلمانوں سے افراد منتخب کئے۔ یہاں دو بحثیں ہیں ایک مسلمانوں میں سے تجدید دین کیلئے جن کو انتخاب کیا ہے وہ دین سے کس حد تک، کہاں تک رشتہ رکھتے تھے کتنا دین سے وابستہ تھے ان کی تاریخ دیکھنی ہوگی کہ وہ دین کو کہاں تک جانتے تھے اور دین پر ان کا کتنا ایمان تھا اور انہوں نے کیا کیا تجدید دین کی ہے؟ کونسے نکات میں تجدید لائے ہیں۔ لیکن پہلے دیکھتے ہیں کہ یہ جو اسلام میں تجدید کی فکر آئی ہے یہ پہلی بار آئی ہے یا اس سے پہلے بھی تجدید کی کاوش کی گئیں؟ تو اس سلسلے کا پیش خیمہ و بنیاد پہلے سے ہی رکھ دی گئی تھی ایسا اس وقت ہوا جب شریعت کے نام سے فقہ اختراع ہوئی، جس دن سے قرآن وسنت کی جگہ فقہ اسلامی وجود میں آیا اس دن سے دین کی تجدید کی شروعات ہوئی تھیں یا یوں کہیں

کہ تجدید دین کا آغاز اجتہاد سے ہوا ہے تو غلط نہیں ہوگا ،اجتہاد دوسری صدی کی پہلے پچاس سال میں شروع ہوا۔آئمہ اربعہ پہلے متجددین تھے چنانچہ مسلمان ان کومتجددین میں شمار کرتے ہیں ۔جب دین کی تجدید پیغمبر اکرم سے بھی ممکن نہیں تو یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان فقہاء آربعہ نے خیانت نہیں کی ہے؟ یہاں ایک حیرت انگیز قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ فخرالدین الرازی اشعری مذہب کے تھے یہ لوگ ذات اللہ اور صفات اللہ میں جدائی وانفکاک کے قائل تھے تو فخرالدین الرازی نے کہا اللہ کو تین بنانے والے کو قرآن نے کافر کہا ہے اقنوم ثلاثہ یعنی الہ، ابن، روح القدس تینوں اللہ ہیں ان کو مسلمانوں نے کافر کہا ہے لیکن ہمارے بھائیوں نے یعنی اشعریوں نے نو اللہ بنائے ہیں لیکن کافر نہیں ہوئے ہیں۔ابوبکر، عمر،عثمان پیغمبر اکرم کی مسند پر فائز ہوئے تو قرآن میں یا رسول اللہ کی طرف سے ایسی کوئی ممانعت نہیں تھی ،جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ علی کی خلافت منصوص من اللہ ہے وہ بھی جب ثابت نہیں کر سکے تو اس سے دستبردار ہو گئے اور کہا یہ رسول نے معین کیا ،مخالفین نے ان جلیل القدر صحابہ پر کفر کا فتویٰ لگایا صرف اس لئے کہ رسول کے معین کرنے کے باوجود وہ مسند خلافت پر بیٹھے اس لئے سے وہ کافر ہو گئے لیکن جنہوں نے دین میں اجتہاد کیا ہے ان کے بارے میں کہتے ہیں ان پر سلام ہے۔مثلاً شیعہ کہتے ہیں امام جعفر صادق سب سے پہلے بنیان گزار مذہب ہیں یہ اس تجدید دین کا پیش خیمہ بنتے ہیں آخر میں اس مہم میں اٹھنے والے کون ہیں ان میں سے بعض شخصیات پر ہم روشنی ڈالیں گے۔

تجدید دین کی پہلی تحریک انیسویں صدی میلادی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں المانیہ میں موجود یہودی علماء کی طرف سے شروع ہوئی۔ان تحاریک

میں ابراہم جیمز پھر جرمن جا تیجبر اور اسی طرح فرانس میں الکاثولیکس الفرانسی لوایزی ۱۸۵۷ء متوفی ۱۹۴۰ء شامل ہیں یہ تحریک یورپ اورامریکہ وغیرہ میں پھیل گئی۔ اس مقصد کیلئے تنظیمیں وجود میں لائی گئیں۔ اسی طرح اس حوالے سے کانفرنسیں منعقد کی گئیں اوراخبار و جرائد نشر کئے گئے۔ یہود ونصاریٰ کی طرف سے تحریک وجود میں لائی گئی تو اس حوالے سے انھوں نے مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کیں:

۱۔ وہ نصوص کتاب مقدس کے معانی ظاہری کے پابند نہیں ہونگے۔

۲۔ وقت وحالات کی روشنی میں ہر انسان آزادوخودمختار رہوگا۔

۳۔ شریعت الٰہی اپنے ظہور کے وقت تک محدود تھیں ہمیشہ کیلئے نہیں تھیں چنانچہ ان کی پابندی یا ان پر عمل ضروری نہیں ہے لہٰذا نئے سرے سے انکی تاویل کی جائے اوراس میں تغیر لایا جائے اوراسے نئ نہج پر مروج کیا جائے۔

۴۔ ہمیں واضح کرنا پڑے گا کہ کونسی فکر بشری ہے اور کونسی غیر بشری ہے تاکہ معلوم ہوسکے کس کی پابندی ضروری ہے اور کس کی ضروری نہیں ہے۔

۵۔ اکتشافات اور معارف جدید بھی وحی کی ایک قسم ہیں۔

۶۔ شریعت موسوی میں سوائے اخلاقیات کے کچھ اور قبول نہیں ہے کیونکہ وہ افکار ہمارے تمدن وترقی سے ملائمت ومطابقت نہیں رکھتے لہٰذا انھیں مسترد کیا جائے۔اس طرح کلیسا کے ایک اجتماعی ادارے کی حیثیت ہوگی۔

۷۔ نصوص کتاب مقدس اوراسکی قدر و قیمت کا دور گزر گیا ہے کیونکہ اس میں کثیر تناقضات واختلافات موجود ہیں جو اسکی عدم قدسیت کی دلیل ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے انھیں نئے احساسات میں پیش کیا جائے اور انھیں علوم جدید کی روشنی

میں لکھا جائے۔

۸۔ حقیقت میں دین ایک نسبی امر کے طور پر باقی رکھا جائے لیکن اس میں تغیر جاری رہے۔حقائق دینی پر ضمیر انسانی ہی حاکم رہے گا۔

انکے تجدید دینی کا تصور مندرجہ بالا نکات میں خلاصہ کیا گیا ہے۔تجدید دینی کا دوسرا تصور یہ ہے کہ خود کو مسلمان کہہ کر مغرب کی تقلید کا عملی نمونہ پیش کریں۔ یہ مغربی طرز پر تبدیلی کا تصور ہے جو انیسویں صدی کے آخر میں شروع ہوا ہے۔اس وقت عالم اسلامی کلی طور پر مغرب کے تسلط میں چلا گیا تھا۔اس وقت بہت سے فرزندان اسلام مغربی فلسفے سے متاثر ہو کر مغرب کے شیدا و گرویدہ ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنے لئے چند نعرے اختراع کئے اور کبھی خود کو عصرانیت سے کبھی ترقی پسند اور روشن خیال سے متعارف کرایا ہے۔انکی فکر کو پروان چڑھانے کے لیے صحافت انکی مددگار بن کر سامنے آئی۔ مراکز صحافت نے انکی تبلیغات کی نشر و اشاعت شروع کی۔اس فکر کو اٹھانے والی شخصیات میں سرفہرست جو نام سامنے آئے ہیں ان میں سر سید احمد خان مؤسس علی گڑھ اور انکے شاگرد سید امیر علی، جمال الدین افغانی اوران کے پسندیدہ شاگرد شیخ محمد عبدہ اور انکے شاگرد قاسم امین، محمد اقبال، عباس العقاد، شیخ عبداللہ العلایلی، ڈاکٹر حسن ترابی، راشد الغنوسی، ڈاکٹر احمد کمال ابوالمجد، فہمی ہویدی اور ڈاکٹر محمد سلیم العوا وغیرہ شامل ہیں۔

دین جدید یا تجدید دین:

بعض دونوں کے ایک معنی بتاتے ہیں اور اس میں تمیز نہیں کرتے ہیں جبکہ بعض کے نزدیک یہ دو مفہوم ہیں حقیقت بھی ایسی ہی ہے کیونکہ کلمات میں تقدم و تاخیر فرق پیدا کرتے ہیں۔دین جدید کا مطالبہ اہل کفر و نفاق کا ہے کیونکہ دین ان

کی آنکھوں میں ایک تیر ہے ان کا کہنا ہے کہ پرانے دین کو یکسر مسترد کر کے ہٹا دیں نیا دین ایجاد کریں، جبکہ تجدید دین میں دین وہی سابقہ دین ہی ہوگا لیکن اس میں وقت و حالات وضروریات کے تحت ترمیم وتبدیلی کرنا مراد ہوتا ہے، بعض کے نزدیک تجدید دین خلاف دین نہیں بلکہ یہ عین شریعت کے مطابق ہے۔ ان کا کہنا ہے ہماری احادیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی میں اللہ ایک مجدد دین مبعوث کرتا ہے تاکہ جو کچھ دین سے نکال دیا گیا ہو مجدد اسے پورا کرے اور جو کچھ دین میں داخل کیا گیا ہے اسے کم کرے۔

تجدید دین ایک تحریک اور دعوت ہے۔ دیکھنا ہوگا تحریک تجدید دین کا پس منظر کیا ہے۔ تجدید دین سے پہلے اس کی تاریخ اور پس منظر سے آگاہی ضروری اور ناگزیر ہے۔ ہر حادثہ و واقعہ کا ایک سبب و محرک ہوتا ہے، دیکھنا اور سوچنا چاہیئے یہ کس کی سوچ کس کی ایماء واشارے پر ہوا ہے یا ایک شخص کی ذاتی استقلالی سوچ ہے۔ اسی طرح تجدید دینی یا احیاء دین کے اسباب ومحرکات ہونگے جن سے آگاہی ضروری ہے۔

عصر حاضر میں دنیا میں رائج دائیں بائیں بازو والوں اور انتہا پسندوں اور اعتدال پسندوں کی برگشت بھی اسی کمپنی کو جاتی ہے، وہ لوگوں کو جس طرف موڑنا چاہتے ہیں موڑ دیتے ہیں جو بولنا چاہتے ہیں ان سے کہلواتے ہیں تاکہ ان کی اپنی استبدادیت چھپ جائے اور اگر حالات خراب ہو گئے نتائج برے نکلے تو ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔ پھر وہ ان کو ہٹا کر دین والوں کو لاتے ہیں ان کے اختصاصات و امتیازات دوسرے فرقے میں دوسری شکل میں موجود ہوتے ہیں۔

مثلاً بحث تجدید دین کتاب سنن ابی داؤد میں ہے شیعہ سنی دونوں اس کے

قائل ہیں لیکن دونوں نے مجددین کے جو نام بتائے ہیں وہ مختلف ہیں۔ مرحوم مطہری نے احیاءفکر دین کے بارے میں دیئے گئے درس میں اس فکر کے اصل متن پر بحث نہیں کی اور راوی کو صرف ابو ہریرہ ہونے کی بنیاد پر مسترد کیا لیکن مجددین کے بعض ناموں پر انہیں اختلاف تھا۔ مرحوم سید محمد حسین صاحب فتویٰ کو مجددین میں شمار کرتے آئے ہیں، مرحوم سید محمد شیرازی کی تمام کتابوں پر مجدد لکھا ہے۔ مجددین کے جو نام لکھے گئے ہیں وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں ہر ایک نے اپنے فرقے کے مجدد کا نام لکھا اور دوسرے کے نام سے اختلاف کیا ہے، گویا ان میں اصل نظریہ میں اختلاف نہیں ہے بقول علماء حوزہ جات بعض داعیان دین کا فروعات میں اختلاف ہے جبکہ بعض نے اس فکر سے سرے سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے یہ فکر باطل ہے کیونکہ اس کا راوی ابو ہریرہ ہے لیکن فرقوں نے جو مصادیق بنائے ہیں ان میں سے ہر ایک کا مصداق مضحکہ خیز ہونے کی وجہ سے انسان کو شرم آتی ہے۔ یہ خود ساختہ ہونے کے ساتھ قرآن وسنت سے متصادم ومتعارض بھی ہے لہٰذا یہ ہر حوالے سے نا قابل اعتبار ہے۔ غرض یہ دونوں کے مصادیق متضاد پانے کے بعد اب وہ اس کی تصحیح کے چکر میں ہیں، اگر یہ احیاء دین ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ جب شیعوں نے کہا اس حدیث کے راوی ابو ہریرہ ہیں تو شیعوں کے نزدیک احیاء یہ ہوا یہ غیر شیعہ کیلئے حجت ہے، جبکہ صدر اسلام میں ایسا نہیں تھا فرقوں کی جو احادیث اور اصطلاحات ہیں وہ صدر اسلام میں مستعمل نہیں تھیں۔

علامہ ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب رجال الفکر دعوۃ فی الاسلام کے ج ۴ ص ۹۴ پر لکھا ہے تجدید دین کا مسلمانوں میں جو تصور ہے وہ دیگر ادیان میں نہیں ملتا ہے، اس سلسلہ میں علامہ موصوف نے مسیحیوں کی مثال دی ہے۔ مسیحیوں کو حضرت

عیسیٰ کے غیاب کے بعد جلد ہی تحریف وتغیر کا سامنا ہوا، جو دین وحدانیت پر مبنی تھا وہ تثلیث یونانی و بوذی اور مشرکانہ افکار سے مرکب دین بنا۔ برصغیر کے اس نابغہ روزگار شخصیت جس نے 'ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین' لکھی ہے جس انسان نے اسلام کی عظمت و بزرگی پر گراں قدر کتابیں لکھیں ہیں وہ خود اس قدر تقلید جدید وقدیم کے جراثیم زدہ سے متاثر ہوں گے بہت حیرت آور ہے۔ انہوں نے تجدید دین کی قضاوت اپنی سحر بیانی اور فصاحت و بلاغت عنقائی سے کی ہے اس کا فیصلہ واقعیت اور حقیقت کے تناظر میں کریں گے کہ جس طرح آپ نے نصف صدی عیسیٰ سے فاصلہ ہونے کے فوراً بعد شاول بولیس کا دین مسیحی میں انحراف کرنے اور توحید سے شرک کی دلدل میں پھنسنے کی بات کی یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علماء نصاریٰ نے شاول بولیس کا مقابلہ کیا تھا۔ انہوں نے انحراف روکنے کی بھر پور کوشش کی ہے بہت مشکلات اور مصیبتیں برداشت کی ہیں یہاں تک کہ بادشاہ روم مجبور ہوئے علماء کو بلایا اور خود مسیحی ہونے کی یقین دہانی کرائی۔ ۳۲۵ میلادی کو یونان کے شہر نیقہ میں علماء وراہبان مسیحی کی کانفرنس منعقد ہوئی حضرت مسیح کی بشریت اور الوہیت پر بحث ومناظرہ ہوا چونکہ بادشاہ اندر سے مشرک ومنافق باہر سے مسیحی تھا چنانچہ عیسیٰ کی الوہیت کا اعتقاد رکھنے والے غالب آ گئے اور یہ سلسلہ ۳۲۵ میلادی سے شروع ہوا۔ دین اسلام میں بھی شاول بولیس اور ان کے گرویدہ صلیبی ومجوسی نے جماعت معتزلہ واشاعرہ کے نام سے وہی کام کیا اور ایسے مسائل اٹھائے کہ اللہ جسم رکھتا ہے یا نہیں رکھتا ہے اس کا علم ذاتی ہے یا زائد بر ذات ہے۔ صوفیوں کا اللہ آدم سے خاتم تک ہے اور ان کے بعد حسین حلاج وغیرہ میں حلول کیا ہے اس کے باوجود موتمر نیقہ جیسا اجلاس منعقد نہ

ہونا قرآن کریم کی وجہ سے ہے۔

بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتوں میں بھی انحراف پھیلایا گیا لیکن ان کو خود کو مسلمان کہنا پڑا یہاں تک کہ ہلاکو نے بساط اسلام کو لپیٹا اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اس وقت سے اب تک اسلام کو پھیلنے نہیں دیا گیا۔ اللہ نے نبی کریم محمدؐ کو یقین و اطمینان دیا کہ ہم نے آپ کو کوثر اسلام عطا کیا ہے لہذا بدترین وسیاہ ترین دشمن بھی کفر و شرک کا اعلان نہیں کر سکے، جس طرح آج کے کالم نگار، این جی اوز کے کارندے، ویلنٹائن ڈے منانے والے اور سربراہ مملکت رفتہ رفتہ کفر و الحاد کی حکمرانی کی خبریں دیتے رہے ہیں لیکن ہندو راج کی خوشخبری سنانے والے مجبوراً کبھی کبھی نماز کی صفوں میں بیٹھے اشھد ان محمد رسول اللہ سنتے ہیں۔

تجدید کے بارے میں رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام ج ا ص ۸۹ پر لکھا ہے کہ ابوالحسن ندوی نے شرکاء سیمینار سے خطاب کیا اور بعد میں اسے کتاب کی صورت میں لائے، اس میں تجدید کی اہمیت پر لکھا ہے ان کے مطابق تجدید نا قابل انکار و تردید حقیقت ہے کہ حیات متحرک و منظور ہے وہ ریخت نا پذیر ہے، ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتی رہتی ہے، ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل ہوتی رہتی ہے یہ جمود کو پسند نہیں کرتی ہے بلکہ ہمیشہ کشتی حیات سے اترتے نہیں دیتی اور سوار ہونے سے پیچھے نہیں رہتی اس لئے دین اسلام حرکت ونشاط سے بھرا ہوا ہے۔

تجدید دین سے مراد اسلام اور فکر مغربی میں ہم آہنگی انسجام پیدا کرنا بھی کہتے ہیں یعنی تعلیمات اسلام پر نظر ثانی کی جائے، اس کی نصوص میں تبدیلی کی جائے اور اگر نہ ہو سکے تو نئی تاویلات پیش کی جائیں اس فکر کو فروغ دینے اور پروان

چڑھانے کے لئے عالم اسلام میں بہت سے مفکرین نکلے ہیں ان مفکرین کو ہم طبقات کی شکل میں پیش کرتے ہیں کتاب مفہوم تجدید دین مؤلف ڈاکٹر بسطامی محمد سعید ص ۱۳۱ پر لکھتے ہیں عالم اسلام میں اس فکر کو اٹھانے والا سب سے پہلا شخص سر سید احمد خان متولد ۱۲۳۲ھ متوفی ۱۳۱۵ھ ہے۔

دوسری شخصیت محمد احمد عمارہ ہیں وہ کہتے ہیں بشر اپنی بلوغت کے دور میں پہنچ چکا ہے شریعت اسلام شرائع آسمانی کی آخری شریعت ہے۔ یہ عقل کی بلوغت تک کے لیے تھی۔ اسکی ذمہ داری بالغ ہونے کے بعد رفع ہو جاتی ہے۔ اسلام ایک دین ہے وہ پیغمبرؐ کے بعد کسی اور بشر کی سلطنت کا معترف نہیں، وحی کا دور ختم ہوا انسانیت بلوغت تک پہنچ چکی ہے اور اللہ نے اپنے وکیل چھوڑے ہیں یہ نظریہ خلافت ہے۔

ڈاکٹر ترابی اور ان کی جماعت کا کہنا ہے بعض احکام شرعی جو ایک زمانے میں اپنی جگہ مثالی تھے وہ دین کے نام سے ایک ہزار سال تک چلے لیکن ان کے تقاضے اس وقت ختم ہو گئے جب حالات بدل گئے اسباب بدل گئے ہیں۔ نظام تعلیم اپنی اعلیٰ اقدار پر پہنچا ہے لہٰذا ہم فقہ اسلام میں نئے رجحانات پیدا کریں اور علم کو مسخر کریں۔ جو علم نقلی قرآنی آیات کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اس کے اور علوم عقلی کے درمیان میں تکامل پیدا کریں اور لجام قیادت عقل کو دے دیں۔

متجددین مسلمین:۔

مسلمانوں میں تجدید اسلام کا نعرہ بلند کرنے والی شخصیات کے بارے میں مثبت یا منفی نظریات پیش کرنے سے پہلے مناسب ہوگا ان دونوں کے درمیان قاضی کیلئے کسی کو انتخاب کریں جو اٹھارہویں صدی میں موجود علماء اور متجددین میں سے کون حق بجانب تھے اور کون غلط بات کر رہے تھے فیصلہ کریں۔ اگر اس

وقت کوئی صحافی پورے ملک کے علماء اور دانشوروں سے اس سلسلے میں استفسار کریں کہ ان میں سے کس کا موقف درست تھا اور کس کا نادرست، یقینی حتمی تو نہیں کہہ سکتے لیکن علماء اور دانشوران کی اکثریت کا ووٹ متجد دین کے حق میں ہوگا، فتویٰ بھی صادر کردیں گے لیکن اگران سے اس موقف کی دلیل پوچھیں تو ان کے پاس اس کی حشیش برابر دلیل نہیں ہوگی۔ان کی سب سے محکم ومستند نا قابل تردید دلیل یہ ہوگی کہ ''سب کہتے ہیں'' سب کا کہنا کوئی دلیل نہیں ہے، سب کی کوئی اصل نہیں ہوتی ہے سب لوگ زیادہ تر سب کوسن کے کہتے ہیں دلیل ومنطق سے کوئی بات نہیں کرتا۔اگر مسئلہ گہرائی سے جاننا چاہیں، عمق سے فطری طریقے سے جاننا چاہتے ہیں تو ہم یہ عرض کرتے ہیں علماء و دانشوران دونوں کو نقطہ کہتے ہیں نقطے کا تلفظ نہیں ہوتا ہے جب تک یہ چاند شکل کی لکیر پر نہ لگے، اگر اس لکیر کے اوپر دو نقطے لگائیں تو ''ت'' بنتا ہے اور نیچے ایک نقطہ لگائیں تو ''ب'' بنتا ہے۔اسی طرح علماء اگر حکومت، ارباب اقتدار کواوپر لگائیں تو نابود ہوتے ہیں اگر عوام کے نیچے لگیں تو عوام کے ماتحت ہوتے ہیں۔غرض ان کا اپنا کوئی مقام نہیں ہوتا ہے یہی حال دانشوران کا ہے، دانشوران جب تک عوام کو اکسانے میں کامیاب نہیں ہوں گے تو وہ عوامی دانشور نہیں بن سکتے اگر حکومت کو اٹھائیں تو افسر بنتے ہیں، اس اصول کے تحت اگر دیکھیں تو مجد دین میں سے جس کو اٹھائیں گے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ان میں سے کسی کی تاریخ میں نہیں ملے گا کہ انہوں نے اسلام کو پڑھا ہو، مثال کے طور پر سرسید احمد خان جو کہ عمر بھر انگریز کی ملازمت میں تھے۔

متجد دین کیا کہتے ہیں؟ ان کے نظریات پیش کرنے سے پہلے کسی کے نظریہ یا نعرے پر تبصرہ کرنے سے پہلے نظریات دینے والی شخصیات اور خود نظریات کا متن

مسودہ اور قرآن تینوں کو سامنے رکھ کر قضاوت کرنی چاہیئے ورنہ گمراہ ہو جائیں گے بطور مثال امیر المومنین علی نے جنگ جمل میں لشکر مقابل کے سامنے قرآن کو بلند کیا کہ آجاؤ دونوں قرآن سے فیصلہ لیتے ہیں، لیکن جمل والوں نے نہیں مانا، پھر صفین میں علی کے مقابلے قرآن کو اٹھایا گیا لیکن ثابت ہوا دونوں قاضیوں نے قرآن کو چھوا تک نہیں بلکہ قرآن کو چھوڑ کر اپنی خیانت باطنی کے تحت فیصلہ دیا۔ دوسری مثال تین سال سے مظاہرے کرنے ''امریکہ مردہ باد'' کہنے والوں کے قائد آج امریکہ میں بیٹھے ہیں۔ دیکھ لیں کہ کوئی نظریہ یا نعرہ دینے والے کی پشت پر کون ہے؟ اسلامی ملکوں میں تجدید کا نعرہ بلند کرنے والوں کے پیچھے یورپ، برطانیہ، بڑی طاقتیں عالم یہود ونصاریٰ تھے یہ لوگ استقلال فکر ذاتی نہیں رکھتے تھے، چنانچہ سید احمد خان برطانیہ جا کر وہاں سے اعزاز لے کر یہ اعلان کیا۔ جمال الدین تنظیم ماسونی میں شامل تھے، داعی اتحاد ادیان تھے، داعی اتحاد مسلمین نہیں تھے۔ علامہ اقبال اور جمال الدین مغرب کی مذمت کر کے مغربی مطالبات کو پیش کر رہے تھے۔ ان سب نے دین اسلام کی کسی کتاب کو چھوا تک نہیں ہے بلکہ مستشرقین کے پڑھائے ہوئے جملات اپنی طرف سے بول رہے تھے اور مستشرقین نے یہ باتیں قدیم باطنیہ سے لیں تھیں۔

انگریز کی یہاں حکومت تھی، سر سید کی پشت پر حکومت برطانیہ تھی وہ ان کے ملازم تھا، ان سے کہا اسلام کے خلاف جو منہ میں آئے بولیں، جتنا ان کے منہ سے اسلام کے خلاف نکلیں گے اس کی وہ تشہیر کریں گے۔ آج بھی جو اسلام کے خلاف بولے گا اسے ٹی وی والے بڑے بڑے معاوضے دے کر نشر کرتے ہیں، پرویز حکومت میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں حکومت کا اپنا مقصد توہین اسلام کرنا تھا کر لیا،

اب ان علماء کوکوئی داددیں یاڈانٹیں ان کا کام ہوگیا۔

کتاب الموسوعہ العالم الاسلامی والاستعمار سیاسی والاجتماعی والثقافتی تالیف انوارجندی دارالکتب مصرص۲۷۲پرآیاہےانیسویں صدی کےآغاز میں عالم اسلام میں تحریکات آزادی و بیداری شروع ہوئیں اس میں سرفہرست یمن میں شوکانی بغداد میں آلوسی ہندوستان میں احمد رضا خان مصر میں طنطاوی رفاعی اورعلی مبارک تیونس میں خیرالدین ترکی میں عاکف ونامق ہیں لیکن ان سب میں جمال الدین افغانی اورمحمد عبدہ ہرحوالے سے مقدم تھےانہوں نے بہت اثرات چھوڑے ہیں ان کے بعدان کے شاگرد اطراف عالم میں اٹھے۱۸۸۴ء میں فرانس پیرس میں مجلّہ عروۃ الوثقیٰ متعارف ہوا ۱۸۸۹ء میں مجلّہ المنار آیا جمال الدین افغانی کی صدا ہندوستان فارس افغانستان فرانس روسیہ اوراستنبول سب میں پھیلی، اسی طرح محمد عبدہ کی صدا شام فارس تیونس جزائر میں پھیلی مغرب اقصیٰ انڈونیشیا ہندوستان تیونس میں اس فکرکو بہت تقویت ملی ہے یہی فکرترکیہ میں دعاۃ دستور کے نام سے مدحت پاشانے اٹھائی ہے،جس نے ترکیہ کا دستور بنایاہے۔شام میں طیارالجزائر ،قاسمی یلغاروعبدالقادرمغربی نکلے ہندوستان میں ابوالکلام آزاد،امیرعلی،شبلی نعمانی، محمداقبال،مغرب میں محمد بن عربی،علوی ابوشعیب دکاتی،عبدالحمید بن بادیس،عبد العزیزالثعالبی،طاہربن عاشور،مصرمیں رشیدرضا،فریدوجدی مصطفیٰ مراغبی ومحبّ الدین،اورہندمیں فرق الحاد نکلے [کتاب رجال الفکردعوۃ فی الاسلام ج ۳ص ۵۹]۔

مجددین کوتجدیداسلام میں فقہاء ومجتہدین ومحدثین کا سامنانہیں تھااس لئے وہ بلامقابلہ بلامعارضہ اپنے مطالبات یکطرفہ طورپرنافذکرتے آئے ہیں ،انہیں

صرف بے سروسامان، جاہل، نادان خوف اللہ رکھنے والے، اللہ سے ڈرنے، اپنے نبی سے شرمانے والوں سے خوف تھا کہیں یہ لوگ شور شرابہ نہ کریں، وجہ یہ ہے متجد ددین اور فقہاء میں نزاع نیا قبضہ گروپ اور پرانا قبضہ گروپ جیسا ہے، دونوں کا مقابلہ اسلام وقرآن سے ہے۔فقہاء مجتہدین پہلے ہی قرآن کو کنارے پر لگانے کیلئے فقہ کو لائے تھے۔مسلمانوں اور مجددین کا نزاع احکام الٰہی اور احکام وضعی میں رہا ہے۔متجددین کا کہنا ہے کہ ہمارے رہنے سہنے معاملات کا قانون ہم خود بنائیں گے،لیکن اسلامیوں کا کہنا تھا نہیں بشر کا بنایا ہوا قانون بشر کی مصلحت میں نہیں ہو سکتا ہے وہ کسی نہ کسی طرف گرائش رکھتا ہے چنانچہ فقہ ابو حنیفہ مسرف ،مبذر، گانا گانے ،حیلہ باز ،حیلہ شرعی سے پرسہولت بھرے قانون کو ہی ہم نے نافذ کرنا ہے لہٰذا حکومتوں نے ان کو پسند کیا، چنانچہ حکومتِ عیاش بنی عباس اور عثمانیہ اور ان کے بعد ہمارے حکمران انہی کے فقہ پر چلتے ہیں ،لہٰذا دین کے نام سے جو مفاسد پاکستان والوں کو اور دیگر مما لک کو درپیش ہیں جیسے عیدین کے بارے میں کتاب فقہ آئمہ اربعہ میں چہار آئمہ میں اختلاف ذکر کیا ہے، یہ صرف حنفی والوں کے پاس تھے۔فقہ قانون الٰہی میں نہیں آتا ہے وہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے لہٰذا متجددین نے فقہاء سے کہا کہ آپ زیادہ کیوں چیختے ہیں؟ آپ کا فقہ بھی ہم جیسے لوگوں نے بنایا ہے، ہمارا قانون بھی لوگوں نے بنایا ہے، یہاں آپ کا ہمارا نزاع یہ ہے کہ اس عوام کا راعی کون بنے۔ چنانچہ موسوعۃ فقہ کویتی نے اس کو تسلیم کیا لیکن انہوں نے کہا کہ جو فقہ ہمارے علماء نے بنائی ہے نصوص شرعیہ سے بنائی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے روشن خیال مجددین

پاک و ہند کے روشن خیال ومجددین کی فکر ایک فکر الحادی ذومعنی رہی ہے

انہوں نے دین بمقابل علم کا نعرہ بلند کیا اور باطنی گمراہ کنندہ ہونے کے حوالے سے شیطانی سوچ کے حامل رہے ہیں ان کی مثال فکر ظہور مہدی کی مانند ہے۔ دونوں ناموں سے تاریخ میں جو لوگ مجدد دین کے نام سے نکلے ہیں بہت سے مہدی ظہور ہو کے بعض میدان جنگ میں مر گئے ،بعض جیلوں میں گئے ہیں بعض کسی اور کے انتظار میں ہیں، وہ سب دین کے خلاف بچے کچھے دین کو دبانے، دفنانے کے لئے دنیائے کفر کی حمایت و سرپرستی میں نکلے ہیں۔ اس حوالے سے اس میدان میں اٹھنے والوں کا نام کبھی مجدد کبھی احیاء دین کبھی روشن خیال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عالم اسلام میں ایک نئے دین کی ایجاد کے لئے نکلنے والوں کا سہرا سب سے پہلے سر سید احمد خان کے سر ہے، اس نے تجدید دین کے لئے ایک بڑی دانشگاہ علی گڑھ کی بنیاد ڈالی اس میں جوان کے ساتھ معاون یا ان کے شاگردان بنے ان میں الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی اور محمد حسین آزاد شامل ہیں۔ سر سید احمد خان کا تعارف کتاب اردو تنقید کا عمرانی دبستان تالیف ڈاکٹر ضیاء الحسن ص ۱۲۰، کتاب باہر جنگل اندر آگ تالیف علی جعفر زیدی ص ۸۶ پر سر سید احمد خان کو اسلام مخالف مسلمان نما اور انگریز کا غلام متعارف کیا گیا ہے۔ ان کی حمایت و معاونت کرنے والوں میں نواب محسن الملک، شبلی نعمانی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا الطاف حسین حالی اور علی روشن چراغ وغیرہ کا نام لکھا ہے۔ سر سید احمد خان کے بعد تجدید دین میں جمال الدین افغانی، محمد عبدہ اور بھی بہت سے اساتید جامعہ ازہر کا نام آتا ہے۔ جمال الدین افغانی کے بعد تجدید دین کی فکر کو بالا کرنے والوں میں علامہ اقبال کا ذکر آتا ہے ان کی حیات پر بھی دیکھیں گے۔ علامہ اقبال کی بھی حیات میں کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا ہے کہ انہوں نے اتنے سال تک اتنی کتابیں اسلام سے متعلق پڑھیں

ہوں لہٰذا اس نے علماء سے،صوفیوں کی تقیر یروں سے سنی سنائی باتیں جو کہ قرآن وعقل کے مخالف تھی اس کو شعر میں پڑھا،وہ اکثر و بیشتر اسلام کے سراسر خلاف تھے۔عقل وعلم جدید کے بھی خلاف تھے۔ پاکستان کی پالیسی میں ہے کہ ان کو اٹھائیں،ایران اور مصر پہلے ہی سے صوفیوں کے قلعے سمجھے جاتے تھے نیز اس وقت انگریز کے خلاف بولنا بھی پسند کیا جاتا تھا۔علی جعفر زیدی کتاب باہر جنگل اندر آگ ص ۸۹ پر نقل کرتے ہیں علامہ اقبال ملاؤں کے سخت مخالف تھے،ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم اپنے ایک مضمون اقبال اور مُلا سے نقل کرتے ہیں اقبال فتویٰ فروش مولویوں کے سخت خلاف تھے، اقبال غیر مسلم موحد کو بھی کافر نہیں سمجھتے تھے۔اقبال گانا اور موسیقی کو روح پرور سمجھتے تھے، اقبال مدعیان دین و داعیان مستشرقین میں فلاح وبلندی ہونے کی حوصلہ افزائی کرتے تھے ان کا دعویٰ تھا کہ مولوی دل بے تاب ہونے،مشرب ناب ہونے اور نگاہ پاک ہونے سے عاری ہیں بلکہ ان علماء کو دین کے لئے ایک خطرہ سمجھتے تھے ان کی سوچ بہت گھٹیا ہے اس اعلیٰ مقصد کے لئے وہ سوچ ہی نہیں سکتے اس کے بعد جعفر زیدی لکھتے ہیں انھیں تحریک خلافت سے لے کر قیام پاکستان تک مولویوں اور اسلام کے نام سے بہت چڑ تھی،ان تجدید ور وشن خیالوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ مسلمان بغیر اسلام اپنا تعارف کروائیں۔تجدید دین کے داعیان اپنے آپ کو مختلف نام سے پکارتے ہیں کیونکہ انھیں ان کے خائنانہ ابلیسانہ مقاصد کو پھیلانے کے لئے مسلمانوں کے غیض وغضب سے بچنے کے لئے الفاظ وکلمات متشابہ بولنا پڑتے ہیں کبھی خود کو منورین کہتے ہیں،کبھی مجددین کبھی مصلحین اور کبھی روشن خیال کہتے ہیں برصغیر میں تقسیم پاک و ہند کے بعد آنے والے گروہوں نے کبھی خود کو روشن خیال اور کبھی ترقی پسند کے نام سے متعارف کرایا

ہے۔کتاب اردو تنقید کا عمرانی دبستان ص ۲۰۹ پر آیا ہے ۱۹۳۵ء میں انجمن ترقی پسند کی بنیاد ڈالی گئی اس میں اختر حسن رائے پوری، سجاد ظہیر، ڈپٹی نذیر احمد یہ سب سیکولر و لا دین اور کمیونسٹ افراد تھے، ان کے سلسلہ حسب نے ابھی تک پاکستان میں اسلام کو روکنے کے لئے سینہ تان کر کام کیا ہے۔

الف۔ان مجددین کے دفاع میں سرگرمی دکھائی گئی ایک گروہ نے ان کو طبیب امت اور مخلص و مصلحین قرار دیا ہے بعض نے یہاں تک کہا کہ ان کے طور طریقے اور سیرت وسنت پر چلنے کی ضرورت ہے، امت کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ ان کی یاد سے ہم زندہ رہتے ہیں۔انھوں نے حضرت محمدؐ کو مثل انبیاء گزشتہ قرار دے کر اصحاب اور آئمہ اور ان کے بعد فقہاء اربعہ اور سلف کی سنت کی پیروی کو لیا ہے یہ نقطہ ان کا صراط مستقیم کے مصداق سے انحراف کرنے کے بعد اسوہ کی تبدیلی کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔یہاں سے اس فکر نے ایک نئے مذہب کو جنم دیا ہے جس کا نام قیادت پرستی ہے چنانچہ قیادت پرستوں کی سوچ کے مطابق ان کی حیات میں ان کی غلطیوں اور خرافات کاریوں پر عمل پیرا ہونے کی تجدید کا طوق زنجیر گردن میں آویزاں کریں ان کے مرنے کے بعد ہر سال ان کی برسی منائیں، ان کے لئے سیمینار رکھیں ان کے افکار کو نشر کریں اگر ہو سکے تو ان کو سرکاری سطح پر اٹھائیں، ان کے نام سے سکہ جاری کریں ان کی تصاویر ملک میں جاری نوٹوں پر لگائیں ان کے مردہ اجسام کے سامنے سلامی دیں۔

ب۔بعض کا خیال ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہ مخلص نہیں تھے بلکہ دین کو بدلنے کے چکر میں تھے، نئے دین کی ایجاد کے چکر میں تھے، یہ لوگ اندر سے دشمن سے ملے ہوئے تھے اور ان کے منشور پہ کام کر رہے تھے۔انھوں نے دین وملت کو بہت

نقصان پہنچایا ہے۔

ج۔بعض نے درمیانی رویہ اپنایا ہے اور غیر جانبداری دکھاتے ہوئے دونوں فریقوں کوخوش کرنے اور خودکوان کے بعد رہنما ورہبر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے یہ لوگ مخلص تھے اپنے وقت اور حالات کے تناظر میں اس کے علاوہ اور کچھ کرنہیں سکتے تھے۔اس وقت سب سے زیادہ ضروری مسئلہ دشمن کوروکنا تھا اور سب سے اہم کام امت کا اتحاد تھا جو کہ انہوں نے بخوبی انجام دیا۔

تاریخ مسلمین میں پیغمبر اکرمؐ یا خلفائے راشدین کے بعد مختلف قسم کی شخصیات ابھری ہیں:

۱۔صالح ولائق وقابل اور علم دین کے ساتھ ساتھ دیانت داری والے افراد نکلے ہیں۔

۲۔دین دار صوم وصلوٰۃ کے پابند قاری قرآن زاہد وپرہیز گار نکلے ہیں۔

۳۔علم سے بھرے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری والے بھی نکلے ہیں لیکن وہ دین و دیانت سے خالی تھے۔

۴۔صرف اور صرف نام ونمود وشہرت اور آخری منزل کے طور پر اقتدار چاہنے والے نکلے ہیں۔

۵۔ان میں منافقین بھی نکلے ہیں جو ایک وقت یہود ونصاریٰ ومجوس کے ساتھ خفیہ ملاقاتیں کرتے اور دوسرے وقت مسلمانوں کے ساتھ نظر آتے ہیں انہوں نے دین وملت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

۶۔دین کوعوام الناس کے لئے سادہ وآسان بنانے والے گناہوں اور جرم و جنایت کی بوجھ سے جان چھڑانے اور بہت آسانی کے ساتھ جلدی جلدی معاف

کروانے اور بخشش کروانے والے نکلے ہیں۔

۷۔ پوری طاقت اور عزم وارادہ سے دین پر ڈاکہ ڈالنے والے اور دین میں نت نئی چیزوں کا اضافہ کرنے اور بدعتیں پیدا کرنے والے نکلے ہیں۔

امت کے باشعور افراد ان تمام گروہوں کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھیں کس طرح ان کے ساتھ چلیں اور کسی کے ساتھ چلنے کا معیار کیا ہے اس کی کسوٹی کیا ہے۔ہمیں اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔

الف۔ جو آپ کو اچھے لگتے ہیں ان کے لئے اچھے القاب استعمال کریں، ان کا نام عزت واحترام سے لیں ان کو یاد رکھیں ان کی سیرت کو اپنا ئیں۔ یہ فکر سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے، یہ فکر قرآن کے خلاف ہے سیرت پیغمبرؐ کے خلاف ہے سیرت خلفاء راشدین کے خلاف ہے۔امت اسلامی کے لئے ایک ہی قائد ہے ایک ہی اسوہ ہے ایک ہی نمونہ ہے وہ اسوہ حضرت محمدؐ ہیں پیغمبرؐ کے بعد کسی کو نمونہ بنانا غلط ہے۔خلفاء راشدین اصحاب وآئمہ سے لے کر فقہاء اربعہ اور ان کے بعد محمد علی جناح علامہ اقبال امام خمینی عارف حسینی ساجد نقوی سب کو اللہ کی کتاب اور قرآن اور سنت قطعیہ سے گزرنا تھا مسلمان ملکوں کے بہت سے سیاسی رہنما کتاب اللہ کو پس پشت چھوڑنے سے دنیا میں بدبختی اور آخرت میں شکایت رسولؐ اللہ کے مستحق قرار پائے ہیں، یہ نص قرآن کریم ولكم فی رسول اللہ کے خلاف تھا چہ جائیکہ ان کے لئے اعلیٰ وارفع کلمات استعمال کریں ایسے القابات ساخت درباری ہیں، بادشاہان قیصر وکسریٰ نے ایک دوسرے پر برتری دکھانے کے لئے یہ القابات بنائے ہیں۔

ب۔ان کے لئے مزار وقبور بنانا ان کے نام سے سکہ چلانا، جھنڈے لہرانا اور

برسی وسالگرہ منانا یہ سب ملک کے اورخزانہ سے خیانت ہے یہ کام نہ دین کی سربلندی کاباعث ہے نہ امت کواٹھاتا ہے۔''لا یغنی ولا یسمن من الجوع '' تھے شہری آبادی میں ایک پہاڑ کھڑا کرنے یاایک خندق کھودنے کے برابر ہے جو شہریوں کے آزادی سے گزرنے میں مشکلات کا باعث بنے۔ان کی قیادت کے نعرے سے ملکوں کی آزادرائے کو پابندسلاسل کرکے جس ابدی بلاکااعلان کیا ہے سب سے زیادہ اس کے برے اثرات انقلاب اسلامی ایران اورمملکت پاکستان میں مسلمان آزاد بخوانوں نے دیکھے ہیں۔ان کا سب سے زیادہ خطرناک اور ناقابل تلافی ضرر ونقصان یہ ہے کہ امت مسلمہ کی آئندہ آنے والی نسلیں ان کو مافوق سمجھیں گی یہ کام حقیقت کے خلاف ہیں ترقی وتمدن کے خلاف ہیں دنیا میں ہر آئے دن بڑے سے بڑے قائد دکھانا پڑیں گے۔

ج:امت اسلامی جو اپنے حریف ورقیب کو بدترین طعن ولعن کا نشانہ بنا کر اپنے قائدین کوملا اعلیٰ پر اٹھاتی ہے اورنہ ماننے والوں پر تشدد استعمال کرتی ہے ان کولعن ونفرین کرتی ہے ان کوملعون ومردودقرار دیتی ہے کیا نبی کریمؐ اٹھتے بیٹھتے ابوجہل وابولہب پرلعنت بھیجتے تھے فرعون کا نام لے کرلعنت اللہ کہتے تھے؟

د:جب ان کونہیں اٹھایا جائے گا توان کی تقدیس بھی نہیں ہوگی اوروہ مردودو ملعون بھی نہیں قرار پائیں گے۔اگران کے بارے میں ان کی زبان سے ثابت شدہ خرابیوں اوربرائیوں کا ذکرنہیں کریں گےتو لوگ اس کوسیاست سمجھیں گےجن لوگوں نے حقائق تاریخ کو بدل دیا ہے ان کے کردارکوسامنے آنا چاہیے۔آئندہ ایسی حرکات کا تکرار نہ کریں تاکہ لوگ تاریخ میں ایسا کردارادا کرنے والوں سے اجتناب وپرہیز یادوری اختیارکریں۔ان شخصیات کے بارے میں تاریخ میں کیا

آیا ہے اسے بیان کریں گے تو پتہ چلے گا لیکن اصلاح کے ساتھ دین میں ان کی طرف سے پھیلایا گیا فساد بھی تاریخ میں ثبت ہے، جو کچھ انھوں نے اسلام کے خلاف اقدامات کئے ہیں وہ ان کی اصلاحات سے کہیں زیادہ نقصاندہ ہیں، ان کی اصلاحات سے امت کو فائدہ نہیں ہوا لیکن ان کے برے اقدامات کو لوگ بطور نمونہ اپنا رہے ہیں۔

برصغیر ہند میں زوال حکومت مغل اسلامی اور قبضہ استعمار انگریزی کے بعد ایک جماعت نکلی جس کی قیادت سرسید احمد خان نے کی ہے۔سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو سمجھایا ہمیں ترقی اور تمدن میں مغرب کے ہم پلہ بننے کے لئے پہلے مرحلہ میں انگریزی زبان اور حلیہ کو اپنانا ہوگا اور اپنے دین میں گنجائش کی حد تک ترمیم کرنی ہوگی۔سرسید احمد خان کی حامی مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ابوالاعلیٰ مودودی جنہوں نے کتاب موجز تاریخ تجدید دین لکھی ہے۔ انہوں تمام شاذات تاریخ کو جمع کیا ہے ان میں کوئی منطقی، عقلی، تجربی، وحی نہیں ہے۔ادیان یہودی یا نصرانی میں کیا گزرے تھے اس کا جواب امکان نہیں کیونکہ وہ الحادی تھے ''**الاسلام فانہ المصدر اولی القرآن و المصدر الثانی ھو الحقیقة الخارجه**''

۲۔ابوالحسن ندوی صاحب **ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین**

۳۔**محمد البھی فی الفکر الاسلامی الحدیث**

۴۔محمد حسین ہیکل

۵۔مریم جمیلہ

۶۔چراغ علی شاہ

۷۔سید امیر علی ۱۸۴۹ء۔۱۹۲۸ء شاگرد سر سید احمد خان خریج جامعہ علی گڑھ صاحب کتاب روح الاسلام جو ۱۹۲۲ء میں نشر ہوئی بعد میں اس کا عربی اور اردو میں ترجمہ ہوا۔

۸۔مولانا محمد علی جوہر القادیانی

۹۔غلام احمد پرویز

۱۰۔علامہ محمد اقبال مغرب سے واپس آنے کے بعد انہوں نے برصغیر کی مختلف دانش گاہوں میں لیکچر دیئے جن کے عناوین یہ ہیں: ۱۔تجزیہ دینی ۲۔مہک پائے فلسفی در تجزیہ دینی۔ ۳۔آزادی وجاویدانی میں بشر ۴۔روح فرہنگ و تمدن اسلامی ۵۔آیا دین ممکن است۔

اسلام کے خلاف فکری جنگ لڑنے والے قائدین:۔

جنگوں کی یہ تاریخ رہی ہے کہ جنگ سرخ، جنگ گرم سے پہلے جنگ سرد یعنی فکری جنگ لڑی جاتی ہے۔اس دوران لڑنے والی جنگ کا جائزہ لیا جاتا تھا تا کہ جنگ چھیڑنے سے پہلے ایک دوسرے کی طاقت وقدرت کا جائزہ لے لیں، جب پتہ چلتا ہے کہ دشمن قوی ہے تو جنگ سے پہلے تسلیم ہو جاتے ہیں، جب پتہ چلے دشمن ضعیف و ناتواں، بزدل، کمزور ہے تو اس وقت دشمن کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔بادشاہ فرانس کی یادداشتوں پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف اس جنگ میں نئے طور وطریقے ایجاد کئے گئے۔حضرت علی نے اہل عراق سے خطاب میں فرمایا،''و فعلکم يطمع فيكم الاعداء ''خطبہ۲۹ (جوادی) تمھارے اعمال دیکھ کر دشمن کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں اور جلد ہی تم پر حملہ کر کے غنیمتیں حاصل کریں گے،تم پر بھروسہ کر کے دشمن سے لڑنے والے کی ہمت ٹوٹ

جاتی ہے۔جنگ متجد د دین بھی جنگ فکری تھی اس جنگ میں مسلمانوں کوکس نے شکست دی؟علی کو جنگ صفین میں کس نے شکست دی؟ یہ جو جملہ علی نے عراق میں فرمایا تھا علی نے میدان صفین میں دیکھا جہاں عراق کی پیادہ فوج کا قائد اشعث ابن قیس تھا معاویہ کی ساری امیدیں انہی سے وابستہ تھیں،جنگ میں علی کا پلہ بھاری ہوااور معاویہ کے حوصلے گھٹتے گئے تو یہ لشکر جواشعث ابن قیس کی قیادت میں تھے،یہ قیس وہ ہے جو نبی اسلام پر ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگیا تھا،جنگ مرتدین لڑنے والے لشکراسلام نے اس کودوبارہ واپس کیا حائک ابن حائک منافق ابن کافر والله لقد اسرك الكفر مرة والاسلام اخرى فما فداك من واحدة منهما مالک ولا حسبک [نہج البلاغہ خطبہ ۱۹] اسی قیس نے لشکر کے درمیان میں فرش بچھایا اور قرآن کی تلاوت شروع کی،یہاں قرآن کی بیسویں قرأت بنائی ہے۔علی کومعاویہ نے شکست نہیں دی علی کو اپنے لشکر نے شکست دی،علی کوکونسا تیر مارا،علی کو نفاق کا تیر مارا یہی صورت حال غرب کا تھا غرب جنگ صلیبیوں میں مسلسل شکست کے بعد بہت حیران و پریشان تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔بادشاہ فرانس مصر میں اسیر ہوگیا،فدیہ دے کے آزاد ہوا،آزاد ہونے کے بعد وہ کچھ سال مصر میں مقیم رہا،مصر کا جائزہ لیا اور پھر اپنی یاداشت میں لکھا ”آئندہ مسلمانوں سے تسلحاتی جنگ نہ لڑیں،توپ وسناں سے نہ لڑیں،ان سے فکری جنگ لڑیں۔اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مغرب نے مسلمانوں کی صفوں میں ایسے افراد بنائے کہ جن کا نعرہ تھا”دین ہمیں دے دو ترقی لے لو“ تا کہ موقع پر یہ لوگ جلدی تسلیم ہو جائیں۔

نقل از کتاب الاسلام والحضارۃ الغربیہ مولف محمد حسین ص ۴۸ انھوں نے کتاب احذروالاسالیب الحدیثہ ص ۱۱۱ سے نقل کیا ہے مصراور ہند سے منتخب افراد کے نام اوران کی خدمات کا ذکر کیا ہے:

۱۔طہ حسین: طہ حسین نے ایک کتاب شعر جاہلی کے نام سے لکھی اس نے دعویٰ کیا اسلام ایک دین محلی ہے دین عالمی نہیں ہے، اسلام کو محمد نے بنایا ہے جو اپنے ماحول سے متاثر تھے۔اسی طرح ایک اور کتاب مستقبل ثقافۃ فی الاسلام اس میں انھوں نے کوشش کی ہے کہ باور کرائیں کہ اسلام اور مسلمانوں میں فرق ہے یہ دو چیزیں ہیں۔انھوں نے یہ بھی کہا اہل مصر میری اطاعت کریں مغربی ثقافت اپنانے کے لئے یہی بات مستشرق یہودآیلز نے کہی تھی۔

۲۔علی عبدالرزاق: اس نے کتاب اسلام واصول الحکم لکھی اس میں اس نے کہا جہاد ایک خاص وقت کے لئے تھا جو پیغمبرؐ کے وقت چلتا تھا لیکن پیغمبرؐ کے بعد اسلام دین ہے حکومت نہیں یہ بات انھوں نے مستشرقین سے لی ہے۔

۳۔زکی مبارک: زکی مبارک نے اپنی کتاب نثرفنی میں لکھا ہے قرآن محمد انجیل وتورات جیسی محفوظ کتاب نہیں ہے انھوں نے تحریف سے بھری کتاب کو قرآن پر فوقیت دی جسے خود مستشرقین نے بھی قبول نہیں کیا ہے۔

۴۔امین الخوئی: امین خوئی کا گمان ہے قصص قرآن حقیقت تاریخی سے مطابقت نہیں رکھتے، قرآن کہتا ہے نعوذ باللہ محمد تاریخ سے جاہل تھے۔امین خوئی نے جو بات کہی ہے یہ وہی بات ہے جو مستشرقین نے کہی ہے۔

۵۔سلامہ موسیٰ: کتاب البلاغہ عصریہ ولغۃ العربیہ میں انھوں نے لوگوں کو دعوت دی وہ عربی فصیح کو چھوڑیں اور عربی عامی کو رواج دیں۔

۶۔نجیب محمود: اس نے اپنی کتاب خرافة الميتافيزيقا میں دعوت دی ہے اس دین اسلام کو چھوڑ کر نظام علمانی اپنائیں اور زبان عامہ کو رواج دیں۔توفیق حکیم نے کوشش کی کہ دین نصاریٰ دین عقل کے درمیان میں ہے۔عاطف عراقی نے فلاسفہ اسلام چھوڑ کے غرب کی تقلید کرنے کی دعوت دی ہے۔ڈاکٹر حسن حنفی نے اسلام کی ہر چیز کو تفسیر علمانی اور کمیونیزم میں پیش کیا ہے۔اس طرح سلطنت عثمانی میں بعض سلاطین بھی اسی قماش کے نکلے ہیں جیسے محمود ثانی جس نے سلطنت عثمانی کے لشکر کو لباس مغربی پہننے پر مجبور کیا تھا۔اسی طرح سلطان عبدالمجید نے غیر مسلمین کو لشکر میں شامل کیا، اسی طرح سلطان سلیم سوئم نے مغربیوں کو مدارس جنگی تاسیس کرنے کی اجازت دی۔انہی میں سے ایک محمد علی والی مصر تھے جس نے اپنے لشکر کو نظام یورپ اپنانے اور بہت سوں کو یورپ میں تدریس کے لئے بھیجا۔محمد حامد ناصر نے ان مغربی افکار کے حامل لوگوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔مدرسہ استعمار ہے کہ یہ گروہ اسلامی ملکوں میں استعماریت کو نفوذ دینے کا کام کریں گے،ان میں سعد زغلول احمد لطفی سید ہیں۔

۲۔دوسرا گروہ جو اسلام کو بدلنے کی کوشش کریں گے ان کی تمام تر کوشش یہ ہوگی کہ دین کو الٹ پلٹ کر دیں اور دین کو مغرب کے ساتھ سازگار بنائیں۔ان میں رفاعہ طنطاوی ہے، خیر الدین تونسی ہے اس کے بعد محمد عبدہ اور اس کے مدرسہ کے فارغ شریح ہے۔

۳۔تیسرا گروہ وہ گروہ ہے جو عرب نصاریٰ سے تعلق رکھتے تھے انھوں نے اپنی تمام تر توجہ صحافت پر مرکوز کی ہے، جس میں عالمی سیاسی اخبار ہونگے بعض ادبی و علمی ہونگے جسے صحیفہ معطلف وصحیفہ ہلال ان میں سے بعض شخصیات ادیب ہیں

مثلاً اسحاق سلیم نقاش بطرس بستان وغیرہ شامل ہیں۔
میں ایک غریب بے حیثیت انسان تھا میری کہیں بھی کوئی حیثیت نہیں تھی کراچی میں دولڑ کے ہفتہ وار میرے گھر مجھ سے باتیں اگلوانے کیلئے آتے رہے اور اس کا جائزہ لے رہے تھے کہ اس گھر کو ویران کیسے کر سکتے ہیں شرف الدین کو کیسے گھٹنے پر بٹھا سکتے ہیں۔معلوم ہوا یہاں دو بیویوں کی اولادیں ہیں،ایک کو دوسرے کا مخالف دکھا کر مجھ سے الگ کیا اور دوسری اولادوں کو دوست بنا کر ہم سے الگ کیا۔ میں نے اپنے گھر میں مظلوم مقہور،مطعون زندان جیسی زندگی گزاری۔اس جنگ فکری،جنگ تجدید اسلام میں عالمی الحادی اتحادیہ نے پہلے مرحلے میں الحادیوں اور مسلمانوں کے درمیان رابطہ کیلئے اپنی درسگاہوں کے فارغ التحصیل نمک خوار ضعیف الایمان شکم پرست،پڑھائی کے بعد نوکریوں کے متلاشی شخصیات کو چناؤ کیا ،ان کی مینیجری کے لئے انگریز کے آزمودہ تجربہ کار معتمد شخص احمد خان کو انتخاب کیا، آیئے دیکھتے ہیں اس میدان میں آنے سے پہلے کی تاریخ سے آگاہی لیتے ہیں۔
سید احمد خان نے دین کہیں سے پڑھا نہیں تھا،دین کو نافذ کرنے کیلئے پڑھنے کی ضرورت ہے دین پر تنقید کرنے کیلئے پڑھنے کی ضرورت ہے لیکن اس نے دین کو شکست دینے کیلئے آیات قرآن سے چھیڑ چھاڑ شروع کی،شیطان کی اس نے تاویل کی کہ شیطان کا معنی یعنی دشمن ہے،دشمن سے دور رہیں۔دشمن سے جنگ میں اسلحہ کی برتری ہو یا برابری ہو،برتری ہو تو یقینی کامیابی حاصل ہوگی،برابری ہو تو جنگ جاری رہے گی تسلسل سے ایک جنگ میں اندر سے خائن لوگوں نے پٹاخہ جیسی بندوقیں دیں جب جنگ چھڑ گئی تو یہاں سے پٹاخہ مارنا شروع کئے،جب دشمن نے دیکھا کہ ان کی گولیاں ہم پر اثر نہیں کرتی تو سوچا کہ آگے بڑھیں۔اُدھر سے جب

پورے دین کے انکار کا سلسلہ شروع ہوا تو یہاں سے پٹاخوں سے مقابلہ شروع کیا اپنے بدعتیوں سے کہا کہ ہر قیل وقال اقوال بادشاہان، وزراء، فلاسفہ کا عربی میں ترجمہ کر کے اس کو حدیث متعارف کریں، ان حدیثوں سے قرآن میں تحریف کر کے آیت کا ترجمہ معجزہ کیا، لاتعداد معجزات بنائے اور جس کسی نے انکار کیا اس کو مرتد کا تیر مارا۔ان پٹاخوں کا کیا نام ہے؟

ہمیں کہا معجزے کے منکر ہیں، تو کیا اثر پڑے گا؟ معجزے کا لفظ ہی غلط ہیں اور جتنے معجزے لکھے ہیں سب غلط ہیں، کلمہ معجزہ ہی غلط ہے، انبیاء کو ایسی طاقت نہیں دی اللہ نے، اللہ نے انبیاء سے کہا ہے لوگوں سے جبر نہ کریں، ان کی فکر کو جام نہ کرو، ان کو یہ ثابت کرو کہ ہم اللہ کی طرف سے آئیں ہیں، اللہ نے انبیاء کو نشانی دی۔معجزے سے کیا ملتا ہے؟ معجزے سے طاقت کا طاقت سے مقابلہ بنتا ہے، معجزے کا کلمہ ہی غلط ہے، جو معجزات بنائے ہیں مغالطہ تدلیس ہیں ایسے فارمولے بنائے ہیں جیسے فرعون کے سحر سے موسیٰ کو تسلیم کرنا ہو، عصر حاضر کے ساحرین بے بنیاد نے توحید خالص ''لا شیبه فیه لشرک'' والے دین کو، دین اسلام قرآن اور محمد سے دفاع کو چھوڑ کر اہلبیت کے اقتدار طلبان اور ان کے بے بنیاد کو مقدسات دین قرار دیا مجہول الحالوں کو مقدس بنایا۔انہوں نے کہا معجزات اصل اصول ہیں، تقلید اصل اصول، احادیث اصل اصول، ان نعروں کو کفر سے مقابلے کیلئے اسلامی پٹاخوں کے طور پر بنایا ہے۔اللہ نے فرمایا ''ہم نے آیات'' دی ہیں، آپ نے آیت کا معنی معجزہ کس لغت کے اصول سے بنایا ہے؟ انبیاء کی نشانی متقن، نا قابل تردید کو معجزہ بنایا۔اگر کوئی لغت ہو اور اس کا معنی مشکل ہو پوچھیں گے یہ معنی کس نے کیا ہے یہ کس کی تصنیف ہے؟ کثرت معجزہ کہاں سے لیا ہے اس کے مصادر

کہاں سے لئے ہیں؟ آیت اور معجزہ دو باتیں ہیں۔آپ اصل اسلحہ کو چھوڑ کے دو جھوٹ سے مقابلہ کرر ہے ہیں۔

۲۔کہا یہ سنت کے خلاف ہیں۔سنت کیا ہے؟ دین تو قرآن ہے۔

۳۔کہا وہ قرآن کو اٹھاتے ہیں۔کیا قرآن کو اٹھانا بری بات ہے؟ آپ اس منطق سے قرآن اٹھانے سے پابندی لگا رہے ہیں،ان کو مجرم ٹھہرا رہے ہیں۔ دشمن نے آپ کے سارے اندر کے راز کو اٹھایا ہے۔آپ کی خامیوں کو کھولا ہے۔

۴۔کہا متجد دین اور فقہ کے خلاف ہیں اصول فقہ کے خلاف ہیں ، یہ فقہ قرآن میں کہاں ہے؟ فقہ کو کس نے بنایا ہے؟ فقہ کو ابوحنیفہ نے بنایا ہے۔اصول فقہ کو کس نے بنایا ہے؟ امام شافعی نے بنایا ہے اور خاص کر کے اصول قرآن کے خلاف بنایا ہے اصول فقہ نے قرآن پر پابندی لگائی ہے اگر کہیں گے مسلمانوں پر یہ روزگار کس نے لایا ہے؟ تو یہ کہنا درست ہوگا یہ فقہ والے لائے ہیں حدیث والے لائے ہیں۔یوں اللہ کے کلمات کو غلط معنوں میں ترجمہ کرنے والوں نے دشمن کو موقع دیا ہے۔

سرخیل مجددین:

حق وانصاف تحقیق کا تقاضا ہے مجددین کا ہرزاویہ تحقیق سے جائزہ لیا جائے کہ انہوں مسلمانوں کی بجائے لشکر الحادکی طرف سے لباس نفاق پہن کر اللہ کے دین اللہ کی کتاب،اللہ کے نبی سے لڑنے کی ہمت وجرأت کہاں سے حاصل کی؟ تا کہ وہ اسلام کی کتاب قرآن نازل من اللہ کی اپنی مرضی سے اپنے راس الحادی سے تفسیر کریں ،اور پھرانہی کو مغز اسلام ، مفکر اسلام قرار دیا جانا بھی حیران آور ہے۔ انہوں نے اسلام کو کہیں سے بھی پڑھا ہو اس کی کوئی تاریخ نہیں ملتی لیکن حیرت اور

لمحہ تعجب ہے انقلاب اسلامی ایران آنے کے بعد اسلام مخالفین، اسلام محاربین کو اس حد تک تجلیل کیا گیا، مجلّات کے شمارے ان کے نام مختص کئے، اس طریقہ تسحیری تدلیسی کو اپنایا، رومی، حافظ، فردوسی، جمال الدین افغانی، محمد عبدہ، شلتوت کو بھی خادمان اسلام قرار دیا۔

سر سید احمد خان:

سر سید احمد خان بن سید تقی خان کو یہاں کے متجددین کا سرخیل قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں محافظین اسلام کو چاہیئے ان کی تجدید اسلام پر حق بین اور محک قرآن و سیرت طیبہ محمدؐ کی روشنی میں ان کا تجزیہ کریں۔ کتاب مفہوم تجدید دین تالیف بسطامی محمد سعید ص ۱۲۱ پر لکھتے ہیں عالم اسلام میں تجدید دین کی ابتکار کرنے کا سرا سید احمد خان کو جاتا ہے، سر سید احمد خان ایک بڑے خاندان کے فرزند تھے وہ عرب ملکوں سے ہرات گئے، اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہرات سے دہلی گئے۔ وہ ۱۲۳۲ھ بمطابق ۱۸۱۷ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء انہیں اپنے اعمال کا سامنا ہوا۔ ان کا خاندان ابتداء سے انگریز کی خدمت میں ملازمت کرتا تھا۔ سید احمد خان دہلی میں مغل حکومت سے جڑے ہوئے تھے وہ ایک فقیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے تصوف سے جڑے انسان تھے، جلد ہی تحصیل علوم سے ہاتھ اٹھایا تصوف کی طرف گرائش پیدا کی۔ جلد ہی وہ ایک حیات آسائش آرام راحت کے مرحلے میں داخل ہوئے، رقص وغناء میں مصروف ہوئے، بائیس سال کی عمر میں اپنے والد کے انتقال کے بعد وہ انگریز کی حکومت میں نوکری پر لگ گئے۔ ہندوستان کے بعض شہروں میں نوکری کی، زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ ان کی زندگی میں تبدیلیاں آئیں۔ ۱۸۵۷ء کو جب برطانیہ ہندوستان پر قابض ہوا اور مغل حکومت کا خاتمہ ہوا۔ جو

کچھ مغلوں کا بنایا تھا سب ختم ہوگیا، مسلمانوں کی حکومت رفتہ سے وابستہ رہنے کی بجائے وہ انگریز کے وفادار بنے۔مناسب سمجھا کہ یہ موقع ہے کہ مسلمان اور انگریز کی حکومت کے درمیان جو ہواجز ہیں موانع ہیں فواصل ہیں اس کو دور کریں یہ بہترین دور ہے کہ انگریز کی خدمت کریں ۱۸۶۹ء میں سید احمد خان انگلستان گئے، وہاں ان کی بہت پذیرائی ہوئی، سترہ مہینے وہ وہاں رہے اوران کا رشتہ انگریز حکومت سے قوی ہوا۔وہ انگریز کیلئے اپنے دل میں بہت کچھ محبت ولا، گرائش بھرے واپس آئے اور بہت سی ذمہ داریاں لے کے واپس آئے، آتے ہی اسلام اور مغربی تمدن وترقی کے بارے میں کام کرنا شروع کیا۔

سر سید احمد خان سالار مجددین ہیں ان کی جامع تعریف یہ ہے کہ وہ دین و وطن وملت کو اپنے طبق ذلیل وخسیس ہاتھ میں رکھ کر اپنے آقا و مولا انگریز کی خدمت میں پیش کر کے اپنے وطن اور دین سے خیانت کی اوراپنے محسن سرکار سے وفاداری کا اعلان کیا اور مرنے سے پہلے دین کو خیر باد کہہ کے گئے۔ان کی زندگی سے متعلق دیگر مشاہیر برصغیر کے جتنے مفسدین کا ذکر کریں گے اُن کا سلسلہ حسب اِن سے ملتا ہے یہ سب ان کے پروردہ ہیں۔

ان کی تجدید دینی کے نمایاں نکات یہ ہیں:

۱۔ اصول دین مغربی فلسفے کی روشنی میں تفسیر کریں گے اور نظریہ وحدت الوجود کی ترویج کریں گے۔

۲۔ قیامت اور حشر کو رد کریں گے انکے خلاف کام کریں گے یعنی اس زندگی کے بعد کوئی دوسرا عالم نہیں ہے۔

۳۔ عقیدہ جھیمہ، قدریہ اور معتزلہ کی تائید کریں گے۔گویا ان کے نزدیک اللہ

اپنے بندوں کے فعل کا خالق نہیں اور اللہ کو اس کا علم بھی نہیں ہے۔

۴۔ نبوت ایک ملکۂ انسانی ہے ہر انسان میں یہ استعداد فطری ہے۔ جسطرح شاعر اپنی صلاحیت کو ابھارتے ہیں اسی طرح دیگر انسان بھی اپنی استعداد کو ابھارتے ہیں۔ اسی طرح روح کی پریشانی سے جو حالات پیدا ہوتے ہیں وہ وحی کہلاتی ہے، یہ اعلیٰ ادراک کا مرحلہ ہے جو ہر انسان کے اندر پیدا ہو سکتا ہے۔

۵۔ ملائکہ نامی کوئی وجود نہیں ہے۔ ہر انسان کے اندر موجود قوائے خیر کو ملائکہ کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے اندر موجود شرورات کو شیطان کہتے ہیں۔ انسان ایک مخلوق منتطور ہے یعنی ترقی پذیر ہے جو مرحلۂ جمادات سے ترقی کر کے نباتات پھر حیوان اور اس طرح آگے بڑھتا ہے۔ یہ نظریۂ ڈارون ہے کہ انسان یہاں تک اس طرح پہنچا ہے۔ اس طرح دین بھی ترقی کرتے ہوئے اس مرحلہ تک اور پھر یہاں سے وحدت ادیان تک پہنچا ہے یعنی سب ایک دین کے پیروکار بن جائیں۔

۶۔ تجدید میں نظر و استدلال کا طریقہ اپنائیں۔

احمد خان جو انگریز کے پروردہ تھے، انگریز کے مرتزقہ تھے، یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے دین وشریعت کو جو لوگوں نے بنا دیا ہے وہی سبب بنا کہ آپ متجدد دین کے سامنے شکست ہوئے ہیں۔ احمد خان کی اس جنگ نفاقی یا جنگ مسلمین میں ان کے مددگار و حواری امیر علی خود غالیوں میں سے تھے، وہ علی گڑھ سے فارغ ہونے کے بعد مغرب گئے۔ ان کا شمار احمد خان کے خاص حواریوں میں ہوتا ہے انہوں نے روح اسلام کے نام سے کتاب لکھی جو مغرب والوں کو پسند آئی اور اس میں اس نے حقوق عورت مغربیوں کے تناظر میں پیش کیے، قرآن کو اٹھایا کہ اصل فکر مغرب اجاگر ہو جائے۔ واپس آتے ہی انہوں نے قرآن کو اٹھایا اور یہ

کہا کہ فہم قرآن میں ان تفاسیر پر اعتماد نہیں کرسکتے جو کہ خرافات سے بھرے ہوئے ہیں بلکہ نص قرآن پر اعتماد کرنا چاہئے،اصل قرآن پر یعنی ایک حوالے سے خود قرآن کو ایک جدید قرآن بنانے کی کوشش کی۔قرآن کو اٹھا کر اس نے یہ کہا قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو علم طبیعت سے متصادم ہو لیکن قرآن کی تفسیر وہ قرآن سے نہیں کرتے تھے بلکہ یورپی اور انیسویں صدی کے نظام کونی سے استناد کرتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ قرآن کو عصر جدید کے تقاضوں سے متصادم نہیں ہونا چاہیئے وہ کہتے ہیں قرآن میں آیات محکم ومتشابہ ہونا اس بات کی دلیل ہے دین اسلام دین طبیعت ہے۔

احمد خان کے حواریوں میں سے ایک مولانا محمد علی بھی تھا خود وہ قادیانی تھا،وہ ہی احمد خان کی فکر کو اٹھاتا تھا۔مولانا محمد علی کہتے تھے مسلمان لڑکی ہندو سے عقد کرسکتی ہے،نص قرآن کے خلاف فتویٰ دینے والے قائدِ پاکستان ہیں۔یہاں سے قادیانیوں کے عقائد بھی سامنے آتے ہیں۔وہ کہتے تھے مرد عورت مخلوط اجتماع جائز ہے،اس کی دلیل میں کہتے تھے کعبہ کا طواف دونوں مل کے کرتے ہیں۔

احمد خان نے قرآن کو اٹھایا جو کہ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا کیونکہ ہم نے اس کی جگہ اور بہت سوں کو رکھا ہے عمر بن خطاب کے جرائم میں سے ایک یہ تھا کہ وہ کہتے تھے ’’حسبنا کتاب اللہ‘‘۔عمر بن خطاب اپنے دور میں کوئی چیز قرآن کے علاوہ نہیں اٹھا رہے تھے کہ وہ یہ کہیں ’’حسبنا کتاب اللہ‘‘ یہ بھی دوسری تیسری صدی کے منتوجات ہیں۔آپ کہیں گے حضرت علی نے دو جگہوں میں قرآن اٹھایا ہے،جنگ جمل میں علی کے لشکر نے اٹھایا کہ آؤ اس پر فیصلہ کرتے ہیں۔جنگ صفین میں معاویہ کی طرف سے اٹھایا ہے۔علی سے پوچھا پہلے آپ نے بھی تو قرآن اٹھایا تھا تو علی نے

فرمایا کہ دیکھو اٹھانے والا کون ہے؟ کیوں اٹھا رہا ہے؟ ٹالنے کیلئے اٹھا رہے ہیں یا حق کے لئے، جمل والوں نے جان لیا تھا کہ اگر فیصلہ قرآن کے تحت ہوں گے تو علی حق بجانب ہوں گے، اور علی نے جان لیا کہ اگر قرآن کو مان لیں گے تو وہ تفسیر کیلئے عمرو عاص کو انتخاب کریں گے، ابو موسیٰ اشعری کو انتخاب کریں گے۔ بذات خود قرآن اٹھانا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن قرآن کس نے اٹھایا کیا قرآن کو اٹھانے والا خود تو قرآن سے نا آشنا نہیں۔ احمد خان کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ انہوں نے قرآن کو پڑھا ہو، غلام احمد پرویز کی تاریخ میں نہیں ہے کہ کبھی قرآن پڑھا ہو، وہ صحافی تھے آج تک پرویزی قرآن کو اٹھا رہے ہیں کتابوں پر کتاب لکھ رہے ہیں۔

مسلمان ایک طویل عرصہ تک اسلام سے اجنبی مسلمان حکمرانوں کے زیر تسلط رہنے والوں کی مثال کچھ یوں ہے کہ ترکیہ میں کچھ عرصہ سیکولر حکومت کے سکول انسپکٹر نے کسی سکول کے بچے سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے تو کہا محمد، وہ حیران ہو گیا، پھر پوچھا مذہب کیا ہے؟ تو اس نے کہا ترکی۔ مسلمانوں کو اسلام سے دور کفر سے نزدیک کرنے کے ہدف والی جنگ میں دنیا کفر والحاد کے ریلوں کے ہجوم سے پہلے ان کیلئے ماحول سازگار کرنے والے فرقے اور ان کی درسگاہیں ہیں یہی اصل میں دین کے نام سے دین سے روکنے والی درسگاہیں ہیں۔

سید احمد خان کے دین فہمی میں تصرفات:۔

۱۔ وہ حضرت عیسیٰ کی ولادت کو اللہ کی نشانی نہیں سمجھتے تھے، ان کی ولادت کو ولادت طبیعی سمجھتے تھے۔

۲۔ کوئی ملائکہ نہیں بلکہ ان کو ایک پردار مخلوق سمجھتے تھے یعنی جن و ملائکہ کو وہ نہیں

مانتے تھے۔

۳۔وہ جہاد کوصرف حملے کی صورت میں جائز سمجھتے تھے،ابتدائی جہاد کو غلط سمجھتے تھے،اگر کفار مسلمانوں پرحملہ کریں تواس وقت ان سے جنگ کریں۔

۴۔رباءسود جوفقیرغنی کو دیتے ہے اور جوعربوں میں پہلے چلتے تھے اس مختصر سے فائدہ لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۵۔وہ تعدد زواج کو بھی نہیں مانتے تھے،کہ تعدد عدالت سے مشروط ہے،چند بیویوں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے ہیں تو تعدد جائز نہیں ہے۔

۶۔وہ حدود کو بھی نہیں مانتے تھے۔

۷۔حدود جاری کرنے کی بجائے دیہ دینے کے قائل تھے۔

یہ سید احمد خان کے ابتکارات تھے،اس طرح سے اس نے اسلام کو عصر ملائم کے لئے سازگار بنایا ہے اور ایک نئی فکر کو فروغ دیا،اس کی تعلیمات اور فکر کے حامی کئی حلقوں میں شامل ہوئے۔اس دور میں ان کے ہم فکر چراغ علی شاہ،امیر علی، خدابخش شاعر،غلام احمد پرویز،عبدالحکیم،محمد علی، چراغ علی شاہ نے اصلاحات سیاسی ،اجتماعیہ قانونی پر کتابیں لکھیں۔چنانچہ سیاسی قانونی اصلاحات کے بارے میں انہوں نے ایک مسودہ عثمانی حکومت کو دیا۔ان کے شاگردوں میں ایک امیر علی ہے ،امیر علی کی تعلیم علی گڑھ سے ہے پھر وہ لندن گئے ثقافت مغرب سے بہت گہرا رشتہ قائم کیا،اس نے روح اسلام کے نام سے ایک کتاب لکھی، جو ۱۹۲۲ء کو نشر ہوئی۔ اس میں اس نے کہا فقہاء مسلمین پر افسوس ہے۔

جمال الدین افغانی:

اس شخصیت پر رقم طرازی کرنے والے مؤلفین،مصنفین،مقالہ نگار،خاص کر

رسالہ تقریب صادرہ از تہران شمارہ میں ان کو عجوبہ روزگار شخصیت مرموز معمیٰ گردانا ہے۔کوئی انہیں مصلح مخلص کہہ کران پر چادر اخلاص چڑھاتا ہےاور کوئی انہیں اسلام و مسلمین کے ساتھ خائن پیش کرتا ہے۔حق وانصاف بھی ایسا ہی ہے جب کوئی شخص غیر طبعی طور پر بطور طفرہ منازل طے کرتے ہوئے عالمی سطح پر اپنا مقام ومنزلت بناتا ہے تو ان کی ہر چیز موضوع اختلاف بنتی ہے، یہاں تک کہ ان کا سلسلہ نسب بھی موضوع اختلاف بنتا ہے ،اس قانون سے جمال الدین کیسے مستثنیٰ رہ سکتا ہے؟ بعض ان کونسل امیر المومنین علی سے بعض ابوبکر صدیق سے بعض پروردہ امہات المومنین سے اور بعض مجہول نسب ساختہ انگریز یہودی گردانتے ہیں۔ شخص عاقل کو یہ جاننا چاہیے یہ شخص اتنا واضح نہیں ہمیں بھی ان کو معصوم بنانے یا ملعون بنانے سے گریز کرنا چاہیے۔یہ اصل ایرانی ہیں یا افغانی،ان کے شاگردوں اور دوستوں میں یہود ونصاریٰ بھی ہوتے تھے۔ان کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے دنیا کی مشہور اور بدنام زمانہ مفسد و مجرم ماسونیہ کے رکن تھے۔مذہبی طور پر ان کو شیعہ متعارف کرتے ہیں۔جبکہ اس وقت دور دراز علاقوں کیلئے سفری سہولیات نہیں تھیں لیکن وہ کثیر السفر تھے ۔افغانستان سے ہندوستان اور ہندوستان سے مصر،مصر سے ہندوستان اور وہاں سے فرانس ایک حوالے سے کثیر السفر یا سیاح عالمی تھے۔

رسالہ تقریب از تہران شمارہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں جمال الدین افغانی متولد ۱۲۵۳ھ متوفی ۱۳۱۵ھ، تجدید کیلئے بیدار کرنے والے شعور دینے والے حرکت اصلاحی میں روح پھونکنے والے سرخیل مجدد فکر اسلامی کے سرورو آقا کا حسب نسب بقول سادات صحیح النسب بتاتے ہیں، کہتے ہیں کہ افغانی شریف النفس تھے، امام حسن ابن علی سے ان کا نسب ملتا تھا،نسب اعلیٰ ہونا باعث عزت

ہے، زعماء اصلاح صفحہ ۱۱۱۔کیا سادات صحیح النسب ہونا بھی اسلامی امتیازات و تشخصات میں سے ہے یا صفوی بدعات میں سے ہے؟ جعفرطیار کی نسل سے عبداللہ بن معاویہ نے اپنے اندر حلول اللہ کا دعویٰ کر کے نسخ شریعت کیا تھا، امام موسیٰ ابن جعفر کا فرزند لوگوں کے گھروں کو آگ لگا تا تھا، جعفر بن علی جعفر کذاب کے نام سے معروف ہوئے۔ ہمارے صحیح النسب پر افتخار کو قرآن نے مسترد کیا ہے، رسول اللہ نے عرفات میں دفن کیا ہے۔ جمال الدین ۱۲۸۸ھ کو مصر پہنچے اور وہاں سے امت اسلامی کو بیدار کرنے کی تحریک کا آغاز کیا اور وہاں محمد عبدہ متولد ۱۲۶۵ھ متوفی ۱۳۲۳ھ ان کے معاون و مددگار اور بازو بنے۔اس رسالہ تقریب کے صفحہ ۱۸۲ پر ان کی تحریک جدول زمانی درج ہے ۱۲۶۵ھ سے ان کی حیات کی جدول کی شروعات بتائی ہے۔ افغانستان کے شہر اسد آباد میں پیدا ہوئے ہیں وہاں کی حکومت کے منصب وزارت پر تھے پھر کابل آئے مصر سے نکلنے کے بعد ہندوستان آئے ہندوستان سے وہ فرانس منتقل ہوئے فرانس میں ایک مجلّہ بنام عروۃ الوثقی صادر کیا اس کے تمام نظریات اور افکار اس میں درج ہیں مجلّہ حوزہ ،مجلّہ تقریب الاسلامی ،گلشن الابرار[جلد دوم ص ۱۴۸] سوانح حیات علماء و اکابر عماد شیعہ میں اتفاق سے سب نے لکھا ہے وہ عالمی تنظیم ماسونیہ کے رکن تھے مشرق وسطی کے مسئول تھے انہوں نے ایک تنظیم بنائی تھی تنظیم الوثقی کے نام سے گلشن ابرار[جلد دوم ص ۱۴۸] میں لکھا ہے کہ جب وہ ہندوستان آئے تو اس وقت تحریک انفصال علیحدگی مسلمین کے ہراول دستے تنظیم کے ممبر بنے ایک شخص نے ان کے تعارف اس طریقہ سے کیا کہ وہ حامی اسلام مسلمین میں سے تھے مغرب مخالف تھے ضد مغرب میں مسلمانوں کو اٹھنے کی دعوت دیتے تھے۔افغانستان سے ہندوستان آئے

ہندوستان سے مصر گئے مصر سے دوبارہ ہندوستان آئے پھر ہندوستان سے فرانس گئے پھر وہاں سے مجلّہ نکالا ان سارے سفروں کا اہتمام کون کرتا تھا؟ مصر تاریخ مشرق میں قدیم ترین مترقی، علمی ملک ہے۔ضد اسلام سالہائے دراز تک وہاں غلات مردہ کی حکمرانی رہی ،ان کی تاریخ ،ان کی ابتداء دخول اسلام سے لیکر نیم اسلام نیم کفریات کے حامی رہے ، یہاں ہمیشہ کافرین کا بول بالا رہے ہیں۔ وہاں ان کیلئے عجیب وغریب والہانہ استقبال کرنے والے کون تھے؟ اتنا عظیم استقبال کیلئے رابطہ کا کام کون کرتے تھے؟ کیا حکومت مصر ان کی سرگرمیوں سے غافل تھی؟ ان کی اسلام وقرآن مخالفت کوکسی کے کھاتے میں ڈالنے کی تحریک چلانے کی کوشش کرنے والے، اس کو اٹھانے والے کیا ہونگے ؟ انقلاب اسلامی میں اسلام محمدی کے نام سے اپنے رسالہ تقریب میں ہر جگہ ان کو مصلح عظیم اسلام کہنا اوران کے نام پر کانفرنس کرنا سالگرہ منانا برسی منانا اور علامہ اقبال جوسنی مذہب تھے ایران شیعہ مذہب پر ہے تو ایران والوں کی علامہ اقبال کی یادیں منانے کا کیا مطلب بنتا ہے؟ ان سوالات کا جواب مانگتے ہیں محسوس ایسا ہوتا ہے انقلاب اسلامی ایران صوفی اسلام کا تسلسل ہے، اسلام خالص ہوتا تو اس کو محمدی نہ کہتے کیونکہ اللہ کے منتخب نام کی تبدیلی درست نہیں ۔ علم لقلقہ اور پہاڑہ نہیں ہے علم کا معنی متفرقات کو جمع کرنے کا نام ہے اگر مغرب علم جدید میں آج اس مقام پر پہنچا ہے تو وہ متفرقات کو جمع کر کے یہاں پہنچا ہے انسان کو چاہیے مفسدین کو تمغہ مصلحین نہ دیں آئیں ان کی اسلام کے بارے میں چند اصطلحات کے نمونے پیش کرتے ہیں۔

انھوں نے مصر میں مسلمانوں کے لئے کوئی جملہ تک نہیں کہا کہ ایھا

المسلمون۔عثمانی حکومت کی حمایت کیلئے ایک جملہ نہیں بولا جبکہ اس وقت عبدالحمید سلطان ضیق وتنگی میں تھے وہ مسلمانوں کواسلام کے نام پر متحد کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔لیکن جمال الدین افغانی نے امت اسلام کے اتحاد کی بجائے شیعہ سنی کے اتحاد کی بات کی انکا مسودہ یہ تھا کہ شیعہ لعن کرتے رہیں یہ انکا عقیدہ ہے اوراسی طرح سنی کے نزدیک صحابہ پرلعن کرنے والے کافر ہیں یہ ان کا عقیدہ ہے لیکن دونوں اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہیں اور متحد ہو جائیں یہ جمال الدین کا اتحاد تھا ۔جس طرح ان کے بعد قاہرہ،تہران اور پاکستان میں منعقدہ اتحادیوں کا منشور بھی یہی رہا ہے۔

اس وقت عبدالحمید بے چارہ ڈوبتی ہوئی عثمانی حکومت کا ناخدا بنا ہوا تھا،عثمانی حکومت کواس وقت احساس ہوامسلمانوں کا اتحاد کرنا چاہیئے ،اس وقت محسوس کیا امت اسلامیہ کے نقطہ التقاء کہاں سے ملتا ہے۔عبدالحمید اندر سے دردمند اسلام تھے برصغیر کے مجددین علامہ مودودی ،علامہ اقبال بھی ان کے خلاف تھے وہ اتاترک کے حمایتی تھے۔عبدالحمید چاہتے تھے لغت عربی کو عالم اسلام کی لغت بنائیں، اس وقت مسلمانوں میں بے حجابی شروع ہو چکی تھی دوسری طرف مرد و عورت مساویانہ حقوق کی تحریک چل رہی تھی۔اس وقت حجاز ان کے خلاف تھا۔

﴿وَ اعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ.العمران..۱۰۳ ﴾﴿فَإِنۡ تَنازَعۡتُمۡ فی شَیۡءٍ فَرُدُّوهُ إِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُولِ..نساء ۵۹..﴾

جمال الدین افغانی مصلح امت، داعی اتحاداور مجددین تینوں میدانوں میں سرگرم ہوئے۔لیکن کیا وہ داعی اتحادامت اسلامیہ تھے؟ یاداعی اتحادشیعہ وسنی تھے؟ یااتحادادیان ثلاثہ یہود و نصاریٰ اور اسلام تھے؟ یا مغرب میں یورپ کی طرف

بڑھتے ہوئے لشکر اسلام کو روکنے اور کمزور کرنے کی نیت سے نکلے تھے؟ جمال الدین افغانی کی شخصیت پر لکھے مجلّات صادر از تہران رسالہ تقریب کے شماریات، مجلّہ حوزہ اور گلشن ابرار، مصر میں چھپنے والی سوانح حیات میں ان کی شخصیت کو مشکوک، خادم اسلام یا خادم مغرب میں متنازع بتایا گیا ہے۔اس حوالے سے گفتگو کرنے سے پہلے عثمانی حکومت کو دیکھنا ہوگا۔ہم پہلے عرض کر چکے ہیں ہم خلفاء سے دشمنی نہیں رکھتے نہ ان کی تقدیس کرتے ہیں حتیٰ صحابہ منحرفین ہی کیوں نہ ہوں ان پر سب وشتم نہیں کرتے ،اپنے اقتدار کی خاطر ملحد نظام فوضیانہ قائم کرنے اور دین اسلام کو قیل وقال کے کوڑات میں پھینکنے والوں کو تحفظ دینے کے لئے انکی تقدیس بھی نہیں کرتے۔اسی طرح عثمانی حکومت کو بھی اسلامی حکومت نہیں گردانتے وہ اسلامی حکومت نہیں تھی وہ قومی حکومت کے طور پر متعارف تھی وہ بھی بنی امیہ، بنی عباس ،مغلیان ،صفویان فارس سے چنداں مختلف نہیں تھے لیکن عثمانی حکومت کو مسلمانوں کی حکومت سمجھتے ہیں، مسلمانوں کی عزت وآبرو کا نشان سمجھتے ہیں۔ صلیبیوں کی مسلمان ملکوں کی طرف بڑھنے والے لشکر کو روکنے اور مسلمانوں کو تحفظ دینے والا گردانتے ہیں جو مسلسل چار سو سال تک ان سے جنگ کرتے رہے۔ جب ہندوستان میں وہ مسلمانوں کو مسیحی بنا رہے تھے،اس وقت عثمانی حکومت انھیں روکنے کیلئے آگے بڑھی،اور اس وقت ایران میں حکومت امام زمان والے انگریزوں،عثمانیوں کے مخالفین سے اتحاد کر رہے تھے۔عثمانی جب مغرب کے قلب فرانس کے نزدیک پہنچے تو وہ لوگ حیرت میں پڑے۔اس وقت ہندوستان میں مسلمان مغلوں کی حکومت تھی جو ایک امپراطور تھا لیکن انھوں نے عثمانی حکومت کی حمایت نہیں کی کسی قسم کا تعاون نہیں کیا۔ترک کے ہمسائے میں صفویوں کی حکومت

تھی وہ انکی حمایت کی بجائے ترک پر حملہ آور ہوتے تھے،انھوں نے مسلمانوں سے اتحاد کی بجائے انگریز سے اتحاد کیا۔اسی طرح مصر وحجاز نے بھی عثمانی حکومت کی حمایت نہیں کی۔ اس صورت حال کے پیش نظر نصرانی یورپ عثمانی حکومت میں داخلی انتشار پھیلا رہے تھے اس وقت یہ وحدت ادیان کے منادی کرنے والے امت مسلمہ کے اتحاد نہیں بلکہ شیعہ سنی کے اتحاد کے داعی بنے۔اتحاد امت کے لئے تشریف لائے،کس سے اتحاد اور کس کے خلاف اتحاد کرنا ہے وہ صیغہ راز میں رکھا تھا۔

جمال الدین افغانی کے بارے میں مجلّہ حوزہ ۵۹۔۶۰ ملا کر چار سو صفحات پر مشتمل ہے یہ انکی شخصیت سے مختص مجلّہ خصوصی ہے۔اس مجلّہ میں ان کی جائے پیدائش اور شہریت جو افغان و ایران میں متنازع ہے،ان کا مذہب،ان کا مصر کی طرف سفر،تمام سرگرمیوں پر مفصل،نکتہ بہ نکتہ گفتگو کی ہے،کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔ اس میں ان شخصیات کا بھی ذکر ہے جنہوں نے ان کی تعریف لکھی ہے لیکن جنہوں نے ان پر نکتہ چینی کی ہے ان کا ذکر نہیں آیا ہے۔ان کی شہریت کے بارے میں ایرانیت کو اصل ایران کے شہر حمدان سے تعلق رکھنے کو ترجیح دی ہے،لیکن ان کے مذہب یعنی وہ کس فرقے پر تھے تو اس سلسلے میں کہا ہے کہ اصل میں وہ شیعہ،فقہ جعفری پر تھے لیکن دوسرے مما لک میں وہ فقہ حنفی پر عمل کرتے تھے یعنی تقیہ کرتے تھے۔ان کی علمیت کے بارے میں بھی بیان ہوا ہے کہ انہوں نے عراق میں ایران میں تعلیم حاصل کی ہے۔ہمیں ان کی شہریت کے بارے میں تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں،لیکن ایک شخص بین الاقوامی سطح پر قیام کرنے والا پوری اہل دنیا کو اپنی طرف دعوت دینے والا،یہود و نصاریٰ کو بھی مل کے کام کرنے والا شخص تقیہ کریں

اپنے اصل مذہب کو چھپائیں کیا یہ ممکن ہے؟ ایک انسان ایک حرکت کرتا ہے، ایک خطاب کرتا ہے لاکھوں آنکھیں ان کی نقل وحرکات پر نظر رکھتے ہیں، لاکھوں ان کے خطاب سن رہے ہوتے ہیں۔ یہاں مصر کی ایجنسیاں برطانیہ فرانس کے صحافی موجود تھے، چندیں مہینے گزرے لیکن کسی کو پتہ نہیں چلا یہ شیعہ ہیں۔ نام اسلام کا لے رہا ہے ضد اسلام یہودی مسیحی سن رہے تھے۔ محمد حسین صاحب حضارات اسلامی لکھتے ہیں وہ ہوٹلوں میں جا کر گانے وموسیقی سنتے تھے۔ مصر جو عالم اسلام میں فرانس جیسا ملک ہو اخبار و جرائد میں آیا ہو، حکومت کی ایجنسیاں ان کا تجزیہ کرتی ہوں یا بقول انکے وہ مغرب کے خلاف اٹھے تھے تو مغرب والے ان کی حرکات وسکنات کو ضبط نہیں کر رہے تھے؟ آیا وہ اپنے دشمن سے نا آشنا تھے یا اپنے مخالفین کے بارے میں خاموش رہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اتنا عرصہ مصر میں سرگرم رہے، خطاب کئے انٹرویو دیئے لیکن کسی کو پتہ نہیں چلا کہ یہ اصل میں شیعہ ہیں۔ اگر اصلی شیعہ بھی ہیں تو ایک شخص آ کر ہنگامہ کریں ملک کو حکومت کے خلاف یا انگریز کے خلاف آواز اٹھائیں لیکن وہ ان کے بارے میں تحقیق نہ کریں خاموشی اختیار کریں، کیا یہ ممکن ہے؟ فرض کریں کہ ان کا اپنا ضمیر ان کو کیا کہیں گے؟ ایک عالمی سطح کے قیادت سنبھالنے والے شیعہ تھا ابھی سنی ہو گیا ہو اور ہر جگہ سنی بنے، عالمی سطح پر عالم دین علمی نبوغت رکھنے والا شخص مذہب حنفی پر عمل کریں کہ جس میں بہت سے محرمات کو حلال گردانا گیا ہے، منافقین و کافرین کو بھی سہولت دی گئی ہے اس مذہب پر خود کو دکھانا کہاں تک درست ہے؟ لہٰذا ان کا تقیہ ایک مصلح کیلئے منطقی نہیں۔ ہمارے پاس ان کے بارے میں مصادر ایک تو یہ مجلّہ حوزہ ہے اور دوسرا رسالہ تقریب جو تہران سے صادر ہوا ہے اس کے چند شماروں میں ان کے بارے

میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ان کے سوانح حیات بتائی گئی ہے[گلشن ابرارص ۴۰۱] ان کی حیات لکھی ہے اس میں لکھا ہے انہوں نے حیدرآباددکن میں قیام کے دوران ایک تنظیم سری بنائی تھی ،اس تنظیم میں بعد میں علامہ اقبال،شوکت علی،محمد علی جناح،ان کے شاگردوں کا تسلسل بتاتے ہیں اوران کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فرقہ ماسونیہ سے تعلق رکھتے تھے اورعروۃ الوثقیٰ کے نام سے ایک تنظیم بنائی تھی اس میں ان کی تائید کرنے والی بڑی بڑی شخصیات کا ذکر ہے،اوران کی تائید کرنے والے ان کے ہم فکر تھے ہم مسلک تھے اوران کے اس عمل کی تائید کرنے والے تھے،کسی غیر جانبدار نے ان کی تائید نہیں کی ہے۔

عالم اسلام پر دنیائے کفر وشرک یہود و نصاریٰ کی عسکری،فکری،ثقافتی اور اقتصادی یلغار کونفاذ کرنے کیلئے اوراس فکر کواٹھانے کیلئے اسلامی ملکوں یا مسلمان نشین علاقوں میں بہت سی شخصیات کو ہیرو اورنوابغ بنانے اورمغرب کے مخالف پیش کرنے کا کردار سونپا ہے۔اس فکر کواٹھانے کیلئے جن شخصیات کواٹھایا ان میں سب سے پہلے سرسید احمد خان اوران کے بعد جمال الدین افغانی ہیں اور پھران کے شاگرد اور پیروکار ہیں۔ان تمام شخصیات کے امیر کاروان جمال الدین افغانی اوران کی گرویدہ جماعت ہے۔

کتاب عصرانیون میں آیا ہے وہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ کو محفل ماسونی کے رکن بنے ہیں یہاں تک ماسونیہ عربی کی شاخ کے رئیس بنے تھے۔وہ اس وقت کے استعمار گر فرانس اور ہالینڈ کے دوست تھے اور برطانیہ کے خلاف سرسخت دشمنی دکھاتے تھے لیکن اندر سے ان سے بھی رابطے میں تھے جبکہ بعض دیگران کا کہنا ہے ان کی سیاست مضطرب تھی، وہ خفیہ طور پر انگریز کے دوست تھے اوران سے ملکر

سلطان عبدالحمید کا تختہ الٹنے کی سازش میں شامل تھے۔افغانی سوڈان میں انقلاب مہدی کے خلاف تھے اور ان کے انقلاب کو فتنہ کہتے تھے۔(نقل از کتاب العصرانیون تالیف محمد حامد ناصر ص ۳۴، نقل از کتاب خاطرات جمال الدین ص ۱۸، تالیف محمد مخزومی۔ اسلام والحفارۃ العربیہ، تالیف محمد حسین ص ۶۵ تا ۶۹۔تاریخ الاستاذ امام رضا جلد ا ص ۴۴۔منہج مدرسۃ العقلیہ فی تفسیر فہد رومی ص ۱۰۸۔دعوت جمال الدین افغانی میزان الاسلام مصطفیٰ خوزی غزالی۔تاریخ استاد محمد عبدہ۔)

جمال الدین اور وحدت ادیان:۔

العصرانیون بین المزاعم التجدید و میادین تغریب بقلم محمد حامد ناصر ص ۳۰۴ پر لکھتے ہیں ''ان کی تحریک کا واحد ہدف لوگوں کو ہم وطن بنائیں اور ایک دین کے، وحدت ادیان کے داعی تھے۔وحدت ادیان کے بارے میں جمال الدین کہتے تھے'' **ان الدیان الثلاثہ الموسویہ والعیسویہ والمحمدیہ علی تمام الاتفاق فی المبداء والغایۃ** ص ۳۰۶'' مبدع اور غایت میں یہ تینوں ایک ہی نکتے پر ملتے ہیں ۔ جمال الدین سے اتفاق کرنے والے شیخ محمد عبدہ ہیں۔انہوں نے وحدت ادیان کی کانفرنس بیروت میں ۱۹۵۳ء مصر اسکندریہ میں ۱۹۵۴ء میں منعقد کی،اس کے بعد ۱۹۹۵ء کو ماسکو میں ادیان اور دیگر ملکوں میں ان کے ساتھ یکجہتی کا سیمینار کیا یعنی پہلے اسلام کو ملغاء کیا پھر کل ادیان کو ملغاء الحادیوں سے اتحاد کیا۔ان کی تائید کرنے والوں میں یہ افراد ہیں۔

۱۔دکتور عبدالعزیز کامل جن کا فرمان ہے ہمیں اقنوم ثلاثہ پر بھی ایمان ہے۔

۲۔محمد کمال ابوالمجد ۳۔محمد عمارۃ ۴۔رفاعہ الطھطاوی ۵۔دکتور حسن حنفی

۶۔ڈاکٹرفہمی ہویدی:۔وہ ایک امام جمعہ کے خطبے پرتنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں''مسلمان کہتے ہیں''خیر امة اخرج من الناس ''امت مسلمہ بہترین امت ہےلوگوں کی ہدایت کیلئے''تعجب ہے مسلمان یہ کیسے کہتے ہیں جبکہ ان کی مساجدکافرش اوران کالباس غیرمسلمین نے بنایاہے۔

امت مسلمہ میں خالص اسلام کی سربلندی چاہنے والا وحدت ادیان کا داعی بنے یا وحدت مسلمین یا وحدت شیعہ وسنی کا،تینوں قرآن اورحقیقت خارجہ سے بھی متصادم ہیں۔ان کی نیات منویات ،منویات سوءاوران کی قراردادوں کے بعد وہ اپنی حالت کی طرف برگشت کرتے ہیں مصراورتہران میں قائم کانفرنسیں اوران کی طرف سےنشرہونے والےرسالہ ترجمان نےان کے باطنی چہرےکوکشف کیاہے اوران کی کانفرنسوں کی قراردادوں میں مکررسے یہ آتا رہا کہ''ہرایک مذہب اپنی حدود میں رہے،کسی کے مذہب تبدیل کرنے کی کوشش نہ کریں''جوکہ بین الاقوامی قراردادوں کی فوٹوکاپی ہےاس کا اسلام وقرآن سے تعلق نہیں ہے۔کسی بھی وقت اسلام ومسلمین کا مسئلہ نہیں اٹھایا گیا،اگر فائدہ ہواہےتو دشمنان اسلام کو ہوا ہے، دعوت کا کوئی فارمولا ہوتا ہےنکات التقاء ہوتے ہیں قرآن نے چودہ سوسال پہلے دعوت دی تھی ﴿قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَ لا نُشْرِكَ ..العمران.. ۶۴ ﴾اوراس وقت سے یہود اپنے شرک پرقائم ہیں نصاریٰ اپنے شرک پرقائم ہیں اورفرقے اپنے بغض ونفرت عداوت پرقائم ہیں۔کہاں گئی یہ اتحاد کی کانفرنسیں؟

زعمااصلاح فی العصر الحدیث تالیف احمد امین صفحہ ۵۵ لکھتے ہیں محمد ابن وھاب عقیدہ میں اصلاح کرنا چاہتے تھے مجدد دین میں سے تھے،جبکہ عبدالحمید

بادشاہ حکومت کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ جمال الدین عقل نفوس سے اصلاح کر کے بعد میں حکومت کی اصلاح کرنا چاہتے تھے پھر آخر میں دین کی اصلاح کرنا چاہتے تھے، دین کی اصلاح ان کے نزدیک تیسرے مرحلے پر تھی جبکہ بادشاہ پہلے حکومت کی اصلاح کے ذریعے قوم کی اصلاح کرنا چاہتے تھے ان کے برعکس جمال الدین قوم کی اصلاح کر کے پھر حکومت کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔

شیخ محمد عبدہ:

کتاب العصرانیون ص ۳۷ پر آیا ہے، شیخ محمد عبدہ متولد ۱۸۴۹ء۔ متوفی ۱۹۰۵ء جمال الدین افغانی کے بعد اس قافلے کے سربراہ بنے۔ ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ جمال الدین افغانی سے اختلاف کے نتیجے میں الگ ہو گئے' کچھ عرصہ بیروت میں جلاوطنی گزارنے کے بعد ان کا نظریہ افغانی سے بدل گیا، ان کے خیال میں اصلاح سیاست کی بجائے تعلیم سے ہونی چاہیے کیونکہ بغیر تعلیم اصلاح ممکن نہیں ہے جبکہ افغانی کا نقطہ نظر یہ تھا اصلاح کا واحد حل سیاست ہے۔

یہ طرز تفکر یا اختلاف نظریہ ان دونوں سے شروع نہیں ہوا ہے نہ ختم ہوا ہے بلکہ مفاد پرست قائدین کا یہ نظریہ ہمیشہ سے رہا ہے سازگار حالات میں خود کو عقل کل یا اللہ سے مثل نبی اتصال مستقیم دکھاتے ہیں اگر کسی حالت ناسازگار کی وجہ سے اسفل سافلین میں گر جائیں تو کہتے ہیں ہم مظلوم ہیں۔ ہم نے پاکستان میں دونوں متضاد افکار یا مشورہ کشی کرنے والوں کو دیکھا ہے جمال الدین افغانی اور ڈاکٹر علی شریعتی کے نمائندہ مفکر ڈاکٹر محمد علی نقوی، ثاقب نقوی، آغائے ساجد نقوی، راجہ ناصر، تقی شاہ کے نظریات طالبان و داعش سے مختلف نہیں تھے ان کی نظر میں نماز روزہ حج سے لے کر تمام فروع بے فائدہ جبکہ اس الاساس جہاد خون ریزی ہے۔

علم کی تسبیح پڑھنے والے ان کے پیچھے تھے اگر عقل فطری اور آیات قرآن کی پیروی کرتے تو جمال الدین اور احمد خان کا قرآن سے منحرف ہونا واضح تھا نــو مــن ببعض و نکفر ببعض کی مثال تھے۔

محمد عبدہ سیاست سے نفرت کرنے لگے اور وہ سر سید احمد خان کی فکر کی طرف مائل ہوئے جہاں انہوں نے استعمار برطانیہ سے معاہدہ کر کے ملت کی اصلاح تعلیم وتہذیب سے کرنے کا عزم کیا۔ انہیں سیاست سے اس حد تک نفرت ہوئی کہ کہتے تھے''اعوذ باللہ من سیاسۃ'' یعنی سیاست کرنے والے کی زد میں آنے سے برأت چاہتا ہوں۔ صاحب عصرانیون لکھتے ہیں محمد عبدہ نے سیاست کو چھوڑا لیکن سیاست نے ان کو نہیں چھوڑا، بلکہ سیاست نے ان کو اپنی سواری بنایا جہاں برطانیہ کے مستشرق کرومر کہتے تھے شیخ محمد عبدہ کی سیاست کی اہمیت یہ ہے کہ وہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان خلاء کو پر کر رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے مسلمان مغرب سے قریب ہو رہے ہیں۔ عبدہ اور ان کے برجستہ شاگرد سزاوار ہیں کہ ان کی ہر قسم کی حوصلہ افزائی اور تعاون کریں۔ یہ لوگ صحیح معنوں میں یورپ کے نمائندے ہیں۔ محمد عبدہ اپنی تمام خالص مخلصانہ نصائح برطانیہ کیلئے وقف کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ کرومر نے کہا شیخ مصر میں اس وقت تک مفتی رہیں گے جب تک مصر برطانیہ کا مستعمر رہے گا۔ انگریز کیلئے تمام حمایت اس نے وقف کی اسی وجہ سے آستانہ محمد عبدہ کی مخالفت بڑھ گئی کیونکہ عثمانی حکومت کے ذمہ دار افراد جانتے تھے کہ محمد عبدہ کس حد تک برطانیہ سے ملے ہوئے ہیں۔ محمد عبدہ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ اپنے استاد افغانی کے ساتھ محافل ماسونیہ میں برابر مقام رکھتے تھے۔ محمد عبدہ ہی نے حزب وطنی مصری بنائی تھی جو خالص حزب سیاسی تھی۔ انہوں نے رجال عقیدہ و

مذہب کے نام سے کتاب لکھی تھی ،مختلف عقائد و مذاہب کی شخصیات کا لکھا تھا، جس میں یہود ونصاریٰ بھی شامل کیے تھے۔وہ پتھر جوابا بیل نے پھینکے تھے وہ مکھی جیسے تھے۔''نفا ثات'' کی تفسیر نمام سے کی ہے،اسی طرح بہت سے فتاویٰ احکام فقہ مغرب کی ثقافت کے مطابق دیئے تھے جس میں سود کا جواز بھی تھا۔

داعیان تجدید دین نے اپنے منویات اور عزائم کو صیغہ راز میں رکھنے کیلئے مغرب مخالفین کے سامنے مغرب کی مذمت کی ۔جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال کی تعریف میں یہ آیا ہے وہ مغرب کے مخالف تھے،اگران دونوں کو احمد خان سے موازنہ کریں تو وہ صادق اللہجہ تھے وہ واضح الفاظ میں مغرب کے داعی بنے تھے لیکن یہ دونوں چہرہ نفاق ، بیان نفاق مختلف لیکن مطلوب ومقصود میں تینوں متفق تھے۔اصل مغربی چاہت کو ہمارے لئے ضروری اور نا گزیر قرار دیا ہے۔ دوسری طرف سے تمام عوامل بدبختی کو گردن مسلمین پر لٹکایا ہے گویا انھوں نے ایک گوبر کا ہار بنا کر مسلمانوں کی گردن میں آویزاں کیا ہے۔جب مسلمان جوان مسلمانوں کی مذمت سنیں گے تو مغرب کی طرف جھکیں گے کہ اگر کوئی نقص وعیب ہے تو وہ تمہارا دین ہے اگر تم اس کو اتار کر پھینک دو گے تو ہمارے جیسے بن جاؤ گے۔مسلمانوں پر اس وقت غاشیہ طاری ہوا تھا،کسی کی سمجھ میں عقل میں کچھ نہیں آرہا تھا۔انھوں نے کفر والحاد سے رعایتیں حاصل کیں اور تمام کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرایا ہے۔

امیر علی امیر:۔

مشاہیر مشرق ص ۱۱۰ پر لکھا ہے امیر علی سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کا مذہب شیعہ تھا۔ان کے والد کا نام سعادت علی خان تھا،امیر علی ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے ایم اے پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کے وظیفے پر لندن گئے انھیں

انگریزی زبان پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا، انھوں نے چندین کتابیں انگریزی میں لکھی ہیں ان میں سے ایک کتاب روح الاسلام کے نام سے لکھی ہے جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں موجود ہے۔

چراغ علی:۔

کتاب مشاہیر مشرق ص ۱۷۸ پر آیا ہے چراغ علی سر سید احمد خان کے تعلیمی مشن کے خاص آدمی تھے وہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ میں بمبئی میں انتقال کر گئے۔

علامہ اقبال:۔

فیلسوف مشرق علامہ محمد اقبال کی سوانح حیات برصغیر بلکہ ایران ومصر والوں کے لئے محتاج بیان نہیں یہاں ان کی فکر تجدید دین کے حوالے سے وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ مفکرین مسلمین اور مفکرین اسلام آپس میں خلط نہیں ہونے چاہییں۔ آپ مفکرین مسلمین میں سے تھے جنہوں نے تعلیم کو حصول روزگار کے لیے بطور متاع حیات دنیا حاصل کیا۔ یہاں ہم علامہ اقبال کی شخصیت پر گفتگو کرنے سے پہلے کسی بھی شخصیت کا ذکر کرتے وقت جن اصولوں کا خیال رکھنا ضروری اور عقلی، شرعی بھی ہے اس بارے میں کچھ عرض کروں گا۔

۱۔قرآن میں آیا ہے دین میں غلو نہ کرو۔اس کے دو مصداق ہیں، ایک دین کے کسی بھی شق کو جتنا اللہ نے اٹھایا اتنا اٹھائیں، اس سے زیادہ نہ اٹھائیں، بطور مثال دین میں ایمان باللہ اور ایمان آخرت کے بعد نماز کا ذکر آیا ہے۔عبادات میں سب سے اہم نماز کو قرار دیا ہے، نماز کو اس سے زیادہ نہ اٹھائیں کہ دیگر واجبات محرمات معطل ہو جائیں۔ دوسرا دینی شخصیات جیسے انبیاء ان کو بشریت سے اوپر نہ لے جائیں۔ ہمارے معاشرے میں شخصیات میں غلو انتہائی حد سے تجاوز کر

گئے ہیں۔ان کے حق میں یا ان کے خلاف ایک مردود ملعون شیطان کے جیسا نہ اٹھائیں۔علیہ السلام ،رضی اللہ عنہ ،آیت اللہ ، حجۃ الاسلام ،گنبد بنانا ، برسی منانا وہاں محافظ رکھنا کسی بھی منطق عقلی و شرعی سے نہیں بنتا ہے۔اس کو نہ اٹھانے سے کوئی نقصان ہوگا؟ نہ اٹھانے سے کوئی فائدہ ہوگا ؟ بلکہ فائدہ اگر ہو تو کسی شخص یا گروہ کو ہوگا خود اس کیلئے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

دنیا بھر میں جن شخصیات کو اٹھا رہے ہیں جیسے ترکی میں اتاترک ، پاکستان میں محمد علی جناح ،علامہ اقبال ،اس سے ان کی روح کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ،البتہ نقصان اس ملک کو ہوگا جو اس کے خزانے سے خرچ ہوگا۔عوام کے حقوق ان پر صرف ہو رہے ہیں دنیا بھر میں ایسی شخصیات بطور یادگار منائی جاتی ہیں، عاقل شخص یا قوم کسی اور قوم کی تقلید نہیں کرتا،انسان تابع شرع ہے۔

ا۔ان کی شخصیت کو اٹھانے سے قوم کی فکر و سوچ جم جائے گی ،اگر اللہ کا نبی نہیں تو پھر باقی کسی بھی انسان کی فکر مادام الدھر و رہنمائے زندگی نہیں بنتی ،جس طرح سقراط،افلاطون نہیں بنتے ۔

۲۔علامہ اقبال کا م خاندان جو بھی ہو،اعلیٰ مرتبت والا خاندان ہو یا پست ترین خاندان ہو۔"**یخرج الحی من المیت و المیت من الحی**" ہے۔

جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال ،محمد عبدہ ،اور محمود شلتوت اور امام خمینی اور علامہ ندوی مصلح اور مجدد اسلام امت مسلمۃ کا محسن گردانے کے بعد ان جیسا کوئی نمونہ ان سے پہلے تاریخ اسلام و مسلمین تلاش کریں کہ آیا کوئی ان ذوات جیسی پہلے گزرے ہیں تو محدث قمی اپنی کتاب الکنی و القاب میں لکھتے ہیں علامہ مجلسی جیسا مصلح عظیم خدمت گزار اسلام نہ پہلے گزرا ہے نہ آئندہ گزریں گے ان کا مزار حوائج

تلاش کرنے والوں کی رش گاہ بنی ہے یہاں ہر قسم کی حاجتیں رواء ہوتی ہیں۔موسیٰ ابن جعفر کو باب الحوائج ،علی اصغر کو باب الحوائج ،عباس وعلم عباس باب الحوائج ، صرف پاکستان میں ۷۹ ہزار حاجت رواؤں کے روضے ہیں لیکن ملک مقروض دشمنان اسلام ہے۔کسی کی مجال ہے ان کے خلاف بولیں ۔آغائے محمد حسین نے بہار کی شرح لکھنا چاہی تو پہلے مرحلے میں روکا امام خمینی کو اس طرح سے اٹھایا کل ایران کے علماء دانشوران آئین نویسان آئین رئیس جمہور اعلیٰ اختیارات کے مالک، ملک کے اندر داخل ہونے والے دشمن کو نہیں روک سکتے تھے کیونکہ امام نے فرمایا جنگ جاری رہے گی تمام اسلام کے سر براہ وقائدین صلح کرانے کیلئے گئے قبول نہیں کیا۔فرمان امام مافوق رئیس جمہوری تھا امام نے کیوں اصرار کیا کیونکہ عوام کہتی تھی جنگ جنگ پیروی۔امام کے وفات پر رفسنجانی کو پکڑ لیا آپ نے اتنے نقصانات وتلف کے باوجود جنگ کو کیوں جاری رکھی؟ تو انہوں نے کہا ہم کیا کر سکتے تھے امام اجازت نہیں دیتے تھے لیکن نقصان ملت کے علاوہ امام خود کو اٹھانا پڑا آپ نے فرمایا صلح کر کے میں نے زہر کا گھونٹ پیا۔ ہمارے ملک میں ملحدین بے دین سیکولر فتنہ پرور علامہ اوراحیاءاقبال کے لیے بھیڑیں چرانے والے سے ڈرے وہاں بندوق بردار کا پہرہ رکھا ہوا ہے۔ان کی تاریخ پیدائش اور برسی منانے میں ملک کو نقصان پہنچانے میں آخر کیوں جواب دہ نہیں۔

قارئین کرام ہم مسلمانوں میں سے ادنیٰ فرد جاہل سے لیکر ہم جیسے مدعی ما یسمیٰ عالم دین اپنی پڑھائی میں فیل ہونے والے سے لیکر اعلیٰ درجہ کے علم وایمان پر فائز علماء ومجتہدین میں سے حکم صریح قرآن پر عمل نہ کرنے والے کم وبیش ضرور ملیں گے ،لیکن معتمد ڈاکٹر کی نصیحت پر عمل نہ کرنے والا نہیں ملے گا بلکہ اس کو نسخہ

ترک ناپذیر سمجھنے میں مخالفت سے گریز و پرہیز کرتے ہیں۔اگر قرآن کریم میں اللہ سبحانہ نے ایک چیز آپ کو اصل دین کیلئے سرطان کینسر طاعون کہا ہے تو اس کی پروا نہیں کریں گے۔مثال کے طور پر قرآن کریم کی اس آیت میں جہاں ازواج نبیؐ سے خطاب میں فرمایا اپنے گھروں سے نہ نکلیں ،لیکن ترقی چاہنے والیاں مغرب کے حکم پر سر آنکھوں پر رکھ کر نکلیں لیکن ۱۴۴۱ھ میں جب ملک میں کورونا آنے کی خبر سنی تو کیا کیا نہیں کہا لیکن کرونا کے ڈر سے سب کو کہا باہر نہ نکلیں ، بے چارے شہریوں کو کتنی اذیت پہنچی۔لیکن اللہ کے حکم پر عمل تو چھوڑیں ان کو شہروں سے نکال کر چور دروازے سے اسمبلی میں لائے پھر ان کو برہنہ روڈوں پر مارچ کرایا۔غرض ہم میں سے ہر ایک اپنے مذہب پر کٹ مرتے ہیں،اگر تحقیق کریں تو ان مذاہب کے بانیوں سے برائت کریں گے،بعض کو بے حیثیت پائیں گے جبکہ بعض کو مجہول الحال یا معلوم الفساد پائیں گے۔بلاد شیعہ میں قرآن تلاوت کرنے والی شخصیات کا مذاق اڑایا لیکن قرآن کی آیت پر توجہ نہیں دیتے۔ہم مسلمانوں پر جو مصیبت و آفت آئی ہے وہ اللہ کے کلام کو پس پشت ڈال کر عام لوگوں کی ہدایات پر عمل پابندی سے کرنے کی وجہ سے آئی،قرآن میں آیا ہے دین اور شخصیات دین میں غلو نہ کریں، خاص کر شخصیات کے بارے میں غلو کسی کو فائدہ نہیں دیتا بلکہ نقصان ہی نقصان ہے ۔یہ غلو علامہ اقبال،محمد علی جناح کیلئے ہو یا پاکستان کے کسی پائے کے عالم دین کیلئے ہو،ازہر، نجف ایران کے مجتہدین تک نے جو کچھ لایا اس نے امت کو قرون وسطیٰ کی طرف نہیں قبرستان کی طرف دھکیلا ہے۔

’’غلو در دین‘‘ اور ’’غلو در مردان دین‘‘ ان دونوں سے زیادہ دین کو ما نزل اللہ سے نکال کر فلاں فلاں کے کہنے پر لگانے سے شروع ہوتا ہے اور اس پر ہی اس

انسان،اس قوم کا خاتمہ ہوتا ہے۔یہود دین نصاریٰ کے سر سخت خلاف تھے،عیسیٰ کی نبوت کے دوران یہودی دین عیسیٰ پر ایمان لانے والوں کو چن چن کر بادشاہ یا دیگر ذرائع سے اذیت پہنچاتے تھے۔ان میں ایک شاول بولیس نامی شخص تھا جس نے عیسیٰ کے رفع آسمان ہونے کے بعد ان کے دوبارہ آنے کا کہہ کر مسیحیوں کو گمراہ کیا، ۳۲۵ء کو ایک علماء کی کانفرنس میں عیسیٰ کو بشریت سے نکال کر جزء اللہ قرار دیا۔ چنانچہ سورہ فرقان میں آیا ہے ''اللہ قیامت کے دن عیسیٰ سے پوچھے گا کیا آپ نے امت سے کہا تھا اللہ کی بجائے میری اور میری ماں کی پرستش کریں؟''عیسیٰ اس دن ان سے برأت کریں گے۔اللہ نے آخری نبی محمدؐ کو چار جگہ نام سے ''محمدؐ'' کہا ،باقی ''یا ایھا النبی ''یعنی ہماری طرف سے خبر دینے والا''یا ایھا الرسول'' ہمارا پیغام پہنچانے والے مخاطب فرمایا اس کے علاوہ کسی بھی امتیاز ہونے سے رد کیا۔آپ ہمارے وکیل نہیں،اسراء اور معراج کے موقع پر فرمایا ہمارے بندے محمدؐ کے نام کے ساتھ اور کوئی القاب نہیں آیا۔اب امت میں ان کے خاندان واصحاب کے ساتھ رضی اللہ عنہ،علیہ السلام،علی کیلئے حلال مشاکل وغیرہ،اس کے بعد علماء کے ثقہ الاسلام،مروج الاحکام حجۃ،مجتہد،فقیہ،آیت اللہ،آیت اللہ عظمیٰ،مرجع اعلیٰ یہ سب القاب ضد قرآن،ضد اسلام خلاف وجدان ہیں،انہی میں سے ایک مفکر اسلام،مجدد اسلام یہ سب کسی بھی حوالے سے ایک جیسے ہیں مسلمانوں میں اس وقت آٹا چینی بحران کی طرح القاب کا بحران بنا ہے۔ہمارے القاب اہل دین کیلئے ہوں یا مروجہ علوم کیلئے ہوں گمراہ کن ہیں،چنانچہ سب جانتے ہیں یہ امت اسلام سید احمد خان،جمال الدین افغانی،محمد عبدہ وغیرہ کے القاب کی وجہ سے گمراہ ہوئی۔کیوں کسی بھی شخص کی انا کو اٹھائیں۔

القاب تاویل کرنا مسلمانوں کی ایک بدعت ہے القاب دینا ایک بدعت کاری ہے اس سے ترقی نہیں ہوتی بلکہ یہ تنزل کی دلیل ہے اس کی ایک مثال ہم دیتے ہیں ایک دفعہ ہم سندھ میں لاڑکانہ میں آغا عارف کے ساتھ ایک جلسے میں شرکت کیلئے گئے تو وہاں قیادت کیلئے تین ہستیوں کی قیادت کا نعرہ لگایا تینوں ایک دوسرے کی ضد نہیں تھے لیکن غیر شعوری طور پر لفظ کا خیال نہیں رکھا گیا آغا عارف ہمارے قائد ہیں امام خمینی ہمارے قائد ہیں جوادی ہمارے قائد ہیں ایک امت کیلئے دس قائد نہیں ہوتے۔ کثرت قیادت امت کے منتشر ہونے کی دلیل ہے امت کی کوئی قیادت نہیں ہے اہل سنت نے یہ بدعت ایجاد کہاں سے کی معلوم نہیں سارے اصحاب ابوبکر عمر سے لے کر ابوسفیان تک سیدنا کہتے ہیں ابوہریرہ وغیرہ سب کو۔ یہ سیدنا کا معنی کیا ہے کہ سب قائد ہیں ایران میں مجتہدین کیلئے پرانے زمانے میں عالم کہتے تھے پھر وہ کم پڑھ گیا تو علامہ کہا علامہ چھوٹا پڑھ گیا تو مجتہد کہا مجتہد چھوٹا پڑھ گیا تو آیت اللہ کہا آیت اللہ چھوٹا پڑھ گیا تو مرجع اعظم کہا۔ ایک شخص نے مسجد نبوی میں ایک مجتہد کا نام لے کر کہا مرجع اعلیٰ تو میں نے اس سے کہا کہ آپ عربی ہیں عربی کلمات کو دقت و باریکی سے جانتے ہیں ہم تو اہل عرب نہیں ہیں اعلیٰ کا صیغہ کیا ہے اس میں تفضیل ہے سب سے آخری بازگشت، جب سب آخری بازگشت اگر آپکا مرجع ہو جائے گا تو اللہ کیلئے کیا رہ جائے گا **وان الی ربک الرجعی** سب کی برگشت اللہ ہے تو القاب اس طریقہ سے انتخاب کرتے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا شعور نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔

۳۔علامہ اقبال کی تعلیمات اور ان کی تربیت کا جائزہ لینا ہے وہ کس کی تربیت میں رہے؟ ان کی تعلیم و تربیت مشنری مسیحی سکول میں ہوئی اور اعلیٰ سطح کے

علوم فلسفہ بھی مسیحیوں کے زیر نگرانی حاصل کئے۔ کہیں سے بھی ان پر اسلام کی شعاعیں پڑی ہوں نہیں ملتا ہے نہ ان کی حیات میں کہیں ملتا ہے کہ وہ دینی کتابیں پڑھتے تھے۔ دینی طبقہ اور سیکولر دونوں کا علامہ اقبال کو اٹھانا، اس پر سوچنے کی ضرورت ہے۔

۴۔ان کی گفتگو، ان کے اظہارات کیا تھے؟ ان کے نظریات جو بھی وقت و حالات کے تناظر میں پیش کئے گئے وہ فارسی اور اردو اشعار ہیں، اشعار سے کوئی معانی اخذ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اشعار کے الفاظ و معانی غلو آور مبہم ہی ہوتے ہیں ،انہوں نے جو نکات اٹھائے ہیں یا ان کے منہ سے نکلے ہیں وہ قرآن اور اصول اسلام کے منافی نکلے ہیں۔ ان کی حضرت علی کی شان میں سرائے گئے اشعار سے پتہ چلتا ہے آپ کے دین اور علم کے مصادر لوگوں کی زبان سے سنی سنائی باتیں ہیں جو حقیقت سے متصادم ہیں۔

۵۔اس وقت ان کو کس نے اٹھایا؟ کون اٹھا رہا ہے؟ اگر کوئی اٹھا تا ہے تو ان کی تقلید میں نہ جائیں۔

علامہ محمد اقبال کے بارے میں محمد خالد مسعود اپنی کتاب امت مسلمہ دہشت کے گرداب میں کے صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں علامہ اقبال ۱۹۲۴ء میں لاہور میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے پر مسلمانوں کے احتجاج کی ریلی کا حصہ بنے حالانکہ علامہ اقبال تحریک خلافت کے حامی نہیں تھے وہ اتاترک کی اصلاحات کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

کیا وہ مفکر اسلام تھے؟ اس سلسلہ میں ان کی پڑھائی فلسفہ مابعد الطبیعت اور وکالت تھی دوسرے موضوعات میں جتنا بھی مطالعہ کریں مگر وہ ویسا ہی رہتا ہے جیسا

اس کو درسگاہ کی تعلیم بنایا ہوتا ہے لہذا فلسفہ اور وکالت دونوں فکر اسلام سے آمیزش نہیں رکھتے ہیں آپ کے اسلام شناسی کے بارے میں کوئی علامت وشواہد وقرائن کہیں سے بھی نہیں ملتے ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام کو کہیں پڑھا نہیں کہ وہ مفکر اسلام بنیں چنانچہ مفکر اسلام بننے کے لیے ان کی کوئی کوشش وکاوش بھی نظر نہیں آتی ہے۔

۲۔وہ فکر دین اور دیانت پر بھی نہیں تھے بلکہ بعض اوقات منہیات اسلام کا بھی ارتکاب کرتے تھے جیسا کہ ان کے فرزند جاوید اقبال کہتے تھے۔اما جہاں تک ان کی فکر تجدید اسلام کی بات ہے کہ وہ اس حوالے سے مغرب پر حملہ کرتے تھے تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اگر کوئی شیعوں میں مقبولیت حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ وہابیوں پر لعنت بھیجتا ہے حالانکہ وہابیوں پر لعنت بھیجنے سے اہل بیت سے یا اسلام سے دوستی ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اسلام دشمنی ثابت ہوتی ہے۔

علامہ اقبال کو یا محمد علی جناح کو بانی پاکستان قرار دینا اپنی جگہ تحلیل طلب ہے لیکن علامہ کو فیلسوف کہنا اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ملاحظات نہیں لیکن اقبال کو مفسر اسلام کہنا تحلیل طلب ہے۔مسلمین کا کہیں کوئی مسئلہ نہیں مسلمانوں کے بہت ہیرو ہیں ایک کیلئے جو ایک ہیرو ہے وہی دوسرے کیلئے شیطان بنتا ہے۔لیکن اسلام کا کوئی ہیرو نہیں ہے اللہ نے حضرت محمد کو خاتم الانبیاء قرار دینے کے باوجود سلسلہ نبوت ختم کرنے باوجود ان کو﴿سُبحَانَ الَّذی أَسْری بِعَبْدِهِ ﴾کہا کہ اپنے بندے کو لے کر گیا یہ نہیں کہا کہ اپنے رسول کو لے کے گئے اپنے نبی کو لے کے گئے معراج آسمانی کے بارے میں جو وحی ہوئی وہاں کہا اپنے بندے کو جو وحی کی ہے یہ نہیں کہا کہ اپنے رسول کو جو وحی کی ہے سب سے اونچی صرف اللہ کی بندگی ہے اس

سے اونچی کوئی چیز نہیں اس سے اوپر انسان جا نہیں سکتا ہے۔

علامہ اقبال نے کوئی نثری چیز نہیں چھوڑی ہے کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی ہے اگر کوئی ہے بھی تو اتنی اہمیت کی حامل نہیں ہوگی ورنہ اس کو بھی سامنے لاتے اس کو اٹھاتے ان کی ساری فکر شعر میں پیش کی جاتی ہے اور جو شعر میں آتی ہے وہ ایک ناقص فکر ہوتی ہے شعر میں حقائق بیان کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہوتی ہے اسی لئے قرآن سے شعر کی نفی ہوئی ہے کہ ہمارے پیغمبر کیلئے شعر سزاوار نہیں ہے۔ کسی نے رسول اللہ سے جنگ احد میں کہا کہ آپ علی کو اجازت دیں مشرکین کے شعر کا جواب شعر سے دے دیں تو پیغمبر نے علی کو اجازت نہیں دی۔ شعر بذات خود دلیل ہے لہٰذا دنیا میں کتنے شعراء نکلے ہیں سب نام نہاد ہیں کسی سیاسی محفل میں کسی قائد یا کسی رئیس نے کبھی شعر پڑھا؟ اقبال کی تمام فکر شعر میں ہے اور شعر اپنی جگہ ضد قرآن ہے۔

علامہ اقبال اپنے اُس دور میں جب علم اپنے عروج میں جا رہا تھا پرواز کر رہا تھا رو بہ سعودی تھے لندن کی یونیورسٹیوں میں انہوں نے پڑھا ہے جرمن کی یونیورسٹیوں میں انہوں نے پڑھا ہے محیط علم میں گئے ہیں۔ سب سے پہلے جو کشف ہوا ہے وہ ستاروں کا منظومہ شمسی کا علم ہے لیکن اقبال کے اشعار منظومہ شمسی کے خلاف ہیں اس نے کہا علی نے سورج مغرب سے پلٹا یا واپس کیا۔ اگر سورج مغرب سے پلٹائیں گے تو پوری کائنات میں کیا ہوگا؟ یہ بتا سکتے ہیں۔ یہ ان کا عیب ہے شاید اس وقت یہ سمجھتے ہو کہ یہ بات غلط ہے شاید علی کے ماننے والے خوش ہو جائیں گے یا احساس نہیں ہوتا کہ کیا کہہ رہے ہیں یا بھول کر ایسا کہا ہو۔ تو ان کے اشعار جو ہیں وہ علم نئی ترقی اور نئے انکشافات کے بھی خلاف ہیں۔

ایک اردو شعر ہے کہ اسلام کے دامن میں کیا رہ گیا ہے ایک ضرب یداللہ اور ایک سجدہ شبیری، اسکا معنی یہ ہی بنتا ہے کہ پیغمبر معطل ہیں اسلام تو پیغمبر لائے ہیں اور اگر اسلام کے دامن میں علی ہے اور علی کی تلوار ہے اور سجدہ شبیری ہے تو پھر (نعوذ باللہ) پیغمبر معطل ٹھہرے۔

مرسل حق کرد نامش بوتراب

حق یداللہ خواند در ام الکتاب

یہ شعر بڑا خطرناک ہے۔مرسل حق یعنی حق بھیجنے والے نے ان کا نام ابو تراب کہا ہے، یعنی رسول اللہ نے علی کا نام ابوتراب کہا ہے۔ابوتراب کس کا نام ہے؟ اگر اس کی شان نزول نکالیں تو بہت برا ہے نازیب ہے علی کیلئے۔کہا جاتا ہے ایک دن حضرت زہرا سے ناچاکی کی صورت میں علی مسجد میں مٹی پر پڑے ہوئے تھے تو پیغمبر نے کہا ابوتراب۔ابوتراب کہنا بھی غلط ہے اور بوتراب بھی کہنا غلط ہے چونکہ بوتراب کا معنی مٹی ہے مٹی کی عرف میں کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے۔''حق یداللہ خواند درام لکتاب'' حق نے علی کو یداللہ کہا ہے، کہاں کہا ہے؟ اللہ کا ہاتھ نہیں ہوتا ہے۔ درام الکتاب، ام الکتاب میں کہا ہے ام الکتاب مسیحوں باطنیوں کی کتاب ہے شاید اس میں ہو قرآن سورہ حمد کو ام الکتاب کہتے ہیں خود کتاب کو ام الکتاب نہیں کہتے ہیں۔ایک اور شعر ہے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر

معنی ذبح عظیم آمد پسر

بائے بسم اللہ کیا ہے یہ بھی غلط ہے کہ علی نے بائے بسم اللہ پر ایک رات درس دیا ایک پتھر کے سنگریزے ہیں اس پر کوئی انسان درس نہیں دے سکتا ہے الٹی سیدھی

بات کرے تو اور بات ہے حقائق بیان کرنے والے جانتے ہیں کہ نکتہ کوئی چیز نہیں ہوتا ہے نکتہ سے کلمہ بن جائے تو کلمہ کے معنی بھی نہیں بن پائے گا جب تک کلام تام نہ ہو یہ بات بھی اپنی جگہ غلط ہے۔ ذبح عظیم آمد پسر، یعنی ذبح عظیم والی تفسیر بھی اپنی جگہ غلط ہے یہ سورہ صافات والی آیت سے لیتے ہیں ﴿وَ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾ جس اسماعیل کو بچا کر امام حسین کے قتل سے بدل دیا یہ بات بھی غلط ہے ہر لحاظ سے غلط بات ہے ذبح عظیم تو وہی گوسفند ہے نہ اسماعیل ہیں نہ امام حسین اور نہ ہی اور کوئی۔

آں کلیم بے تجلی، آں مسیح بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب

کتاب، الحاد کی بغل میں جو کتاب تھی آپ نے اس کو کتاب منزل من السماء پیش کیا ہے یعنی اللہ کی طرف سے آئی ہے لیکن پیغمبر کو نہیں کہا کہ یہ صاحب کتاب ہے آپ نے کتاب کفر کو کتاب وحی بنایا ہے۔

یہ باتیں ہمارے معاشرے کیلئے بری ہیں غلط فکر کو اصول بنایا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

یہ شعر اپنی جگہ دو مصرعہ پر مشتمل ہے دونوں غلط ہیں کہاں ہے کدھر ہے کہ مومن شہید ہونے کی تمنا کرے شہادت کیلئے آگے بڑھے یہ بات آیت قرآن کے خلاف ہے قرآن کی سورہ توبہ میں آیت ہے ہم انتظار کر رہے ہیں کہ تم کو قتل کر کے تم سے فتح لے لیں گے اگر ایسا نہیں ہو سکا تو ہم اللہ کی راہ قتل ہو نگے تب بھی ہم کامیاب ہو نگے تو مقصد فاتح ہونا ہے شہادت مقصد نہیں ہے شہادت ایک جعلی

اصطلاح ہے یعنی یہ ابی زینب کے مذہب کی فکر ہے اسلام میں یہ کلمہ نہیں ہے کلمہ شہادت پیغمبر کے دور میں استعمال نہیں ہوا تھا اور خلفائے راشدین کے بھی دور سے بہت عرصہ بعد استعمال ہوا تھا حضرت عمر کیلئے کتب تاریخ کا مطالعہ کرلیں ان کیلئے کبھی لفظ شہادت لکھا ہوا نہیں ملے گا، عثمان کیلئے لفظ شہید نہیں ملے گا، علی کیلئے بھی شہادت کا لفظ آپ کو کہیں نہیں ملے گا ابھی بعد میں یہ لکھا گیا۔ پہلے تاریخ میں دیکھیں آپ کو کہیں نہیں ملے گا ان کے نام سے شہادت نہیں ملے گی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق   عقل محو تماشائے لب بام ابھی

یہ بات حقیقت سے الٹ ہے نمرود کی آگ میں ابراہیم خود نہیں گئے بلکہ مشرکین نے انکو آگ میں پھینکا ہے اگر کوئی شخص خود کودے گا تو اس کو خود کشی کہیں گے۔ قرآن میں آیت ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، یہ ایک طرح کی خودکشی ہے۔ ''عشق'' ایک لفظ ہے جس کا لغوی اور اصطلاحی معنی صوفیوں کا گھڑا ہوا ہے یہ لفظ مصطلحات صوفی میں شمار ہوتا ہے اور دوسرے مصرعے میں عقل رہ گئی یہ خطرناک فکر ہے اگر عقل دنیا سے چلی جائے تو دنیا میں کچھ نہیں رہے گا۔

اگر ضلع نہیں تو ضلع کی تحریک چلاتے ہیں اگر تحصیل نہیں تو تحصیل کا مطالبہ کرتے ہیں اس طرح سے پہلے مرحلے میں اپنے روزگار کا بندوبست آسانی سے کراتے ہیں۔ جس وقت علامہ اقبال مغرب سے پڑھ کر یہاں واپس آئے۔ اس وقت ان کے ساتھ اور بھی بہت پڑھے لکھے لوگ تھے۔ انہوں نے مسلمان نشین علاقوں میں الگ صوبہ بنانے کا مطالبہ کیا تھا جو بعد میں استعمار گر کی حکمت عملی کے تحت ان کو استقلال دینے میں تبدیل ہو گیا تھا جس پر وہاں سے پڑھ کر آنے والوں نے ڈاکہ ڈالنے میں کامیابی حاصل کی۔ بانیان پاکستان کے اقوال وخواہشات کوتا

قیامت قانون بنانے کی کوشش کی گئی ہے اس حوالے سے وضاحت ضروری ہے۔
علامہ اقبال کے نظریات کے بارے میں کتاب مفہوم تجدید صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں۔
۱۔''حبوط آدم'' آدم کو جنت سے نکالنا جیسا کہ قرآن میں آیا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ آدم جو ہیں وہ کرہ ارضی پر پہلے انسان ہیں بلکہ اس سے مراد انسان کی ترقی وتمدن ہے شہوت غریضی وحیوانی سے نکل کر شعور ادراک کی طرف آیا ہے یہ مراد ہے۔
۲۔ جنت وجہنم یہ دونوں دو مکاں نہیں ہیں بلکہ دو حالتیں ہیں قرآن میں اس سے حالت نفسانی مراد ہیں۔
۳۔علامہ اقبال نے اجتہاد کے بارے کہا ہے کہ یہ مبدا حرکت الاسلام ہے ،لیکن یہ نقطہ آغاز حرکت کو کہاں سے لیا ہے؟ علامہ اقبال اجتہاد سے مراد یہ لیتے ہیں جو قرآن میں ﴿وَ الَّـذینَ جاهَدُوا فینا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنا ﴾سورہ عنکبوت آیت :۶۹ میں آیا ہے۔
۴۔تجدید اصول فقہ۔ یہ جو فقہ چل رہی ہے اس میں تجدید آنی چاہیے ان کا کہنا ہے کہ قرآن جو ہے مبادیٰ اول اور احکام بیان کرتے ہیں ،قرآن قانون کی زبان میں نہیں لکھا گیا ہے قرآن کو قانون کے طور پر پیش نہیں کر سکتے اس کا غرض اصلی انسان کے نفس میں اعلیٰ مراتب شعور ادراک پیدا کرنا ہے، خود اور اللہ اور کائنات میں رشتہ کا تعین کرنا ہے کیونکہ قرآن کائنات کو ایک متغیر چیز سمجھتا ہے تو لہٰذا قرآن تطور کا دشمن نہیں ہے مخالف نہیں ہے مبادی شریعت اسلام ایک وسیع میدان ہے اس کو مفکرین کی راہ میں حائل نہیں سمجھنا چاہیے۔صدر اول کے فقہاء نے انہیں مبادی اصول پر اتقاء کر کے بہت سے نظام شرعی استنباط کیے ہیں ان کے مذاہب پر

احاطہ کیا ہے شمولیت کی ہے یہ فقہ انتہائی وسعت پر تھی لیکن تفسیرات فردی ہیں اجتماعی نہیں انہوں نے کبھی نہیں کہا ہے ان کی فقہ جو ہے حرف آخر ہے تفسیر حرف آخر ہے گذشتہ فقہاء نے کبھی یہ نہیں کہا ہے حالات بدل گئے ہیں، عالم اسلامی کو ہر آئے دن نئے جدید مسائل کا سامنا ہے بہتر یہ ہے عصر معاصر کے جو صاحبان فکر جدید ہیں وہ اصول مبادی کی تشریح پیش کریں نئی تفسیر دیں۔ علامہ اقبال اس کے بعد پیغمبر کے فرمان کی طرف جاتے ہیں کہ یہ اصل دوم ہے اصل اثیر شریعت مصدر شریعت ہے اس سلسلہ میں وہ جولت سے حرکی کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم کے فرمان احادیث کی تحقیق ہونی چاہیے نئے قوانین کی روشنی میں دقت سے غور کرنا چاہیے تو ہمیں اس میں بہت سے احادیث ملیں گی جن پر اعتبار نہیں کر سکتے ہیں۔

علی عبدالرزاق:

مفہوم تجدید صفحہ ۱۴۶ پر آیا ہے کہ عالم اسلامی میں تجدد کے داعی، قائد، منادی میں سے ایک علی عبدالرزاق ہے اس نے دین کو سیاست سے یا حکومت سے جدا کرنے کی تحریک چلائی ۱۳۴۴ھ کو جب خلافت اسلامی ترکی ملغی ہوئی تو قاہرہ میں ایک کتاب نشر ہوئی اس کا نام الاسلام واصول الحکم ہے اس کی مصنف علی عبد الرزاق ہے انہوں نے نظام حکم کے مصدر و ماخذ کو مغرب سے لیا اس میں دین و حکومت کو جدا کر رکھا اس میں عثمانیہ سے دفاع بھی نہیں تھا اس کا کہنا تھا یہ جو ہر اسلام کا مظہر ہوگا اصل اسلام کا تحفظ ہوگا اس میں فکر مغرب کو فکر اسلامی میں شامل کیا گیا اور اس کو لباس اسلامی پہنایا۔ علی عبدالرزاق طالب جامعۃ الازہر ہیں وہاں سے اس نے اعلیٰ سند لی ہے، ادب عربی و فلسفہ میں جامعۃ الازہر میں مستشرقین سے درس لیتے تھے پھر وہ لندن گئے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے سند حاصل کی اور جنگ

عالمی اول سے پہلے وطن واپس آئے اور محکمہ قذاف میں شامل ہوئے۔علی عبدالرزاق ظاہراً محمد عبدہ کے شاگرد نہیں تھے لیکن ان کی فکر کے حامی وداعی تھے ان کا کہنا ہے کہ خلافت تاریخ میں ایک نظام کی حیثیت سے متعارف ہوا ہے یہ اصول شریعت میں سے نہیں ہے کہ جس کی پابندی کی جائے ان سے پہلے اس فکر کے داعی کی ایک کتاب حکومت الکمالین کے نام سے نکلی ہے وہ کتاب خلافت تھی۔

محمد اسد:

مجددین کے ایک اور داعی کا نام محمد اسد ہے یہ مفہوم تجدید کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے محمد اسد یورپ سے مشرق وسطی میں یورپی افکار کو نشر کرتے تھے صحافی تھے وہ عالم دنیا میں گشت کرتے ہوئے عرب حجاز میں پہنچے ۱۹۲۶ء کو وہ مسلمان ہوگئے کچھ دیر تک سعودیہ میں رہنے کے بعد ہندوستان گئے اور وہاں ایک طویل مدت گزاری اس وقت افکار اسلامی سے ان کا رشتہ ہوا حکومت پاکستان کی تشکیل کے بعد حکومت پاکستان کی خدمت میں آئے۔۱۹۵۲ء کو انہوں نے استعفیٰ دیا اس کے بعد اقوام متحدہ میں نمائندہ بن گئے وہ عالم عرب میں اس وقت پہچانے گئے جب اس نے السلام والمتروک لکھی ۱۹۴۶ء میں اس کا ترجمہ ہوا اس کتاب کے نام کی وجہ سے وہ عالمی سطح پر مشہور ہوگئے۔

علی جعفر زیدی:

انہوں نے بچپنے سے فکر وسوچ مارکسیسی کی بنیاد پر نشوونما پائی تھی آپ پاکستان پیپلز پارٹی کے گرویدہ ترجمان و مدیر ہفت روزہ تھے۔ان کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا خاندان اہل بیت سے رشتہ ہے لیکن اسلام ومسلمین سے عداوت و نفرت وحقارت وکراہت والی حرکات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب وحسب

ابولہب سے ملتا ہے۔کھل کر اسلام مخالف سرگرمیوں میں ملوث دیکھ کر پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والے ضیاء الحق کے عتاب میں آئے ان کی بہادری اور جرأت وشہامت جواب دے گئی اور اس ملک میں سامراجی نظام لانے والے، انسانوں اور غرباء سے دشمنی کرنے والے شہر لندن میں سکونت اختیار کی۔

متجددین کے تجدید دین کے مواقع کی نشاندہی:۔

تجدید دین یا خطاب دینی:

مصر میں ۲۰۰۳ میلادی میں ایک بڑی کانفرنس ہوئی جس میں ۱۵۰ نمائندوں نے شرکت کی۔ان میں سے نوے مصر اور ساٹھ دیگر عرب ممالک کے نمائندے تھے۔کتاب البیان تجدید خطاب دین بین التاصل وتحریف تالیف محمد بن شاکر الشریف صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں ”**مشروع التجدیدی الصادر عن موتمر الثقافة العربیہ** “اس میں شریک مندوبین نے تجدید دین یا خطاب دینی کو موضوع بنایا تھا جس میں انھوں نے درجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی تھی۔

۱۔موتمرین نے اتفاق رائے سے یہ منظور کیا کہ عرب اور مصر میں علم اور ٹیکنالوجی میں پسماندگی کو رجعت گری قرار دیا جائے۔

۲۔سب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ تمام مسلمات میں تجدید نظر کی جائے جب تک مسلمات سے آزاد نہ ہو جائیں۔

۳۔دین کے اصول ومسلمات کی جگہ علم کے اصول کو اپنایا جائے۔

۴۔ایک حکومت وطنی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۵۔نسل نو کی نئی سرے سے تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

۶۔نظام علمانیت کو اپنایا جائے۔

ا۔سب سے پہلے ان کے تیر سہ شعبہ کا ہدف نظام عائلی مسلمین ہے۔جہاں سے وہ عورت کو جو قلعہ حصین، سر پرست دل سوز وجگر سوز باپ، بیٹے، بھائی اور شوہر سے خارج کر کے آزاد کرنا ہے۔فتاویٰ میں لکھتے ہیں،لڑکیاں، خواتین بالغہ رسیدہ بھی مردوں کی سر پرستی سے آزاد ہیں خود شوہر انتخاب کریں، یہ کس آیت قرآن سے استناد ہے؟اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ عورتیں مردوں پر برتری وفضیلت رکھتی ہیں مشفق ومہربان والدین و برادران، اور غیور وعزت مند شوہر عزیز سے بغاوت پر اکساتے ہیں جو انہیں مثل شیر غاصبوں اور اغواء کرنے والوں کے جال اور دھوکہ وفریب میں پھنسنے سے بچاتے ہیں جبکہ دھوکہ دینے والے نہ صرف عورتوں کو ان کی حفاظت کرنے والوں سے آزاد کرواتے ہیں بلکہ ان سے وہ خانہ وآشیانہ، جھونپڑی اور چادر وچار دیواری بھی چھین کر انھیں اداروں، محافل، ہوٹلوں اور روڈوں پر نمائشوں میں پیش کرتے ہیں تاکہ فعل فاحشہ کی راہ میں حائل و مانع ایمان اور غیرت وشرم وحیا جیسے موانع ختم ہو جائیں اور فحشا و منکرات کے خواہشمندوں کو اتنی آزادی ملے جس طرح جنگلات اور میدانوں میں جانوروں اور پرندوں کو ملتی ہے۔

خواتین کو مردوں سے آگے لانا ہے انہیں ماں باپ اور غیرت مند بھائیوں سے آزاد کرانا ہے۔اس سلسلے میں انھیں فقہائے اسلام کی معاونت درکار ہے جس طرح تبشیری جماعت اور این جی اوز کو الحادی تعلیمات کی درس گاہیں کھولنے کے لئے دست علماء اعلام کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں خطیبان دین فروشوں کی ضرورت ہے تاکہ یہ فتویٰ فروش دین کو مثل زینب بنسبت زہرا حامی شریعت حافظہ

ناموس رسالت کی مثال پیش کر کے قوم کی بے غیرتی ثابت کرنے کیلئے خواتین کو آگے لاسکیں تاکہ تحفظ حقوق خواتین بل آسانی سے پاس ہو جائے۔اس فساد خانے میں انہیں علماء کی ضرورت ہے تاکہ یہ ان کے ساتھ تصاویر بنوا سکیں لہٰذا یہاں سے انھیں قرآن میں وارد آیات حجاب کی جدید تفسیر چاہیے مرد و عورت کے آمنے سامنے ہونے کے عدم اشکال کا جواب چاہیے غیرت قومی اور غیرت اسلامی کے تحت ان مفسدین کا خاتمہ کرنے والوں کے لئے ان کی طرف سے معین سزا کے لئے مہر تصدیق چاہیے۔

۲۔تاریخ اسلامی ہے لیکن کہتے ہیں اسکا ذکر کہیں بھی نہیں آنا چاہیے، مسلمان اپنی تاریخ میلادی لکھیں حتیٰ کہ علماء اور نام نہاد فقہاء بھی اپنی تحاریر میں تاریخ میلادی لکھتے ہیں تب بھی وہ ان سے راضی نہیں ہیں۔وہ چاہتے ہیں تاریخ اسلامی کہیں بھی نہیں آنی چاہیے سال میں دو دفعہ بھی نہ ہو بلکہ انتہائی شان وشوکت کے ساتھ تاریخ اسلامی پر پابندی لگائی جائے، اس تاریخ اسلامی سے جو صدا بلند ہوتی ہے اس کا خاتمہ ہونا چاہیے اس کے لیے ان کو اختتام روزہ اور اختتام حج کا بھی اعلان کرنا پڑے گا جبکہ اسلام میں روزہ آیا ہے اور روزے کو اللہ نے تاریخ اسلامی سے مربوط رکھا ہے اسے اسلامی مہینے میں رکھا ہے۔اس کو چاند سے مربوط رکھا ہے۔اس میں فروع اسلام ہیں فرقہ باطنیہ منحوسہ منافقہ نے اس پر ایک اور پیوند لگایا ہے جس کا نام عید رکھا ہے، جس کا کوئی نام ونشان آیات قرآنی میں نہیں ہے، یہ مزاج اسلام کے خلاف ہے قرآن نے بناوٹی خوشی سے منع فرمایا ہے، اسی طرح شان وشوکت اور آسائش و زیبائش سے باہر نکلنے کو فخر و تکبر قارون کہا ہے۔اب عید کا دن سادہ عبادت کا دن نہیں رہا ہے اب یہ دن مفاد پرستوں کی شطرنج بنا ہے، سب

سے پہلے آوارہ اور بے روزہ داروں اور باغیان اسلام اور کھیل کود کے حامیوں کے مفادات اس دن سے مربوط ہیں لہٰذا وہ ایک دن پہلے یہ دن منانا چاہتے ہیں۔

ا۔حکومت وقت جو غیر عقلی اور غیر شرعی طور پر اداروں کو چھٹی دیکر بند کرتی ہے ان کا نظام ان سے مربوط ہے۔

ب۔تیسری اصل یہود ہیں جو اس وقت مدرسوں اور درس گاہوں پر قابض ہیں وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

ج۔چوتھا فرقہ باطنیہ اور اسماعیلی آغا خانی اور قادیانی ہیں جو اس روزے کو ختم کرنے کے لئے شمس کے حساب سے میلادی تاریخ میں منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہاں سے چاند ان کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔

مجددین عقلانین:

مجددین جب نعرہ عقلانیت لگاتے ہیں تو اکثر و بیشتر عقل پرست بھی کہتے ہیں وہ عقل کی بات کرتے ہیں اور چونکہ کوئی بھی انسان عاقل عقل کی بات کو مسترد نہیں کرسکتا لہٰذا ان کی بات کو بھی رد کرنا آسان نہیں ہوتا ہے۔ان کی مثال اہل حدیث یا اخباری گروہ کی مثال ہے جب یہ لوگ کہتے ہیں ہم حدیث کی بات کرتے ہیں اخبار کی بات کرتے ہیں تو بے دینوں اور دشمنوں کے پیٹ میں مروڑ پڑنے لگتے ہیں حالانکہ امت اسلام حدیث یا خبر رسولؐ کو مسترد نہیں کرتی نہ وہ ایسا کرسکتی ہے بلکہ وہ ان احادیث و اخبار کو رد کرتی ہے جو رسولؐ کے نام سے گھڑی گئی ہیں اور جن کی اسناد رسولؐ اللہ تک نہیں پہنچتے یا رسولؐ کے نزدیک مؤثق و معتبر شخصیت تک نہیں پہنچتے۔اسی طرح عقل کی اتباع کرنے والے کو عقل انسانی معتبر نہیں کرتی لیکن عقلاء از روئے عقل مشاہدہ اور ثابت شدہ حقائق کو رد کر کے اس عقل کی پیروی

کرنے کی دعوت دیتے ہیں جو عقل ان کے منظور نظر ہے۔ان کی عقل سے مراد وہ عقل ہے جس میں پہلے مرحلے میں وہ ثابت شدہ وحی کو بھی کنارے پہ لگانے کی دعوت دیتے ہیں عقلانیون کو ہم کہتے ہیں کہ پہلے یہ بتائیں کہ خود عقل جسے آپ نے مصدر حکم بنایا ہے اس کا مصدر کہاں سے ہے؟ یہ عقل آپ کے پاس کہاں سے آئی ہے؟ اس کا مسکن کہاں سے ہے؟ وہ کسی شے میں کم کسی میں زیادہ آتی ہے۔عقل کو جو مقام اسلام نے دیا ہے وہ کسی بھی ملل ونحل بشری وزمینی وآسمانی نے نہیں دیا ہے دیکھئے یہ جو مادی ہے عقلانی ہے منکر ماورائے حقیقت ہے ان سے سوال ہے انسان کائنات کے بارے میں کیا کہتے ہیں وہ کہتے ہیں:

۱۔کائنات اپنے وجود میں قدامت رکھتی ہے وہ ہمیشہ سے تھی ہمیشہ رہے گی لہٰذا کسی خالق کی یا پیدا کرنے والے کی ضرورت نہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اثر مؤثر نہیں چاہتا ہے مسبب سبب نہیں چاہتا ہے،مفعول فاعل نہیں چاہتا ہے تو یہ سارے استاجات قوانین جو بشر نے بنائے ہیں وہ سب لغو ہو جائیں گے جبکہ دنیا کی ہر چیز قانون اسباب ومسببات معلومات وعلل پر چلتی ہے۔

۲۔کہتے ہیں کائنات اچانک پیدا ہوئی ہے تو اچانک پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر سبب پیدا ہوئی ہے تو یہ اچانک پیدا ہونے کا نظام اس وقت کیوں رکا ہوا ہے؟

تجدید دینی کے نمونے:

۱۔رباء جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے مباح ہے۔

۲۔تحریم تعدد زواج کا فتویٰ جاری کرنا۔

۳۔حجاب خواتین عرب جاہلیت کی تقلید ہے جو قرآن وسنت سے ثابت نہیں

ہے۔
۴۔اقامہ حدود باعث تشویش جامعہ ہے۔
۵۔اہل کتاب کے بارے میں قوانین ختم کریں۔
۶۔نظام سیاسی سے متعلق جو آیات ہیں انہیں مخدوش پیش کریں۔

تجدید فہم اسلام منشور اخوان صفا ہے، دین کو فہم علماء و دانشوران اور مجتہدین کے مطابق چلانے کا تصور وفکر وسوچ نظام الحادی کی سوچ ہے جس سے کسی وقت کوئی بھی مسئلہ حل ہوا ہے نہ آئندہ حل ہونگے۔فہم خاص کر حکومتی مناقب پر فائز یا منظمات احزاب سے وابستہ والوں کی نظریات ایک دھوکہ وفریب ہیں۔پہلے اس کا پس منظر تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ تجدید فکر دینی نے کہاں سے جنم لیا ہے۔تاریخ تجدید فکر دینی یورپ میں پندرہویں صدی کے آخری دور میں کیوں نکلی ہے اور اس کا انجام ونتیجہ کیا ہوا ہے دونوں پر غور وخوص کرنے کی ضرورت ہے، یہ مقائیسہ اپنی جگہ تجدید نظر کرنے کی ضرورت ہے پہلے مرحلے میں واضح کرنا چاہیئے دین کسے کہتے ہیں، دین اگر صادر من اللہ ہوتا ہے تو علماء کلیسا اور علماء اسلام میں کوئی فرق نہیں ہوگا دونوں انسان ہیں اور دونوں کے نظریات دوسروں پر نافذ نہیں ہوں گے چاہے مغرب والے ہوں یا مشرق والے، دین اگر انتاج بشری ہے بشر کی اختراع ہے اس کو دین کہنا غلط ہوگا تجدید فکر دینی یورپ میں علماء کلیسا کی تفسیر دین کے خلاف نکلی تحریک ہے، وہاں علماء کلیسا تفسیر دین کی اجارہ داری کو اپنی حد تک محدود رکھے ہوئے تھے۔

تفسیر کا حق کلیسا میں انحصار کرنے کے بعد دین کلیسا بہت بری طرح سے ناقابل برداشت فہم وادراک والا دین بنا یہاں سے ادنیٰ سی فکر وسوچ رکھنے والے

عاقل علماء و دانشمندان کلیسا کے خوف سے روپوش و خاموش ہو گئے ۔اس دوران ایک شخص ''مارتن لوثر'' ۱۴۸۳ء میں المانیہ میں پیدا ہوا اس نے تعلیم لاہوت میں تخصص حاصل کیا اور جامعہ لاہوت یعنی علم دین والی دانش گاہ کا قیس منتخب ہوا۔ وہ ۱۵۰۹ء میں کلیسا میں واقع انحراف کی طرف بڑھا اور اسکی اصلاح کے سلسلہ میں انھوں نے کتابیں لکھنا شروع کیں جنھیں المانیہ میں پذیرائی ملی وہ بہت مقبول عام ہوئیں۔جس پر کلیسا نے ان کو ان کے عہدے سے ہٹایا اور ان پر مقدمہ چلایا اور جلد ہی ان کو سزائے موت سنانے والے تھے لیکن وہ فرار ہو گئے ۔ یہاں سے لوثر نے شخصیات سیاسی سے ارتباط شروع کیا،لوثر نے شخصیات سیاسی کو کلیسا کی طرف متوجہ کیا۔حکومت المانیہ باز نے اس میں مداخلت کی ۔کلیسا کے مسائل کو حل کرنے کلیسا کی اصلاح میں اٹھنے والی شخصیات میں سے ایک ''جون کالفن'' ہے یہ شخص ۱۵۰۹ء میں فرانس میں پیدا ہوا وہ قانون میں پڑھے پھر لاہوت پڑھے بہت سے مسائل میں لوثر سے اختلاف کیا یہ ایک درس ہے کلیسا کی اصلاح کسی نے ٹھونسی نہیں ہے خود کلیسا کے اندر سے نکلی ہے اصلاح کلیسا کا آغاز سولویں صدی سے شروع ہوا۔اصلاح کی داعی تنظیم کا نام پروٹیسٹنٹ تھا یہ ایک حرکت تجدید حرکت اصلاح تھی جو لوگوں کو آزادی فکر دین دینے اور دین نصاریٰ کے نام سے وجود میں آئی تھی وہ امور دنیا اور دینی میں بھی نئے افکار اور آزاد خیال رکھتے تھے، وہ لوگوں کو آزادی فکر دین اور دین میں تناسخ عفو درگزر اور فرد کی ذمہ داری کو صرف اللہ تک محدود رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کلیسا کو نہ دیں کلیسا کو اس سے باہر رکھیں ۔فرقہ مسیحی پروٹیسٹنٹ کی تعریف میں موسوعہ سیاسی میں آیا ہے پروٹیسٹنٹ ایک مجموعہ عقائد کے حامل افراد کا نام ہے جو کلیسا کی اصلاح کے دوران وجود میں آئی ہے۔ یہ

فرانس میں انقلاب صنعت کے ہم عصر تھے جو حالات وہاں چل رہے تھے اس دوران یعنی ترقی وتمدن کی تحریک کے دوران دین میں اصلاح کی فکر آئی دونوں کا ہدف فکر دین سے ہٹ کر مادیت، منفعت دولت، وسعت صدری اور فراغ دلی تھا۔ یہ سب کلیسا کے تسلط کے خلاف وجود میں آیا گویا کلیسا نظام حکومت انسانوں کی بہتری، انقلاب صنعت اور یہودیوں کی ضد پر قائم تھی، اس دوران پروٹیسٹنٹ نے کلیسا پر انجیل کے نام سے نقل کے نام سے قیام کیا عقل کو زندہ کروانجیل کو زندہ کرولہٰذا اس کو انجیلیہ بھی کہتے ہیں اور پروٹیسٹنانیہ بھی کہتے ہیں ہر شخص کو حق دو کہ وہ انجیل کو سمجھے ہر شخص اپنے دین کے سامنے خود مسئول ہے جو چاہے کتاب مقدس سے استنباط کرے۔اس دوران کیتھولکیہ منتشر ومتاثر ہوئے وہ حرکت اصلاحیہ سے متاثر ہوئے یہاں سے حرکت اصلاحی کا داخل کلیسا نفوذ ہوا یہ کلیسا کے مقابل میں وجود میں آئی اور کہا کہ ہر شخص کو کتاب مقدس سمجھنے کا حق دے دیں یہ شعائر پروٹیسٹا ئینی تھے۔اس شعار نے اصلاح کو تو چھوڑیں خود پروٹیسٹنٹوں کو تقسیم در تقسیم کیا یعنی پروٹیسٹا ئینی دوسرا کلیسا نہیں ہوئے بلکہ چندین کلیسا میں تقسیم ہوئے ۱۹۸۲ء کے شماریات میں آیا ہے پروٹیسٹا ئینی خود یا انجیلیاء وسو طائفہ پیدا ہوئے یہاں سے انہوں نے کہا کہ بے دین کو دین کے اندر سمجھنے کی بجائے ہر شخص کے فہم وادراک پر دین بتائیں گے یوں تو وہ کسی تقسیم پر رک نہیں سکتے۔

مجددین ملحدین غرب اور صلیبیوں کے خرید شدہ اور عاق مسلمین ومرتدین کا ایک ٹولہ ہے یہ تجدید دین کے نام سے نبی کریم محمدؐ سے ختم نبوت اور اسلام خاتم ادیان ہونے کے تصور کو مخدوش وکمزور بنانے کا کلمہ چلانے والے ہیں۔ان دو گروہوں کو اصطلاح سیاسی میں یمین ویسار کہتے ہیں تا کہ یسار والوں کو ہزیمت و

نا کامی ہونے کی صورت میں دوسرے کو سامنے لایا جائے۔ تجدید دین یمینی یعنی ہر صدی میں ایک مجدد دین کا آنا ہے۔انھوں نے اپنی اس بات کو سچا اور صحیح ثابت کرنے کے لیے اس کو نبی کریمؐ کی پیش گوئیوں میں گردانا ہے،جس طرح دین کے لئے گھڑے ناسور فرق کو بھی آپ کی پیشن گوئی گردانا ہے تا کہ خود نبی کریمؐ کی زبان سے آپؐ کے لائے ہوئے دین خاتم الادیان کا خاتمہ ہو جائے اور آپؐ کے خاتم انبیاء ہونے کا عقیدہ خود بخود ختم ہو جائے۔دین اسلام کے خلاف یا ضد میں جو بھی حرکتیں وجود میں آئی ہیں وہ منافقین کی لائی ہوئی ہیں،عام مسلمان آسانی اور جلدی سے اپنے دین کے خلاف بیان کئے جانے والے عقائد کو قبول نہیں کرتے چنانچہ انھوں نے اس کو پذیرائی دینے کیلئے اس کو رسول اللہ کی پیش گوئیوں سے منسوب کیا ہے،گویا نبی کریمؐ کے مقصد بعثت میں سے آئندہ ہونے والی ہر حرکت قول و فعل افراد کی پیش گوئی کرنا بھی ہے۔

امام جعفر صادق کے حوالے سے بعض کہتے ہیں آپ پہلے مجدد دین تھے اور کہتے ہیں آپ بانی مذہب جعفری تھے آپ سے منقول ہے ان مجدد دین نے دین کو بچایا ہے بلکہ آپ کے فرمان کے مطابق ان چھ اصحاب نے دین کو بچایا ہے اگر یہ نہ ہوتے دین مٹ جاتا اس کا معنی یہ ہوا کہ امام صادق نے دین میں اصلاح نہیں کی بلکہ دین کے مقابل میں نیا مذہب بنایا ہے۔دوسرا مجدد امام علی رضا کو گردانتے ہیں امام علی رضا مامون کی ولی عہدی میں رہے آپ کی حیات پر لکھی گئی کتابوں میں آیا ہے آپ نے ان کی ولی عہدی اس شرط پر قبول کی کہ کوئی امر و نہی نہیں کریں گے عزل و نصب نہیں کریں گے اگر ایسا ہے تو تجدید کیسے ہوگی اور مجدد کیسے بنیں گے؟ اگر امام رضا نے تجدید دین کی ہے تو یہ سہرا امام رضا کو نہیں جائے گا بلکہ یہ سہرا مامون

کو جائے گا کیونکہ اس کے لیے سارے وسائل وذرائع اور ماحول انھوں نے فراہم کیے ہیں۔تاریخ میں ایسی کوئی بھی کتاب نہیں ملتی کہ جس سے پتہ چلتا ہو امام رضا نے یہ اقدامات کئے ہیں۔ کہتے ہیں ایک کتاب فقہ رضا کے نام سے ہے جبکہ کتاب شناسوں نے اسے بھی جعلی قرار دیا ہے۔

مجدد کلینی کی کتاب کافی میں درج سولہ ہزار میں سے نو ہزار احادیث کو مجلسی نے ضعیف قرار دیا ہے لہٰذا انھوں نے احیاء نہیں کیا جبکہ نو ہزار احادیث میں سے جو کچھ بچا ہے وہ بھی بعض کی نظر میں مخدوش ہیں۔

مجدد شیخ طوسی کی خدمات تو عملی میدان میں سب کو معلوم ہیں آپ نے جو خدمات انجام دیں ہیں وہ آل بویہ کی سرپرستی میں کی ہیں،آپ کے حامی شیعہ کرخ میں شیعہ غالی تھے جو علی کو پیغمبرؐ سے بڑا اور بہتر سمجھتے اور جبرائیل کو خائن کہنے والے تھے۔استبصار وتہذیب کے مندرجات کے راویوں کو آغائے خوئی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

مجدد علامہ حلی نصیر الدین کے معاون رہے۔نصیر الدین مشرک ہلاکو کے معاون رہے ان کے ہاں تجدید دین بساط خلافت اسلامی کو اکھاڑ پھینکنا ہے ایسا کرنے والا مجدد دین ہے۔اہل سنت کے مجدد دین عمر ابن عبد العزیز سے شروع ہوتے ہیں ہاں وہ ایک عادل بادشاہ تھے وہ بنی امیہ کے مظالم سے لوٹے ہوئے مال کو بیت المال میں واپس لائے لیکن انہوں نے کوئی تجدید دین نہیں کی ہے۔ دوسرا مجدد دین جو ہر صدی میں آئیں گے دروغ گو حافظہ نہ دارد کے مطابق آئمہ اربعہ کو قرار دیا ہے آئمہ اربعہ دوسری صدی میں ابوحنیفہ،امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کو قرار دیا گیا ہے جبکہ ابوحنیفہ اور امام مالک ایک ہی صدی میں

تھے۔

آخری مجدد دین امام مہدی کو گردانا جاتا ہے امام مہدی کے بارے میں جو صفات بیان ہوئی ہیں۔ وہ تمام کی تمام صفات نسخ کلیہ شریعت اسلام پر مبنی ہیں جس میں آیا ہے وہ دین جدید لائیں گے وہ نیا قرآن لائیں گے جیسے بہائی اور قادیانی لائے ہیں وہ نیا دین لانے کے ساتھ ساتھ اس قدر قتل و کشتار کریں گے کہ لوگ کہیں گے یہ نسل رسولؐ اللہ سے نہیں ہے گویا لوگ قصہ مختار و حجاج اور ہلاکو و تیمور لنگ کو بھول جائیں گے چنانچہ مہدی کے نام سے آنے والے زیادہ تر ملحدین تھے لہٰذا ماننا پڑے گا فکر مجدد فکر الحاد از دین اور فکر الحاد پھیلانے کے لئے بنائی گئی ہے یہ الحاد کا ایک دروازہ ہے۔

مجدد دین کی ضرورت:

ایک حیات بخش متحرک و منظّم دین متقاضی ہے کہ امت اسلامی مناسب و خوشگوار مراحل کے بعد پرسکون و اطمینان بخش دور سے گزر جائے، پھر مصائب و مشکلات اور قتل و کشتار میں بدل جائے، ان کے افکار و عقائد میں تضاد و تصادم پیدا ہو جائے، گویا مشکلات نے ان پر ہجوم کیا ہو اور جو پہلے والوں نے سوچا بھی نہیں تھا اور جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا وہ اس مشکل دور سے گزرے تو ایسے مصائب و مشکلات سے باعزت و کامیابی سے نکلنے کے لئے ایک باصلاحیت قیادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ان حالات سے نکلنا کسی سیاسی قیادت کے بس کی بات نہیں ہے ان پریشان کن اور دگرگوں حالات سے نمٹنے اور ان پر قابو پانے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی قدرتمند و زندہ دل ہستی اللہ ہر دور میں اہتمام کریں چنانچہ حدیث وارده میں آیا ہے۔ ہر صدی میں اللہ ایک مجدد دین

مبعوث کرتا ہے تا کہ جو کچھ دین سے نکال دیا گیا ہو مجدد اسے پورا کرے اور جو کچھ دین میں داخل کیا گیا ہے اسے کم کرے۔

یہ دور دنیا میں مذاہب الحادی وزندیقی، مذاہب منحرفہ عقائد فاسدہ کا دور سمجھا جاتا ہے، اسلام سے اعلان جنگ کا دور ہے جیسے ایران میں ظہور مزدک ہوا، اس سے پہلے مانوی کی صورت میں ظاہر ہوئے جنہوں نے ہر چیز حلال ہونے کی تحریک چلائی اور کہا عالم قدیم ہے اللہ کی ضرورت نہیں حشر ونشر باطل ہے ثواب وعقاب اسی دنیا میں ہے۔ مذہب ارتقاء ڈاروِنی ہے یہی کہتے ہیں، اسی دوران برصغیر میں فرقہ ذکری نمودار ہوا۔

اسلام بین المتجددین والکتابیین:

اسلام کو عصر معاصر میں تین گروہوں کے اتحاد کا سامنا ہے عالم یہود، نصاریٰ، الحادیزم سابق زمانے میں مشرکین یہود نصاریٰ کا سامنا تھا۔ سابق زمانے میں یہود ونصاریٰ کے صف مقدم میں منافقین تھے عصر معاصر میں متجددین کے صف مقدم میں بھی وہی منافقین بنام سیکولر ہیں لہٰذا عصر معاصر میں متجددین سے مقابلہ کرنے مزاحمت کرنے کیلئے متجددین کو سمجھنا ہوگا کہ متجددین نے اسلام مقابل کس فکر کو اٹھایا ہوا ہے تو ہمیں متجددین مغرورین متکبرین علوم وفنون کے پاس کوئی نیا ہتھیار تمسک نظر نہیں آتا ہے جس طرح عالم اسلام کو میدان جنگ میں مغرب کی طرف سے جدید اسلحے کا سامنا تھا ہماری خوش قسمتی ہے کہ متجددین کے پاس کوئی نیا اسلحہ نہیں ہے وہ پرانے اسلحہ سے ہمیں مار رہے ہیں وہ اسی پرانے اسلحہ کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

اسلام کو ماضی بعید میں یعنی صدر اسلام میں جب اسلام آیا تو ان کے مقابلے

میں مشرکین کھڑے تھے یہود و نصاریٰ کھڑے تھے نبی کریم مشرکین سے گفتگو کیلئے خود پیش کش کررہے تھے ہر قسم کی افہام تفہیم کی بات کررہے تھے لیکن مشرکین و یہود نہیں سنتے تھے نصاریٰ حجاز میں کم تھے مشرکین اور یہود زیادہ تھے۔ نصاریٰ عراق میں تھے یہود سے بھی پیغمبر نے بات کی معاہدہ کیا کہ ادیان آسمانی کا دشمن ایک ہے، قرآن میں بھی یہود کو دعوت دی کہ ساتھ مل کر چلتے ہیں مل کر مشرکین سے مقابلہ کرتے ہیں لیکن انہوں نے خیانت کی پیغمبر کی صفوں میں منافقین چھوڑے۔ منافقین نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے منافقین کی کاوشیں بہت دیر تک ناکام رہیں آخر میں وہ حزب علی اور حزب معاویہ وخوارج کی صورت میں سامنے آئے، جب انہوں نے دیکھا کہ میدان قدرت و طاقت نمائی میں مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تو نصاریٰ نے جنگ تسلیحاتی میں مایوس ہونے پر ازاسرنوع تجدید نظر کر کے مسلمانوں کے درمیان میں گھوم پھر کر دین اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے کی منصوبہ بندی کی، اس میں انہوں نے اللہ کی طرف سے جبر کا، اللہ کی طرف سے قدر کا، اللہ کی طرف سے آزادی کا اور عیسیٰ مسیح کے بارے میں عیسیٰ افضل محمد ہیں کے شوشے چھوڑے۔ نبی امیہ جس کو آج عالم اسلام میں سب سے زیادہ مذمت ونفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن یہ انصاف نہیں ہے چونکہ سب سے زیادہ خراب وہ نہیں تھے باقی ان کے بعد آنے والوں سے وہ بہتر تھے وہ بروقت اسلام مخالف کو مارتے تھے فوراً سزائیں دیتے تھے بہت سے ملحدین کو انہوں نے مارا غرض ان کے ختم ہونے کے بنی عباس چونکہ اقتدار پر مشرکین کے توسط سے آئے تھے ان کے کاندھوں پر سوار ہو کر آئے تھے ان کو کچھ رعایت ملی ان کے دور میں کفر و الحاد کھل کر سامنے آئے الحاد کو انحراف کو بہت پذیرائی ملی جن میں سے سرفہرست

مامون الرشید کا معتزلہ ہونا ہے لیکن سب سے اہم جو اسلام کے خلاف کام شروع ہوا وہ باطنیہ کا وجود ہے باطنیہ میدان میں آئے وہ اندر سے دشمن سرسخت اسلام تھے ،وہ شخصیات کو چھپا کر رکھتے تھے جو باہر علم کے نام سے الحاد پھیلاتے تھے۔انہوں نے اسلام کی اساس کو نشانہ بنایا قرآن کو میدان سے ہٹانے کی ایک جدید طریقہ کار اپنایا۔سرسید احمد خان ،محمد اقبال اور جمال الدین افغانی نے تجدید اسلام کیلئے جو افکار اٹھائے ہیں وہ آیت قرآن سے مربوط نہیں بلکہ اجنبی معنی اختراع کئے ہیں جو قرآن سے نہیں نکلتا ہے۔ایسے معنی کیلئے انہوں نے اپنی طرف سے تاویلات بنائی ہیں ان کو یہ تاویلات باطنیہ سے ملیں ہیں ان کی تفسیر کا ماخذ و مصدر باطنیہ ہے۔آیئے دیکھتے ہیں باطنیہ نے قرآن کی کس قسم کی تفسیر کی ہے۔

تفسیر قرآن میں باطنیہ کا ابتکاری طریقہ:

تفسیر والمفسر ون تالیف ڈاکٹر محمد حسین ذھبی جلد اول صفحہ ۲۶۲ موقف باطنیہ تفسیر قرآن سے محمد حسین لکھتے ہیں غرض اول ہدف اول مقصد اول جس کو اٹھا کر باطنیہ نے اپنی عمارت قائم کی ہے اور اس پر ان کا مرکز بنایا ہے وہ یہ ہے کہ تمام شریعت کا خاتمہ کریں اور خاص کر کے شریعت اسلام کو ختم کریں تو اس کو انہوں نے اولیٰ حیثیت دے کر اسلام سے جنگ داخلی جنگ فکری و غیر فکری کا آغاز کیا اور رکن اسلام کو نشانہ بنایا۔رکن اول اسلام کیا ہے؟ رکن اول اسلام قرآن ہے ،محمدؐ نے قرآن پر تقیہ کیا ہے سند نبوت محمدؐ قرآن ہے،اس کو نشانہ بنایا۔قرآن ہی دین اسلام کا اصل مصدر و ماخذ سرمایہ عزت آبرو ہے اسی سے اسلام وجود میں آیا ہے اسی سے وہ زندہ ہے،تو وہ مسلمانوں سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ قرآن کو چھوڑو جس طرح مغرب آج کہتا ہے کہ تمہاری تمام بدبختی اس دین میں ہے اس کو چھوڑو لیکن

مسلمانوں کو وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے لہٰذا انہوں نے کیا کہا کہ یہ قرآن کلام اللہ ہے اللہ کے کلام سے ظاہری مراد نہیں ہے، ظاہری تو تم سے خطاب ہے اصل باطنی معنی ہے جسے تاویل کہتے ہیں انہوں نے ظاہری طور پر تاویل کا لفظ استعمال کیا، کیوں تاویل کا معنی استعمال کیا؟ چونکہ تاویل قرآن میں آیا ہے کلمہ تاویل ذو معنی ہے ایک معنی ہے آخری انجام ایک ظاہر چھوڑ کر باطن مراد لینا ہے۔ ہر لفظ کا ایک باطن ہوتا ہے لیکن ظاہر نہیں ہے ظاہر کو چھوڑیں اور باطن کو اپنائیں۔ یہ کس منطق سے ہوتا ہے؟ اس کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے۔ انہوں نے تاویل کو اٹھایا عبیداللہ حسن بن کیروانی نے ایک خط سلیمان بن حسن بن سعید جناتی کو لکھا لمبا خط اس نے کہا [انی نوصیت بالناطق القرآن] میں تم کو وصیت کرتا ہوں سفارش کرتا ہوں کہ قرآن، توریت، انجیل و زبور میں تشکیک پھیلاؤ تو باطنیہ تنہا اسلام کے دشمن نہیں ہیں باطنیہ کل ادیان کے دشمن ہیں لہٰذا انہوں نے برملا اعلانیہ تنظیم اخوان الصفاء کھولی۔ انہوں نے کہا کہ یہ دین بوسیدہ ہو گیا ہے میلا ہو گیا ہے اس کو علم سے دھونا ہے وہ میدان میں دین کو علم سے دھونے کیلئے اترے تھے۔ باطنیہ کی یہ تنظیم چوتھی صدی میں وجود میں آئی آج مغرب جو کہتا ہے کہ علم کو آگے رکھو تو یہ علم اس باطنیہ کا وارث ہے۔ ابھی تاریخ کو تاریخ سے جوڑنا ہوگا، تاریخ ہر چیز میں یکے از مصادر مہم ہے۔

تو متجددین کی تاریخ کہاں سے ملتی ہے؟ ان کی تاریخ اخوان الصفاء سے ملتی ہے، ان سے کہا گیا کہ ان کو دعوت دیں کہ شریعت کو چھوڑ دیں ختم کر دیں باطل کر دیں حشر نشر سب باطل ہیں غلط ہیں ملائکہ آسمان میں ہیں یہ غلط ہے نہیں ہیں، جن نامی کوئی مخلوق نہیں ہے، یہ بات بھی غلط ہے کہ ہمارا سلسلہ نسب آدم سے ملتا ہے بلکہ آدم سے پہلے سے ملتا ہے جس سے آخر میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عالم خود قدیم

ہے خالق کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ باطنیہ کی رائے ہے۔قرآن میں تشکیک ڈالیں یہ بہترین مدد ہے ان کو اپنے اس عقائد میں مرکز کریں ''میری رائے'' اہل باطن کی جمیعاً رائے ہے ،قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اللہ کا مقصود باطن ہے، جو لفظ سے ملتا ہے وہ مراد نہیں ہے، معنی باطن اور معنی ظاہر میں ربط کیا ہے رشتہ کیا ہے؟ کس قسم کا رابطہ ہے؟ مغز اور چھلکا کی نسبت ہے معنی باطنی اصل لب ولباب مقصود ہے اور جو ظاہر ہے وہ چھلکا ہے چھلکا پھینکتے ہیں مغز کو لیتے ہیں اور جو ظاہر سے تمسک کرتے ہیں وہ شک وشبہ کے عذاب میں پھنسے گا، باطن اس کو دعوت دیتا ہے کہ عمل ظاہر کو ترک کر دیں ظاہری صوم وصلاۃ کو ختم کریں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے توجہ کریں کہ یہ رمضان کا فطرہ کیا ہے یہ فطرہ یہ ہے کہ رمضان کا روزہ آپ نے کیوں رکھا ہے اس پر جرمانہ عائد ہوتا ہے اس جرمانہ کا نام فطرہ ہے، یہ عذاب ہے آپ پر کہ آپ نے ظاہر پر کیوں عمل کیا سورہ حدید۱۳﴿بِسُورٍ لَهُ بابٌ باطِنُهُ﴾ قرآن کو چھیڑو اور ظاہر کرو کہ ہم قرآن کے ہیں لیکن اندر سے قرآن کو گراؤ۔

تاویلات باطنیہ :

باطنیہ نے کتنے قسم کی تاویلات کیں ہیں۔

۱۔ وضو کرو یہ وضو نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امام سے ملاقات کرنا ہے یہ مراد ہے۔

۲۔ تیمّم سے مراد یہ ہے کہ امام جب غائب ہونگے تو امام کے نائب سے ملاقات کرو یہ مراد ہے۔

۳۔ صلوٰۃ باطن سے عبارت ہے باطن کی عبارت رسول اللہ ہیں سورہ

عنکبوت آیت ۴۵ ﴿ إِنَّ الصَّلاۃَ تَنھی عَنِ الْفَحشاءِ وَ الْمُنکَر ﴾ یعنی صرف رسول فحشاء سے روکتے ہیں۔

۴۔ غسل، ہر تنظیم کا سر ہوتا ہے اگر کسی تنظیم کا سر فاش کیا تو اس پر غسل ہوگا ۔

۵۔ زکوٰۃ عبارت ہے تزکیہ نفس سے۔

۶۔ کعبہ عبارت ہے نبی سے۔

۷۔ باب سے مراد علی۔

۸۔ صفا نبی ہے اور مروہ علی ہے۔

۹۔ میقات اور تلبیہ باطنیہ کی دعوت قبول کرنا ہے۔

۱۰۔ طواف سات دفعہ سے مراد سات آئمہ کو ماننا ہے۔

۱۱۔ جنت راہ ابدان ہے۔

۱۲۔ نہر تکالیف سے مشقت ہے کہ تکالیف کیوں بجالائے

۱۳۔ انہار سے مراد جنت ہے انہار لبن یعنی معدن علم مراد ہے انہار بالجنت یعنی علم کا مرکز، علم باطن۔

تجدید الحادی:

کافرین وملحدین، زنادیقہ، بت پرست، مجوس اور منکرین علم وقدرت اللہ ہیں یا منکر ازلیت اللہ یا انکار بعثت انبیاء کرنے والے ہیں جیسے براہمہ اور یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔ بعض عقائد، یعنی ہم نے سنا ہے قطعی ہیں جیسے ملائکہ، اور جنوں کا مخلوق ہونا اور کتب آسمانی کا نزول قرآن کی کسی آیت کا انکار یا قرآن کے اللہ کے کلام ہونے سے انکار یا قیامت، روز حشر، جنت و نار اور حساب و کتاب سے

انکارالحاد میں آتا ہے اس میں فلاسفہ، مستشرقین اور بعض جدید سائنسی تحقیقات کا پر چار کرنے والے آتے ہیں۔بعض اسباب میں سے احکام شریعہ ہیں جو قطعیت سے ثابت ہیں ان میں سے کسی واجب کا انکار یا کسی حرام کا انکار نظریہ اباحیہ کا ہونا ہے یہ لوگ قائل ترک واجبات اور تحلیل محرمات کے قائل ہیں۔

ا۔منادیان تجدید اپنی جگہ مستقل تھے یا ان کا رشتہ اس وقت مغربی طاقتوں خاص کر بڑی طاقتوں سے ارتباط میں ہیں اگر ایسا ہے تو مخالفین تجدید حق بجانب ہونگے اور ان سے ناپسندی کا مظاہرہ اور ان سے دوری اختیار کریں گے کیونکہ نصاریٰ کسی صورت میں مسلمانوں کے دوست نہیں ہوسکتے۔

۲۔مغرب والے اس کے خلاف تھے یا حمایت کرتے تھے۔

۳۔دیکھنا ہوگا ان کے زبان وقلم سے کیا نکلتا ہے کیا وہ صرف اصلاحات نظام اقتصاد چاہتے ہیں یا حکمرانوں کی تبدیلی کے ساتھ، روابط شرق وغرب چاہتے تھے۔

۴۔امارات عملی ہے جس کے انکار سے انسان کافر ہوتا ہے مکفرات اعتقادی اصل وجود اللہ سے انکار کرے اللہ کی صفات وکمالات میں سے کسی صفت سے انکار یا کوئی ایسا قول جس سے اللہ منزہ ہے اس کا قائل ہونا جیسے مسیحیوں کا روح القدس مل کر اللہ بنتا ہے یہ کہہ کر الحاد پھیلانا۔جیسے (نعوذ باللہ) اللہ جسم رکھتا ہے یا اللہ کسی میں حلول ہوا ہے یا اللہ بعض چیزوں پہ قدرت نہیں رکھتا یا اللہ بہت سی چیزیں نہیں جانتا ہے یا کہنا کہ معاد جسمانی نہیں روحانی ہے یہ بھی الحاد ہے۔

ڈاکٹر محمد احمد امین کا کہنا ہے بشریت کسی بھی دن ایک ایسے رہبر کی نیاز مند نہیں تھی جو آسمان سے آیا ہو۔بشر کے بالغ ہونے کے بعد وہ اپنے مسائل ازخود

حل کرسکتا ہے۔اسلام میں عقل کی حیثیت مافوق نبوت ہے ایک دن ایسا آئے گا بشر کو سلطنت نبوت سے آزاد کریں گے پھر وہ نبوت کی رہبری سے بے نیاز ہوگی۔

تجدید دین اور حقوق خواتین:

وہ دین میں کن کن چیزوں میں تجدید کے داعی رہے ہیں؟ اور سب سے اہم موضوع تجدید کا کیا بنایا ہے؟ متجددین اپنی جگہ متعدد مختلف اصناف انواع پر مشتمل ہیں جس میں سرفہرست، مسیحیین، مستشرقین پہلے مرحلے کے تھے ان کے بعد اسلام کے باغی مسلمانوں کے ملحدین تھے۔

دین میں تجدید کہاں سے شروع کی اور کہاں تک تجدید کرنے کا ارادہ تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد یہ رک جائے گی؟ اس سلسلے میں تجدید دین میں جو ترجیحات ترقیب دی تھیں وہ سب سے پہلے مسلمانوں کی نصف سے زائد حصے کو مسلمانوں سے آزاد کرانے سے شروع ہوئی یعنی آزادی نسواں سے شروع ہوئی۔کیونکہ اس کی چند وجوہات ہیں۔

۱۔عام طور پر عورتیں مردوں کی بنسبت ضعیف الارادہ ہوتی ہیں۔

۲۔تزئین وآرائش جمالی کی طرف جھکاؤ۔

۳۔قوۃ شہویہ عورتوں میں پہلے آتی ہے اور مردوں سے زیادہ ہوتی ہے لہٰذا ان مطالبات کو ان کے گھر پہنچانے کے بعد ان کا متاثر نہ ہونا بعید از قیاس ہے۔

۴۔اللہ کی طرف سے حاکمیت، مدیریت، ولایت، سرپرستی جو مردوں کو دی تھی ''الرجال قوامون علی النساء''، سب سے پہلے عالم اسلام میں آزادی نسواں کی تحریک مسیحیوں نے چلائی ہے اور دوسری مرتبہ مغرب کے پروردہ، مغرب خوان، مغرب کے مہمان قاسم امین جو رشتہ دار شیخ محمد عبدہ تھے انہوں نے شروع کی

۔اوران کوآزادکرایاان کے بقول یرغمالی سے نکالا اوران کے حقوق کی وکالت کی۔ آج کل کے اس آزادی نسواں کے دور میں کوئی یہ کہے کہ خواتین کم عقل ہوتی ہیں یہ بات خلاف عقل سمجھی جائے لیکن اس حقیقت کوتنہا مثال دیکرنہیں فلسفی نفسیاتی حوالے سے بھی ثابت کر سکتے ہیں منجملہ یہ جوخواتین تعدد زواج کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں یہ صرف چند خواتین شوہر دار کی وکالت کرتیں ہیں۔ ملک میں آدھے کے قریب خواتین، جوان لڑکیاں جن کی زواج نہیں ہوسکی یا جن خواتین کا جوانی میں شوہرفوت ہوا ہو یا جن خواتین کوطلاق ہوئی ہو یہ سب نعمت ازدواج سے محروم ہیں ،ان سے پوچھیں متجددین نے بعض شوہر دارخواتین کی تو وکالت کی جبکہ ہزاروں لاکھوں ازدواج نہ ہونے والی خواتین کوکوئی پوچھتا ہی نہیں۔تعدداز دواج کے حکم قرآنی کے خلاف متجددین سید احمد خان وغیرہ کے استدلال خواتین کے فائدہ میں نہیں گئے ہیں وہ ان کے نقصان میں گئے ہیں۔اس دن سے مسلمان ملکوں میں زواج دیکھے بغیر، بیوہ ہوئی، جوانی میں اپنی بدکرداری کی وجہ سے طلاق ہونے والی خواتین نعمت ازدواج سے محروم ہیں۔مردوں کے گلے میں پھنسنے والی ہڈی ہے جس سے انہیں نجات ملی ہے۔متجددین کی یہ تحریک مردوں کے حق میں گئی ہے،اسلام میں تعدد زواج جنسی خواہشات کی خاطرنہیں تھی بیوہ عورتوں کی خاطرتھی۔اگرکوئی یہ کہے اس نعمت کومتعہ،سری،مسیار یا دوستی سے پر کریں۔اس سلسلے میں جس آیت سے استدلال کیا ہے کہ عدالت ممکن نہیں وہ کونسی عدالت کی نفی کرتے ہیں عدالت حقوق کی بات جوخواتین کوملنی چاہیئے جیسے ہمبستری، یہ تو اداء فرض کرنی ہوگی ورنہ وہ عورت مطالبہ طلاق کرسکتی ہے یہاں عدم امکان عدالت سے مرادمحبت دل کی گرائش ہے وہ تو اولادوں میں یکساں نہیں ہوتی۔تعدد زواج

گر چہ عورتوں پر انفرادی طور پر گراں مسئلہ تھا لیکن نوع خواتین کیلئے ایک نعمت تھی ، انہوں نے مفاد اجتماعی نسواں کو دیوار سے لگایا کھڈے میں پھینک دیا اور باغی عورتوں کوخوش کیا، یہ ایک خطرناک کاری ضربت ہے دنیا بھر کی خواتین اور خاص کر مسلمان خواتین پر،اس کے ذمہ دار متجد ددین ہیں ۔اگر کسی کو اس مسئلہ کو عقل ، وجدان ،ضمیر فطرت آیات قرآن سے حل کرنا ہے تو ہم آمادہ ہیں بسم اللہ،اگر شور شرابہ،جلوس ،مارچ اور جبر وتشدد سے حل کرنا ہے تو یہ نئی بات نہیں ہوگی یہ پرانی تاریخ ہے۔ یہ اسلحہ دلیل کی جگہ تشدد ہر صاحبان طاقت و قدرت نے کیا ہے، چاہے دنیوی ہے یا ماٰیسمیٰ دینی ہے۔

۲۔حقوق خواتین کے نام سے جس حق کو اٹھایا وہ حق طلاق ہے،حق طلاق سے صرف خواتین ہی متاثر نہیں ہوئیں مرد بھی متاثر ہوئے ہیں۔ جتنا متاثر طلاق سے عورتیں ہوتی ہیں اتنا مرد بھی ہوتے ہیں، جتنا فائدہ عورتوں کو رہا ہے اتنا فائدہ مردوں کو بھی رہا ہے۔انسان کوخود قانون پر بحث کرنی چاہیئے کہ اس قانون میں کونسا سقم ہے؟ ہرفرد کی چاہت معیار قانون نہیں ہوتا ہے۔اگر آپ لنگر میں دس پچاس ہزار افراد شرکت کریں تو یہ مستحسن نہیں ہوگا ، یہ انسان کے ماتھے پر داغ ہوگا۔اگر آزادی زناء کا اعلان کریں تو آپ کو شاہراہ فیصل ہوائی اڈے تک روڈ جام ملیں گے لیکن یہ سمجھنا نہیں چاہتے یہ ساری خواہش ہے یہ آپ کی بے وقوفی ہوگی۔حق طلاق ہی نے بہت سے خواتین کو اپنے اوپر تشدد کرنے والے مردوں سے نجات دلائی ہے،حق طلاق ہی سے بدکردار، باغیہ، فاحشہ، طاغیہ سے مردوں کو نجات ملی ہے۔طلاق میں قرآن نے کسی بھی طرف جانبداری نہیں کی ہے۔سوچنے کیلئے دو تین مہینے دیئے ہیں کہ وہ فیصلہ کریں تین مہینے کا وقفہ دیا یہ اور بات ہے کہ بیچ میں

کوئی سازشی آکر سازش کر کے الگ ہوا ہو تو یہ الگ بات ہے۔ ورنہ حقائق کی روشنی میں یہ دونوں کے مفاد میں تھا۔

خواتین کو حجاب سے نکالنا، خواتین کو حجاب سے ایک مرتبہ ہی نہیں نکالا کئی مرتبہ اس کا ارتکاب کیا ہے اسے چادر سے نکالا ہے۔ عفت و پاکدامنی سے نکالا ہے۔ خودستائش خودآرائش میں لگا کر خاندان کی سرپرستی سے نکالا ہے۔ لہٰذا خواتین کو آگے لاؤ کہہ کے لادینوں کے دوش بدوش چلانے والے ہی ظالمین خواتین ہیں ،اور آج تک انہوں نے خواتین کو ان کا ارث جو باپ، بھائی، ماں سے ملنے والا تھا اس پر انہوں نے کبھی آواز نہیں اٹھائی، ان کو دھوکہ دے کر ہر آئے دن جہیز و ولیمہ کو اٹھا کر خواتین کو ازدواج سے محروم رکھا ہے۔ کیا کہیں گے جب ظالمین حامیان خواتین ہو جائیں اور مدافعان عزت و غیرت ان پر زیادتی کرنے والے قرار پائیں۔ آج کتنے عرصے سے اس ملک میں زیادتی کے واقعات ہوئے ہیں، پھر زیادتی کے بعد قتل کے واقعات ہوئے ہیں۔ آج کل اغوا کے واقعات ہو رہے ہیں ،اغوا کر کے بازیاب کرنے کے، یہ اغوا ہوا ہے یا وہاں جا کر رہنے کو اغوا کا نام دیا ہے؟ اور سب سے بڑی متجددین کی اس میدان میں کامیابی جس پر وہ جاہلیت جیسا افتخار کریں گے تو وہ اس کے مستحق ہیں، انہوں نے اس میں بہت کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم یہاں شکست تسلیم کرتے ہیں۔ حقوق خواتین کا نعرہ بلند کرنے والے روٹی، کپڑا، مکان کا شعار بنانے والوں جیسا ہے، روشن پاکستان کیلئے قومی دولت کو دیار ظالمین لیجانے والوں جیسا ہے۔ حقوق خواتین کے شعار بلند کرنے والے نیا پاکستان بنانے والوں جیسے ہیں ابھی تک ان کے کارناموں میں مندر، سکھوں کے مجسمے، لنگر، احساس پروگرام کے علاوہ جنسی زیادتیوں میں زیادتی بھی

شامل ہے۔

مجددین نے اپنی اصلاح کا آغاز تحریک آزادی خواتین سے کیا جس کی دلیل یہ ہے کہ مصر میں مجدد اوّل امام محمد عبدہ اس کے عزیز اور تائید یافتہ قاسم امین نے اس کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ تحریک آپ کی زیر نظر پروان چڑھی ہے، تحریک آزادی نسواں کا دو نکتے پر اصرار ہے:

ا۔آزادی انتخاب احباب ہے، خواتین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ معاشرے میں جس مرد سے بھی دوستی کرنا چاہیں تو ان سے دوستی کرسکتی ہیں، جس سے اور جتنے بھی مردوں سے دوستی کرنا چاہیں کرسکتی ہیں اس میں کوئی حد وحدود اور قید و بند نہیں ہے۔

۲۔مرد ایک بیوی سے زیادہ بیوی نہیں رکھ سکتا ہے۔ بیوی کے ساتھ جتنے بھی ناسازگاری وناگواری اور پریشان حالی وناپسندیدگی کے حالات پیش آئیں تب بھی آپ اس کو زوجیت سے الگ نہیں کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد باقی جتنے بھی مسائل اور حقوق انھوں نے اٹھائے ہیں وہ زیادہ تر انتخاب احباب اور دوستی کے لئے سہولت اور رعایت ہے۔ ان دو مسائل پر نظر دوڑانے سے واضح ہوتا ہے کہ مجددین ازدواجی یا خاندانی مسئلہ کو یکسر طور پر امر و نہی شریعت سے خارج رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کسی قسم کی قید و بندش اور پابندی کو مسترد کرتے ہیں بلکہ اس میں وہ دین مزدک اپنائے ہوئے ہیں۔ یہاں سے مجددین کو مصلحین کہنے کا پول کھل جاتا ہے کیونکہ مصلح اس کو کہتے ہیں جہاں کہیں اصول وفروع میں کوئی خلل آیا ہو کمی بیشی ہو تو وہ اسے درست کریں، اس کی اصلاح کریں اور کمی ہے تو پورا کریں زیادتی ہے اسے باہر کریں اسے اصلاح کہتے

ہیں،اس عمل کرنے والے کو مصلحین کہتے ہیں۔لیکن یہاں اس زاویے سے وہ مصلحین کہلانے کے اہل نہیں ہیں انھیں مصلحین کہنے کی بجائے ان پر مفسدین کا لفظ صدق آتا ہے، وہ ایک منظّم ومرتب اور مستحسن وپسندیدہ ترکیب کو درہم برہم کرکے حرج ومرج اور بدنظمی وخرابی کی صورتحال پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ان کے ساتھ گفتگو کرنے اور نکات کو اٹھانے کی ضرورت ہے بتائیں:

۱۔آپ مرد اور عورت کے ازدواجی مسائل میں حائل خرابیوں کی اصلاح چاہتے ہیں۔

۲۔یا صرف خواتین کے درپیش مسائل کی اصلاح چاہتے ہیں۔

۳۔خواتین کی اصلاح چاہتے ہیں یا اپنی منظورنظر خواتین کیلئے اصلاح چاہتے ہیں۔

آپ تین کے تین مسائل یا دو یا ایک پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم تیار نہیں کیونکہ ہمیں پتہ ہے آپ میں بات کرنے کی طاقت وقدرت نہیں بلکہ آپ طاقت و قدرت دھوکہ وفریب کے ذریعے خواتین کو گھر سے نکالنا چاہتے ہیں لہذا مسلمان کو اور خصوصاً دین دار مسلمان دینی غیرت رکھنے اور غیرت وناموس رکھنے والے خود اٹھیں اور ثابت کریں کہ یہ لوگ چور ہیں ڈاکو ہیں کسی کے کہنے پر یا ان کے پاس نمبر بڑھانے کے لئے یہ کام کررہے ہیں آئیں دیکھتے ہیں:

مجددین اور طلاق خواتین:

ان کے بقول غیرت کے نام سے خواتین کا قتل ان کی پریشانی میں اضافہ کا باعث ہے،اسی طرح بڑھتی ہوئی شرح طلاق بھی ان کے لئے ایک عذاب سے کم نہیں۔دونوں کے اسباب ان کو پتہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیوں خواتین قتل ہورہی

ہیں اور کیوں ان کو آئے دن طلاق ہورہی ہے۔ان دونوں کی برگشت انہی کی طرف ہے یہ سب کچھ ہر آئے دن ناموس کو متاع بازار میں کم سے کم نرخوں میں فروخت ہونے کے بلوں کے پاس ہونے کی وجہ سے ہورہا ہے تاہم وہ اس بات کو چھپاتے ہیں اور اس پرشور شرابہ اور غوغا کرتے ہیں اس کیلئے روک تھام کی باتیں کرتے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں طلاق کو ختم کرنے کے لئے خود طلاق ہی کو اٹھاتے ہیں اور غور کریں کہ وہ کس قسم کی طلاق کو روکنا چاہتے ہیں کیونکہ طلاق ہونے کے چار مفروضے ہیں:

۱۔خاتون کا اصرار ہے اسے طلاق دی جائے، میں اس شوہر کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرسکتی یہ مجھے کسی صورت میں پسند نہیں ہے۔یہاں آپ اس طلاق کو روکنا چاہتے ہیں تو کیا آپ نے خاندان کی حمایت کی ہے یا مخالفت کی ہے؟ یہاں طلاق خاتون کے حق میں تھی شوہر نہیں چاہتا تھا طلاق ہو جائے مگر خاتون کا اصرار ہے کہ طلاق ہو جائے عقل وشرع دونوں کہتے ہیں کہ جب خاتون نہیں چاہتی تو طلاق ہونی چاہیئے شریعت اسلام یہاں طلاق کو روکتی نہیں ہے۔جب ایک خاتون کی اپنے شوہر کے ساتھ گزر بسر نہیں ہورہی تو یہاں طلاق ہونے میں کیا حرج ہے؟ یہاں اس کی اجازت ہے کیونکہ آئے دن کے فتنہ وفساد کا انجام دونوں میں سے ایک کے جانی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

۲۔بیوی چاہتی ہے ساتھ رہے لیکن شوہر نہیں چاہتا کہ ساتھ رہے۔کہتا ہے میں نے اس کے ساتھ نہیں رہنا اسے دفع کریں۔

۳۔دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں ہر ایک جدائی چاہتا ہے۔

۴۔دونوں نہیں چاہتے ہیں کہ طلاق ہو جائے تو یہاں صرف ایک ہی جگہ ہے

کہ جہاں شوہر نہیں چاہتا ہے کہ ساتھ رہے شوہر کی خواہش ہے طلاق ہو جائے آپ طلاق کو ادھر روک سکتے ہیں۔طلاق کیوں ہوتی ہے۔طلاق ہونے کے کیا اسباب و عوامل ہیں خاص کر طلاق افزونی کا سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے۔آپ کو تاریخ اسلام میں شرح طلاق نہ ہونے کے برابر ملے گی،شرح طلاق اس وقت تیزی سے بڑھنا شروع ہوئی ہے جب سے میاں بیوی کے درمیان این جی اوز نے مداخلت کی ہے۔بین الاقوامی اداروں سے وابستہ افراد نے مداخلت کی ہے تو طلاق ہونے میں مزاج کی نا ہم آہنگی ایک دوسرے کی بد اخلاقی اور عدم اولاد جیسے عوامل بھی کارفرما ہیں لیکن بنیادی عوامل میں ایک دوسرے پر عدم اعتماد ہے جو محرم و نامحرم کی تمیز نہ کرنے ، خواتین و حضرات کا ایک دوسرے میں گھل مل جانے اور مخلوط معاشرے کے قیام کا نتیجہ ہے۔یہ سب این جی اوز کی اسلام دشمنی میں اٹھائے گئے اقدامات کے اثرات ہیں۔

حقوق خواتین میں مانع تعدد ازدواج:

تعدد ازدواج انسانی فضائل میں سے نہیں ہے یہ کوئی با فضیلت عمل نہیں ہے اسکو قرآن نے اچھی فضیلت میں نہیں گنا ہے،تعدد ازدواج اجتماعی مسائل میں سے ہے لیکن نہ ہونے کی صورت میں بہت سی خواتین بلا زواج رہتی ہیں۔ یہ فرق مغرب میں ایک فلسفہ زیستی کے اصول سے نکلی ہے مغرب اصل اصول کو افادت گردانتے ہیں اس نے تمام سہولتیں افراد کو فراہم کرنی ہیں ملک کا قانون ملک کی دولت ملک کی حکمرانی افراد کی آزادی کی خاطر ہے لیکن وہ افراد کو ان کے اپنے حال پر چھوڑتے اپنی طرف سے کوئی بندوبست نہیں کرتے ہیں یہاں سے مفاد پرستی نکلتی ہے۔خواتین کو شوہروں سے آزاد کرنے کے فلسفہ کی برگشت فلسفہ سرمایہ داری سے

ملتی ہے جبکہ اسلام بیک وقت فرد اور اجتماع دونوں کی نگرانی کرتا ہے دونوں کو تحفظ دیتا ہے لہٰذا اسلام میں فرد اور حکومت دونوں معذور و محروم افراد کی کفالت کو اپنے ذمے سمجھتے ہیں۔ یہاں سے تعدد از دواج سامنے آتا ہے کہ جہاں کہیں کوئی خاتون شوہر کی سرپرستی سے محروم ہو تو اس کو اپنی کفالت میں لینا ہے۔ ہم یہاں سے یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں مسلمان فرقوں میں بعض نے نکاح موقت بعض نے نکاح سری اور بعض نے نکاح مسیار کو اٹھایا ہے اس کا فلسفہ افراد کی خواہشات و چاہت کی تکمیل بتایا جاتا ہے یہ اجتماعی مفاد کی خاطر نہیں بلکہ بعض کے مفاد کی خاطر ہے لہٰذا یہ طریقہ جہاں کہیں کشف ہوگا پردہ ہٹ جائے گا اسرار فاش ہو جائے گا اور مرد اور عورت مطعون قرار پائیں گے۔ آپ اس حوالے سے اس کی مزید تفصیلات کتاب مذکر و مونث میں دیکھ سکتے ہیں۔

مجدد دین اور حجاب خواتین:

کتاب العصرانیون تالیف محمد حامد ناصر ص ۲۶۵ عصرانین کا کہنا ہے حجاب شرعی جو اس وقت رائج ہے ایک پابندی ہے اس سے انھیں رہائی ملنی چاہیے بلکہ وہ اس سے آگے بڑھ کے مرد و عورت کے اختلاط کو بھی آزاد رکھنا چاہتے ہیں بلکہ عورتوں کو خود کو تزئین و آرائش کر کے باہر نکالنا چاہتے ہیں اجنبی مردوں سے بلا تکلف ملنے جلنے اور مصافحے کی بھی اجازت ملنی چاہیے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد عمار اس چیز کو رد کرتے ہیں کہ عورت حجاب کی بندش میں نکلے ڈاکٹر عمار مصری کے نزدیک حجاب ترقی و تمدن سے مربوط نہیں بلکہ دینی پابندی ہے۔ حسین احمد امین نے کہا ہے حجاب اہل فارس و ترک کی اختراع ہے قرآن میں کوئی آیت نہیں ہے کہ عورتوں کو بے حجاب نکالنا حرام قرار دیا گیا ہو یا اس پر سزا مقرر کی گئی ہو یہ حجاب دراصل مردوں

نے عورتوں کو بندش واستبداد میں رکھنے کیلئے گھڑا ہے حجاب کا جو تصور ہے یہ تاویل بعید ہے یہ جاہلیت کے آثار ہیں جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۵۹ میں آیا ہے ﴿یا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْواجِکَ وَ بَناتِکَ وَ نِساءِ الْمُؤْمِنینَ یُدْنینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَبِیبِهِنَّ ذلِکَ أَدْنی أَنْ یُعْرَفْنَ فَلا یُؤْذَیْنَ وَ کانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحیماً﴾۔ڈاکٹر ترابی کا کہنا ہے حجاب صرف پیغمبرؐ کی زوجات کے لئے تھا جو اس وقت کے حالات کے تناظر میں رکھا گیا تھا اور یہ دیگر خواتین پہ لاگو ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔مولانا آفتاب حیدر رضوی فارغ حوزہ علمیہ قم جو اس وقت جنوبی افریقہ میں ہیں ان کا بھی یہی خیال ہے کہ جو حجاب ہے درست نہیں ہے۔ اب دیکھتے ہیں قرآن میں حجاب کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے قرآن کریم میں حجاب کے لئے یہ کلمات استعمال ہوئے ہیں:

۱۔خمر

۲۔جلباب

۳۔مرد وعورت دونوں اپنی آنکھوں کوایک دوسرے کو دیکھنے سے باز رکھیں۔

۴۔اپنی زینت کواپنے شوہر کے علاوہ حتیٰ محرم کوبھی نہ دکھائیں۔

۵۔جو چیز بھی انسان کو زنا سے قریب کرتی ہے اس سے دور رہیں۔

آیت خمر سورہ نور آیت ۳۱ ﴿وَ قُلْ لِلْمُؤْمِناتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَ لا یُبْدینَ زینَتَهُنَّ إِلاَّ ما ظَهَرَ مِنْها وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلی جُیُوبِهِنَّ وَ لا یُبْدینَ زینَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبائِهِنَّ أَوْ آباءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنائِهِنَّ أَوْ أَبْناءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوانِهِنَّ أَوْ بَنی إِخْوانِهِنَّ أَوْ بَنی أَخَواتِهِنَّ أَوْ نِسائِهِنَّ أَوْ ما مَلَکَتْ أَیْمانُهُنَّ أَوِ

التَّابِعِینَ غَیْرِ أُولِی الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِینَ لَمْ یَظْهَرُوا عَلی عَوْراتِ النِّساءِ وَ لا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ ما یُخْفِینَ مِنْ زِینَتِهِنَّ وَ تُوبُوا إِلَی اللَّهِ جَمِیعاً أَیُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾جلباب سورہ احزاب آیت ۵۹ ﴿یا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْواجِکَ وَ بَناتِکَ وَ نِساءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلابِیبِهِنَّ ذلِکَ أَدْنی أَنْ یُعْرَفْنَ فَلا یُؤْذَیْنَ وَ کانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحِیماً ﴾سورہ نور آیت ۳۰ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوا مِنْ أَبْصارِهِمْ وَ یَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذلِکَ أَزْکی لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِیرٌ بِما یَصْنَعُونَ ﴾سورہ انعام آیت ۱۵۱ ﴿وَ لا تَقْرَبُوا الْفَواحِشَ ما ظَهَرَ مِنْها وَ ما بَطَنَ ﴾سورہ اسراء آیت ۳۲ ﴿وَ لا تَقْرَبُوا الزِّنی إِنَّهُ کانَ فاحِشَةً وَ ساءَ سَبِیلاً ﴾سورہ مومن آیت ۵ ﴿کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَ الْأَحْزابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَ هَمَّتْ کُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِیَأْخُذُوهُ وَ جادَلُوا بِالْباطِلِ لِیُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَکَیْفَ کانَ عِقابِ ﴾سورہ معارج آیت ۲۹ ﴿وَ الَّذِینَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حافِظُونَ ﴾سورہ احزاب آیت ۳۵ ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِینَ وَ الْمُسْلِماتِ وَ الْمُؤْمِنِینَ وَ الْمُؤْمِناتِ وَ الْقانِتِینَ وَ الْقانِتاتِ وَ الصَّادِقِینَ وَ الصَّادِقاتِ وَ الصَّابِرِینَ وَ الصَّابِراتِ وَ الْخاشِعِینَ وَ الْخاشِعاتِ وَ الْمُتَصَدِّقِینَ وَ الْمُتَصَدِّقاتِ وَ الصَّائِمِینَ وَ الصَّائِماتِ وَ الْحافِظِینَ فُرُوجَهُمْ وَ الْحافِظاتِ وَ الذَّاکِرِینَ اللَّهَ کَثِیراً وَ الذَّاکِراتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَ أَجْراً عَظِیماً ﴾

مسلمین بمقابل مجددین:

جب سے استعمار کے قدم وطن اسلامی میں جمے اس دن سے انہوں نے

مسلمانوں سے اصرار وتکرار سے مطالبہ کیا کہ اس دین کو چھوڑو، علم وترقی کو لے لو اور ہم جیسے بنو۔اس مطالبے کے جواب میں جگہ مکان و زمان، ردو قبولیت ماحول میں شدت وضعف اور اتار چڑھاؤ رہا۔اس مطالبے کے رد و جواب میں مشرق وسطیٰ میں مصراور ہندکوترجیح دی گئی کیونکہ یہاں مسلمانوں اور غیر مسلمین دونوں کی آبادی تھی،مصر میں چالیس فیصد جبکہ برصغیر میں برابری یا اکثریت ہندوؤں کی ہونے کی وجہ سے اس کوجلدی پذیرائی ملی ۔مصراور ہند میں باطنیہ کے دائیں بازو ،مدعیان اسلام،دل میں اسلام سے کڑواہٹ رکھنے،موقع ومحل مناسب ملنے پر تنسیخ شریعت کرنے والوں کی عرصہ دراز سے حکومت رہی تھی ،انہوں نے صرف دولت بنانے ،اپنے قدم جمانے پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی ہوئی تھی۔غرض انہوں نے اس مطالبے کا آغاز وہاں سے کیا ہے جہاں کے رہائشی مسلم وغیر مسلم مخلوط ہوں کیونکہ غیر مسلمین پہلے مرحلے میں ان کے حامی ہوتے ہیں چنانچہ یہ مطالبہ پہلے مرحلے میں مصر،شام اور ہندوستان سے شروع ہوا ہے چنانچہ ان کے مطالبات کے ردعمل میں مسلمان چندگروہوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔

ا۔نیم رضا مندی والوں نے ہاں بھی نہیں کی رد بھی نہیں کیا بلکہ اندر سے نیم خوش رہے کیونکہ ان کے لیے ان کی استعمارگری اور کفر کی آمیزش نے مسلمان ملکوں کی طرف رخ کیا ہے،چنانچہ وہ استقبال کیلئے تیاریاں شروع کرنے لگے کیونکہ کفر میں آمیزش ان کے لئے چنداں مسئلہ نہیں تھی جیسا کہ صوفی ازم والوں کی وجہ سے دنیائے کفر کا راستہ ہموار ہوگیا تھا۔

تقریب مترادف تجدید ہے:۔

شاید بعض کو یہ تساوی و برابری ناگوار گزرے لیکن عندالتحلیل واضح ہوگا کہ

تقریب اور تجدید میں کوئی فاصلہ نہیں ہے تقریب اسی وقت وجود میں آئی جس وقت تجدید کا اعلان کیا تھا نیز ان کے مطالبات بھی ایک دوسرے سے متفاوت نہیں ہیں۔تقریب کے داعیان و بانیان کہتے ہیں دوسرے کو بھی اظہار کا حق دیا جائے، یہ مطالبہ اپنی جگہ مطالبہ اضافی ہے، دنیا میں کبھی بھی کسی کے بولنے پر پابندی نہیں ہے الفاظ وضع ہوئے اور بولنے کے لئے کلمات کی دلالت مطابقی و تضمنی میں جا ئے اختلاف نہیں لیکن سارے اختلافات دلالت التزامی میں ہوتے ہیں کیونکہ کسی چیز کا لازمہ ایک نہیں ہوتا، ایک چیز کے چندین لوازم ہوتے ہیں ،لوازم قریب لوازم بعید لوازم بسیط وہاں اختلاف ہوتا ہے۔وہ بھی اپنی جگہ قرائن کے اندر ہوتے ہیں چنانچہ قرائن سے پتہ چلتا ہے یہاں لازم سے مراد کونسا لازمہ ہے۔اسی طرح ضروریات کے بارے میں اسمبلیوں میں دوسروں کو بولنے کا حق دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے تو ممکن ہے چندین حل کے بعد ایک حل سامنے آجائے۔لیکن یہاں بولنے کا حق دینے سے مراد یہ نہیں کہ مسئلہ حل ہو جائے افہام و تفہیم ہو جائے مسئلہ ختم ہو جائے بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ دوسرے بولنے والے کو دوسرے صاحب رائے سے اکڑنے کا حق دو چاہے وہ غلط ہی بولے، دوسرے کی رائے پر نقد و تنقید دلیل طلبی و مطالبہ دلیل پر پابندی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے بھی اپنے باطل کو پیش کرنے کا موقعہ ملے یا پیش کردہ دلیل کو تسلیم کرانا مراد ہے۔اسی طرح یہاں دوسرے کو رائے دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر مسئلہ میں وحدت توڑنے اور تعدد و تفرقے کی اجازت دیں اس طرح جو بھی مذہب وجود میں آئیں گے اسلام کے خلاف ان کو تسلیم کریں، یہ درحقیقت ایک مطالبہ نفاق ہے یہ دنیا میں کسی بھی نظام سیاسی و اقتصادی و معاشرتی و دین میں روا نہیں ہے۔اس مطالبے کے ذریعے

انھوں نے صرف دین میں تفرقے کا باب کھول دیا ہے۔ کہہ رہے ہیں کافر کو بھی وہی درجہ دیں جو مسلمان کا ہے اقلیت کو وہی درجہ دیں جو اکثریت کا ہے۔اسی لئے انھوں نے مسلمان وکافر کے فرق کو ختم کیا بلکہ کہا ہے کہ مسلمان کافر کو کافر نہ کہیں۔

تقریب ، یہ لفظ تجدید والوں سے لیا ہے لفظ بدل کر کے وہی مراد دوسرے الفاظ میں پیش کیا ہے، اسلئے انھوں نے کہا کسی مذہب کو ختم کرنے کی اجازت نہیں ہے، کسی مذہب کو ختم نہیں کر سکتے کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے نہ ان سے دلیل کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ یہاں ایک سوال ان لوگوں سے ہے جو دوسرے کو کافر نہیں کہہ سکتے آیا یہ ایک دوسرے کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں تو کیا اللہ بھی کسی کو کافر نہیں کہہ سکتا؟ اگر اللہ کسی کو کافر نہیں کہہ سکتا تو اس آیت کو کیا کریں گے جہاں فرمایا ہے کہ تم میں سے بعض مومن ہیں اور بعض کافر یا مومن اور کافر ایک جیسے نہیں ہیں۔تاریخ غزوات نبیؐ میں تیسری جنگ کا نام جنگ احزاب ہے جس میں قریش و غیر قریش اور یہود سب نے ایک اتحاد قائم کیا تھا۔ یہ جنگ مسلمانوں پہ بہت گراں گزری تھی یہ جنگ مسلمانوں کی استقامت اور حکمت عملی سے ٹل گئی، مشرکین کے میدان چھوڑ کر جانے کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا اب وہ دوبارہ حملہ نہیں کر سکیں گے۔یہی صورت حال جنگ عالمی دوم کے بعد رہی ہے جہاں ایک چھوٹے سے مسلمان ملک پر قبضہ کرنے کے لئے دنیا کی سب سے بڑی طاقت نے اس حملے کے لئے اتحاد یہ بنانے کے ساتھ ملک کے اندر سے لشکر برہنہ جات وبافیات لشکر الحادیات لشکر منافقین لشکر تجدید لشکر اصلاح لشکر تعطیل اسلام لشکر فرق و مذاہب سب کے ذریعے اسلام کو دبانے کی بمباری کی اس کے باوجود اسلام کا نام باقی رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن اللہ کا معجزۂ دائمی ہے اس معجزے کو مٹایا یا چھپایا نہیں جا

سکتا۔

تغریب:۔

مغرب کے حملہ تنصیر واستشراق کے کامیاب ہونے کے بعد اگلا مرحلہ تغریب کو اپنانا ہے۔تغریب یعنی مسلمان اپنی تمام حیثیت گفت وشنید، بودو باش، رہن سہن اور عادات ورسومات سب میں مغرب کی تقلید کریں۔

تغریب چودھویں ہجری کے ابتداء سے شروع ہوئی ایک تحریک ہے، اس میں نصاریٰ مغرب کو ہر میدان میں اسوہ اور نمونہ بنانے کی دعوت دینے کو کہا ہے۔ اس کے اہداف ومقاصد میں ہے کہ مسلمان ملکوں میں انسانوں کی تمام سرگرمیاں ثقافتی واجتماعی وسیاسی وغیرہ مغربی انداز میں چلائیں۔انھوں نے پہلے مرحلے میں مردوعورت کے اختلاط سے ایک ایسا ماحول اور سازگار فضاء پیدا کی کہ لوگ پوری طرح مغرب کی پیروی کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں پہل کرنے والا اس جھنڈے کو اٹھانے والا شخص قاسم امین ہے۔اس نے خواتین کو گھروں سے نکلنے اور مغربی خواتین کے نقش قدم پر چلنے کی دعوت دی ہے یعنی کھلے عام گھروں سے مردوزن مخلوط ہوکر باہر نکلیں چنانچہ اس نے ایک کتاب حقوق المراۃ کے نام سے لکھی ہے جس میں اس نے سختی سے عورت کے حجاب کو تنقید کا نشانہ بنایا، اسی طرح طلاق میں شوہر کو پابند کیا اور تعدد زواج پر تنقید کی۔اس کے بعد ایک اور کتاب شرع جدید کے نام سے لکھی جس میں مغرب کی پیروی زیادہ دکھائی گئی ہے یہاں تک کہ بعض جگہ اس نے کہا ہے ہر وہ چیز جو ماضی سے وابستہ ومتمسک ہو اس سے جنگ لڑیں، ترقی وتمدن ممکن نہیں جب تک مغربی لوگوں کی تقلید نہ کریں، نظام حکومت، اداروں، محکموں اور نظام خانہ داری وکتابت غرض ہر چیز میں مغرب کی

پیروی کریں۔ بہت سے مصریوں کا خیال ہے شیخ محمد عبدہ کو جو امام مصلح کہا جاتا ہے اس کا اس کتاب کی تالیف اور نشر میں بہت کردار تھا۔ یہ قاسم امین ان کا شاگرد تھا اس طرح سعد زعلول کا بھی اس میں حصہ رہا ہے اور سعد زعلول بھی عبدہ کا شاگر ہے۔ قاسم امین نے ایک کتاب مصریوں سے پہلے کے نام سے فرانسیسی زبان میں لکھی ہے جس میں انھوں نے حجاب سے دفاع کیا تھا اور بے پردگی اور خلط مرد و عورت کی مذمت کی تھی لیکن پانچ سال گزارنے کے بعد اس نے اپنی اس کتاب کی رد میں مرۃ جدید کے نام سے کتاب لکھی۔ قاسم امین نے مرنے سے دو سال پہلے اعتراف کیا اس کی دعوت بہت خطرناک تھی اور کہا کہ میں نے اپنی دعوت میں بہت غلو سے کام لیا ہے اللہ کا شکر ہے اس نے لوگوں کو ہم سے دور رکھا اور وہ میرے مقابلے پر اتر آئے نقل از کتاب البیان تجدید خطاب دینی ص ۶۱۔

یہاں تک کہ انھوں نے آثار اسلامی اور آثار مشرقی کی عادات و تقالید رہن سہن اور ہر چیز کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ اس طرح انھوں نے یہاں کے لوگوں کو دعوت دی کہ انسان مترقی و متمدن بننے کے لئے ہر چیز میں مغرب کی پیروی کریں اور اپنی ترقی و تمدن کو مغربی ترقی و تمدن کے سانچے میں ڈھالیں۔ اس فکر کو یا اس مرحلے کو کامیاب بنانے کے لئے استعمار نے اب لشکر و جنگجو خود مسلمانوں سے انتخاب کرنا شروع کیے ہیں۔ یہ بات طبیعی ہے کہ کسی بھی ملک کی سرزمین میں کسی اجنبی کو غرور و تکبر و بالا دستی میں دیکھنا برداشت نہیں ہوتا لہٰذا انھوں نے اپنی فکر پر مکمل عمل پیرا کرنے کے لئے مستنصرین و مستشرقین کی سالہا سال کی جد و جہد کو ضائع ہونے سے بچانے اور ان کے مشن کو آگے لے جانے کے لئے انھیں کی ملت سے مسلمانوں میں سے جنگجو تیار کیے اس حوالے سے جن جنگجوؤں کو انتخاب کیا وہ مسیحی

نژاد تھے وہ مشرق زمین میں رہنے کی وجہ سے ثقافت اسلامی سے متاثر تھے لیکن دیانت میں ان کی خدمتیں مغرب کے لئے تھیں لہذا انھوں نے مسیحی نژاد علمی وفکری و سیاسی شخصیات کو اپنایا کہ یہ لوگ اٹھیں اور اسلام و اہل شرق والوں کو دعوت دیں کہ مغرب کی پیروی کریں۔ان کے اس انتخاب میں آنے والے لشکر بہت نکلے ہیں لیکن ہم یہاں چیدہ چیدہ ان کی برگزیدہ شخصیات کا نمونہ ذکر کرتے ہیں۔ عالم اسلام میں سب سے پہلے مغربی پیروی میں آگے آنے والے ملک مصر اور برصغیر تھے لہذا مغربین کا لشکر بھی انھیں سے منتخب ہوا۔آئیں دیکھیں کتاب مذہب فکری معاصر ج ا ص ۴۶ پر لکھا ہے۔

ا۔جورجی زیدان	۲۔فرخ انطوان	۳۔شبلی شمیل
۴۔یعقوب صروف	۵۔علی عبدالرزاق	۶۔طہ حسین
۷۔احمد امین	۸۔قاسم امین	۹۔توفیق حکیم
۱۰۔امین خولی	۱۱۔زکی نجیب محمود	۱۲۔محمود عاطف العراقی
۱۳۔زکی مبارک	۱۴۔لویس عوض	۱۵۔سلامہ موسی
۱۶۔حسین فوزی	۱۷۔محمد تابعی	

ترقی وتمدن:۔

ترقی اوپر کی طرف عروج وصعود کو کہتے ہیں، ترقی ضد نزول وھبوط ہے جبکہ تمدن مادہ دین سے ہے وسائل زندگی سے بھری زندگی کو کہتے ہیں، عربی میں تمدن کے لئے کلمہ حضارت بھی استعمال کرتے ہیں کیونکہ قرون اولٰی یا وسطٰی میں انسان دو قسم کی زندگی گزارتے تھے ایک زندگی خانہ بدوشی کی تھی جو کسی جگہ مستقل ومستقر نہیں رہتی تھی اس گروہ کو بدوی اعراب بھی کہتے تھے ان کی زندگی انتہائی سادہ،

زحمت کش و جفاکش ہوتی تھی دوسرا گروہ کسی ایسی جگہ مستقر ہوتے تھے جہاں وسائل و آرائش ہوتے تھے ان کو متمدن حضاری کہتے ہیں۔ دونوں کلمات کم و کیفیت میں متغیر ومتفاوت رہے ہیں۔انسانی زندگی اس حوالے سے بدوی و مدنی میں تقسیم رہی ہے، یہیں سے کہتے ہیں انسان مدنی الطبع ہے یعنی باہمی تعاون سے زندگی گزارتا ہے۔

اس زندگی بدوی اور تمدن کے حوالے سے انسانوں کو چند ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے 'ماقبل تاریخ'' 'قرون اولیٰ' 'قرون وسطیٰ'' 'قرون ترقی وتمدن' یہاں سے یورپ والے اور مسلمانوں میں ایک شبہہ نزاع دور جاہلیت سے چل رہا ہے، جو قرآن میں سورہ تکاثر کی آیات میں بیان ہوا ہے، یورپ والے مسلمانوں کو قرون وسطیٰ والے کہتے ہیں جبکہ مسلمان یورپ والوں کو کہتے ہیں ''تم نے پہلے قرون اولیٰ کی زندگی گزاری ہے'' پدرم سلطان بود اس وقت ہم ترقی وتمدن میں تھے جبکہ تم وحشی زندگی گزار رہے تھے۔اس کے علاوہ آپس میں یہ بھی ایک نزاع چل رہا ہے کہ ترقی کی کیا علامات ہوتی ہیں، فلاں ترقی میں ہے فلاں ابھی بھی پسماندہ ہے، کم وبیش یہ نزاع یہاں کے مسلمانوں اور حکمرانوں میں رہا ہے حکمرانوں کی کوشش رہی ہے کہ اپنی بیوی بیٹی بہنوں کو باہر کے وزراء وصدور سے ہاتھ ملوائیں یہ ان کے ساتھ کھڑی ہو جائیں نیلام گھروں میں اداکاروں کی حوصلہ افزائی کریں۔سابقہ دور کی طرح ہندو و مسلم بغیر کسی امتیاز کے ساتھ چلیں آپس میں رشتہ کریں۔بعض علماء حضرات جو دینی جماعتوں کے بانی یا کارکن ہیں وہ ان کے حامی ہیں جو ان مسائل میں عوام کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کچھ دیر کے لئے مذاکرات کرتے ہیں، پھر اس پر مستزاد ان کا کہنا ہوتا ہے ہم کسی صورت میں اسلام کے منافی تغیرات برداشت نہیں کریں

گے۔

ضروری ہے ہم ان دونوں کے درمیان قضاوت کرنے سے پہلے ترقی وتمدن کے کتنی انواع واقسام، کیفیت مراتب و درجات کیا ہیں نیز خود ترقی وتمدن کے کیا اہداف ومقاصد ہوسکتے ہیں بیان کریں تاکہ معلوم ہو کہ ترقی کن چیزوں میں ہوتی ہے؟ کس مد میں ترقی وتمدن ہوئی ہے؟ اس کو دیکھیں۔ترقی اور تمدن انسان کے لئے ہوتی ہے۔ترقی اور تمدن انسان غیر مترقی کی زندگی میں کیا اثر وکردار منفی و مثبت رکھتی ہے؟ یہاں سے مسلمان، مغرب اور ان کے ہمنواؤں کا محور الگ ہوجاتا ہے، اسلام کہتا ہے ترقی انسان کو اپنے مقصد سے نزدیک کرتی ہے مقصد کی طرف کھینچتی ہے۔

یہاں ترقی اور تمدن کے بارے میں فیصلہ کرنا ضروری ہے جب یہ بات واضح ہوگی کہ ترقی اور تمدن باہر سے آتا ہے یا انسان نے خود کرنی ہے؟ یا دین نے کر کے دینا ہے؟ یہاں دو نظریات چلتے ہیں۔

ا۔ترقی اور تمدن خود انسانوں نے نہیں کرنا ہے بلکہ باہر سے لانا ہے، لیکن یہ عام بازار میں نہیں ملتی بلکہ اس کے مخصوص عکاظ ہوتے ہیں بلکہ اس کے لیے باہر والوں سے معاہدہ کرنا پڑتا ہے اس کے لئے کچھ شرائط جاننا پڑتی ہیں۔اس نظریے کے حامل افراد کی دین کے خلاف غلاظت گویاں ہر آئے دن بڑھتی جاتی ہیں جہاں وہ کہتے ہیں دین نے ہمیں پیچھے رکھا ہے مثلاً عرب سرزمین والے کہتے تھے دین نے ہمیں کیا دیا ہے ہمارے علاقے گرم ہیں کیا ہمیں پنکھا لگا کر دیا ہے؟ وہ علماء جو ہمارے خمس، کھالیں اور فطرہ لیتے ہیں وہ کیا ترقی دیں گے؟ دین تو ترقی وتمدن کی راہ میں رکاوٹ اور پاؤں کی بیڑیاں ہیں۔ان کی مثال عید سے قریب کے دنوں

میں عورتوں اور بچوں جیسی ہے جو چوڑیوں اور نئے لباس کو ترقی وتمدن سمجھتے ہیں کھیل کود میں مردوں اور عورتوں کی تمیز کو ختم کرنا ہے، مسلمان اور کافر کی تمیز کو ختم کرنا ہے، علماء کی ذمہ داری نہیں کہ وہ خواتین کی خودکشی وخودسوزی کو روکیں ورنہ ان کے ساتھ وہی حشر کریں گے جو یورپ والوں نے دین مسیح والوں سے کیا تھا۔ترقی پسند وروشن خیال علماء کا کہنا ہے ترقی دین اسلام کے اہم عنصر میں سے ایک ہر قسم کا کھیل کھیلیں مثلاً کرکٹ، شطرنج وغیرہ سب کھیلیں۔اس میں فکر دقیانوس رکھنے والے پیش پیش ہوتے ہیں۔ترقی کے کتنے مراتب ودرجات ہیں؟

۱۔انسان کے خانہ وآشیانہ، گلی محلّہ اور علاقہ وملک میں ترقی کرنی ہے۔

۲۔وسائل نقل وحمل اونٹ گھوڑے گاڑی ٹرین ہوائی جہاز۔

۳۔قدرت غلبہ تیر وتلوار سے لے کر راکٹ لانچر جدید میزائل اور ڈرون وغیرہ۔

۴۔ذرائع ابلاغ ومواصلات خطابت اشعار گوئی ڈرامہ، فلم، سینما، ریڈیو، ٹی وی۔

۵۔دولت سازی، زراعت، تجارت وصنعت مویشی پالنا، آف شور کمپنیاں بنانا۔

۶۔علوم وفنون کی اقسام وانواع

۷۔ماکولات ومشروبات

۸۔ترقی وتمدن کس کی ذمہ داری ہے افراد وجماعات، علماء دانشوران یا حکومت کی۔

۹۔نشر دین وشریعت۔

ترقی وتمدن، عزت وغیرت وطنی ودینی خود کرنی ہے یا ترقی وتمدن سے دین کو حاصل کرنا ہے۔ترقی اور تمدن دین میں رہ کر کرنا ہے یا دین سے آزاد ہو کر کرنا ہے؟ یا دین کی ترویج واشاعت ونفاذ سے کرنا ہے؟ جب تک یہ فیصلہ نہیں ہوگا ترقی وتمدن کا مزہ نہیں ایک گروہ جنہیں مجدد دین کہتے ہیں ان کا کہنا ہے۔

۱۔کچھ دے کر کچھ لے کر سودا بازی کرنی ہے۔

۲۔سب کچھ دے دو ہر صورت میں ترقی کرنی ہے۔

۳۔ہم نے دین پر رہنا ہے دین پر جینا دین پر مرنا ہے ہمیں ترقی نہیں چاہیے۔

۴۔ترقی دین میں رہتے ہوئے ملے تو لیں گے ورنہ نہیں لیں گے۔

دین وترقی:۔

دین یعنی ایک ایسی طاقت وقدرت مطلقہ جو آپ کی خلوت وجلوت پر نظر رکھنے والے کی طرف سے نازل ہے، آپ کو یہاں حکم عدولی کیلئے کچھ عرصہ کیلئے محال تو چھوڑا ہے لیکن آپ اس کے عذاب سے نہیں بچیں گے، آگے خطرناک موڑ بنایا ہوا ہے آپ کو کسی بھی وقت یہاں سے اٹھا سکتا ہے کہ جس طرح ملک میں ریاست مخالف، باغی یا کسی اور کیلئے کام کرنے والوں کو کسی بھی وقت اٹھا کر لا پتہ کر سکتے ہیں۔ ہرگز یہ خیال نہ کریں آپ اس سے چھپ جائیں گے، آپ اس کی آزمائش کرنا چاہیں تو جس طرح حکومت کی پکڑ سے بچنے کیلئے حیلہ بہانہ کرتے ہیں اس طرح اس کی طاقت سے بچنے کے فارمولے بنائیں جہاز کا ٹکٹ، پناہ گاہ مجرمین کا ویزا تیار رکھیں یا دہری شہریت بنا کر رکھیں، اور اس کے قابض الارواح کے آنے پر اس کے قابو میں نہ آئیں۔

اگر آپ خود کو اس کا بندہ تسلیم کرتے ہیں، کسی نہ کسی دن یہاں سے جانے پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ اس کی کتاب میں بتائے ہوئے حدود و قیود میں رہ کر ترقی کریں۔

۱۔حدود یہ ہے کہ مال جو آپ کے پاس جمع ہے وہ خالص آپ کا نہیں وہ آپ کے پاس امانت ہے کیونکہ جہاں سے آپ نے کمایا ہے، زمین اس کی ہے، پانی اس کا ہے، آپ کے اعضاء و جوارح اس کے ہیں، یہ آپ اور اللہ کے درمیان شراکت داری ہے، آپ ہر جگہ جہاں چاہیں خرچ نہیں کر سکتے ہیں۔اگر اللہ کے عاصیوں یا دین روکنے والوں کی معاونت کی تو آپ سے سوال ہوگا حساب لیا جائے گا۔

۲۔آپ کے پاس موجود مال میں مسلمانوں، فقیر، مسکین، ابن سبیل وغیرہ کو بھی حصہ دینا ہوگا۔

۳۔آپ کو یہاں سے جانا ہے مال یہاں چھوڑ کے جانا ہے۔

ترقی کی دو تصویریں بنتی ہیں۔

۱۔ہر شخص کسی نظام مافوق کی سلطنت مطلقہ بلا چون و چرا میں ہے منحرف والے اس کی گرفت سے نہیں نکل سکتے ہیں چاہے وہ کتنا حیلہ بہانہ تلاش کریں۔

۲۔ترقی بت عصر تمدن، ترقی عصر معاصر کا معبود ہے، ہم اس کی پرستش کرتے ہیں۔

ترقی پسندان دونوں میں سے کس کا انتخاب کریں گے؟ مغرب والے اس سے بلاخوف فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن مسلمانوں کو کیا مل رہا ہے؟ اس کی مثال ہمارے ماتمسراؤں کی انتظامیہ اور ماتمی دستوں جیسی ہے۔ نذورات، عطیات انتظامیہ کے بنک میں جمع ہوتے ہیں، اور ماتمی دستے صرف جبری سینہ مارتے

ہیں۔نظام ترقی کے فائدے ورلڈ بنک میں جمع ہوتے ہیں وہاں سے اصل سرمایہ دارکو جاتے ہیں، یہاں ترقی کا سینہ مارنے والوں کیلئے نواز و بلاول وعمران سوائے دنیا میں بدبختی آخرت، راہ اللہ سے روکنے والوں کی سزا ہاتھ، پیٹھ، سر ماروں جیسی ملے گی۔

ترقی اور تمدن سے دین کا کوئی رشتہ ہے:۔

ترقی اور تمدن انفرادی زندگی سے نکل کر اجتماعی زندگی گزارنے کو کہتے ہیں، جنگل وصحراء اور بے سروسامانی سے نکل کر وسائل وذرائع والے مسکونیات میں سکونت کوترقی وتمدن کہتے ہیں۔اس حوالے سے ترقی اور تمدن کی کوئی حد نہیں ہے۔ دنیا میں بسنے والے انسانوں میں ترقی کے حوالے سے تین گروہ پائے جاتے ہیں۔

ا۔ترقی ساز قوم یعنی ایک ایسی قوم جو ابتکار و اختراعات اور وسائل میں ترقی ایجاد کرتی ہے۔

۲۔دوسری قوم جوترقی نہیں کرتی بلکہ وہ ترقی خریدتی ہے بطور مثال ایران اور سعودی عرب والوں کے ہر گھر میں تیل سے مالا مال ہونے کی وجہ سے یورپ میں موجود تمام مترقی سامان ان کے ہاں پایا جاتا ہے۔

۳۔تیسری قوم ترقی استعمال کرنے والی ہے ہمارا ملک ترقی کرنے والا نہیں بلکہ ہم ترقی خریدنے والے ہیں آیا آگے ہم ترقی کرسکیں گے یا نہیں؟ آئیں دیکھتے ہیں ترقی کی کتنی مثالیں ہیں۔

من جملہ ترقی کے وسائل میں سے ایک وسائل سفر ہیں، نقل وانتقال کے وسائل میں ریل گاڑی، جہاز رانی ہے، ہمارے ملک کے ہر شہر میں ریل جہاز کی رسائی وسائل ابھی تک میسر نہیں ہیں، اس کی وجہ سے ادارہ جہاز رانی وریل والوں

کے پاس بجٹ کی کمی ہوسکتی ہے وسائل کی کمی ریل و جہاز استعمال کرنے کی عوام کے پاس توانائی نہ ہونے کی وجہ سے جہاز رانی جوایک کثیر الفوائد کاروبار ہے ہم اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں ریل گاڑی اور جہاز رانی کے ادارے مختصر عرصے میں صاحبان سرمایہ بنتے ہیں، ان کے ادارے ہر آئے دن رونق حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے جہاز بھی ساری دنیا کو جاتے ہیں لیکن سننے میں آیا ہے ہمارے دونوں ادارے خسارے میں جاتے ہیں آخر کیوں خسارے میں جارہے ہیں؟ سوال زیادہ پیچیدہ نہیں ہے کیونکہ ان اداروں پر تنہا اس کے ملازمین کا بوجھ نہیں ہے، دوسرے اداروں سے ہٹ کے دگنی چگنی تنخواہوں کے بعد ہر قسم کی سہولتیں بھی دی جاتیں ہیں بلکہ ملازمین کے بیوی بچوں اور والدین بھی مفت سفر کرتے ہوئے دنیا کے چکر لگاتے ہیں اس کا بوجھ بھی ادارے پر پڑتا ہے۔ دوسری طرف سے جہاں سو ملازمین کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ۷سو سے زیادہ ملازمین سیاسی پارٹیوں نے بھرتی کئے ہوئے ہیں اس طرح بھی ادارے پر اضافی بوجھ ڈالا گیا ہے۔ منگل ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ ص ۸ پر اخبار دنیا میں آیا ہے کہ کرپشن کے باعث ملکی قرضوں کا بوجھ ۱۹ ہزار ارب سے تجاوز کر گیا ہے، اسی طرح اس روز کے امت اخبار میں آیا ہے وزیر اعظم ہاؤس کے نام پر ساڑھے آٹھ کروڑ کا فراڈ ہوا ہے یہ کیوں ہو رہا ہے؟ آپ نے کہا ترقی میں دین کا دخل نہیں ہے چلیں دین کو آپ نے بے دخل کیا ہے اب آپ جتنی بھی لوٹ مار کریں گے آپ پر کوئی ناظر و نگران نہیں ہے۔ دین کی بے دخلی ہی کی وجہ سے ملک کے سیاستدان، تاجر اور مذاہب کے سربراہان سب کرپشن میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ پاکستان کرپشن کے لئے مثال بن چکا ہے۔ ملک کی ترقی کے تمام وسائل فراہم ہیں لیکن خیانت

کاروں کی وجہ سے امانت داری مفقود ہے۔ پاکستان میں تنخواہ خوار کتنی تعداد میں موجود ہیں ہمیں معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ بہت سے اداروں میں چپڑاسی سے لے کر اعلیٰ سربراہ تک ملک کے مال کو چوری کرتے ہیں اور بعض ملک سے باہر سرمایہ کاری کئے ہوئے ہیں۔ ایسا سب کچھ کیوں ہوا ہے اس لئے ہوا ہے کہ آپ نے دین کو بے دخل کیا ہے۔

چنانچہ آج اس ملک میں جب بھی الحادی گروہوں کو طاقت وقدرت میں دیکھتے ہیں فوراً کانفرنسیں سیمینار شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ پرویز مشرف کے آنے کے بعد سے صوفیوں کی کانفرنس واجتماعات شروع ہوئیں اور الطاف غدار نے پہلے مرحلے میں حمایت کی قادری، گیلانی اور قریشی وغیرہ کی انھیں تائید وحمایت حاصل رہی ہے۔

قارئین کرام مندرجہ بالا تمام نظریات دین کے بارے میں مجددین کے ہیں لیکن آئیں دیکھتے ہیں کہ دین کیا ہے؟ آیا انسان جینے کے لئے دین کے بغیر چل سکتا ہے یا نہیں اور اگر بغیر دین جئیں گے تو کیا ہوگا، دین کو ساتھ چلائیں گے تو کیا ہوگا اور دین کے اندر رہ کے جئیں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ دین کی جو تعریف قرآن میں آئی ہے وہ مذکورہ بالا تمام تفاسیر کو یکسر مسترد کرتی ہے۔ دین انسان کے خمیرہ وجود میں سے ہے، دین بغیر انسان متصور نہیں ہے۔ دنیا کو اس وقت جو پریشانیاں اور مصیبتیں عارض ہیں وہ فقدان دین اور خلع دین کی وجہ سے ہی لاحق ہیں۔ یہاں سے یہ کہہ سکتے ہیں زمان فرعون کے ساحرین جاہل اور ان پڑھ لوگ تھے اسی لئے جلدی موسیٰ کے سامنے تسلیم ہو گئے تھے لیکن ہمارے دور کے ساحرین بڑے بڑے عالم نے اپنا دین چھوڑنے کی تلقین کی ہے۔

تاریخ دیانت:

بعض مؤرخین ادیان نے تاریخ پیدائش دین و دیانت کو انسانی فکر کی ترقی و تطور سے مربوط کیا ہے یعنی فکر دینی مولود جہل بشری ہے لیکن محققین مدققین تاریخ بہ دیانت لکھنے والوں نے کہا ہے تاریخ بشریت میں علوم و معارف اورفنون سے عاری وخالی اقوام آپ کوفراواں ملیں گی لیکن تاریخ بشری میں کوئی جگہ،کوئی قوم،کوئی ملت کوئی زمانہ نہیں ملے گا کہ جہاں کوئی دین نہ ہونا ممکن ہے۔ہوسکتا ہے کہ کوئی شہر بغیر دیوار بغیر ثروت ودولت ، بھوک و پیاس میں مبتلا ہوآداب و اخلاق ثقافت شجاعت وشہامت سے عاری ہولیکن کوئی قوم وملت ایسی نہیں ملے گی جہاں کوئی معبد خانہ نہ ہو، جہاں کے لوگ کسی ہستی کے سامنے خاضع وخاشع نہ ہوتے ہوں ۔یہاں سے ہم اطمینان قطعی اوریقین کامل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ ادیان ہی تاریخ انسانیت ہے جب سے زمین پرانسان نے قدم رکھا ہےاس وقت سے دین ودیانت شروع ہوئی ہے بلکہ انسان اوردین و دیانت ایک ہی وقت میں زمین پر اترے ہیں لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں تاریخ انسان تاریخ دین وایمان ہے لہٰذا یہ بات ایک کھلا جھوٹ ہے جہاں کہتے ہیں کہ انسان پہلے ملحد ومشرک تھے اور بعد میں دین ان پرٹھونسا گیا ہے۔

ضرورت دین:

قرآن اورسنت نبی کریمؐ میں دین سے متعلق کلمات تکرار سے آئے ہیں، کہ دین کے دشمنوں کے ساتھ ظاہری اور باطنی دونوں محاذوں پرنبرد آزما ہونا ضروری ہے، ورنہ اس کی مثال یوں ہوگی کہ جب یہ خبر بیرونی دشمنوں کو ملے گی کہ مسلح افواج اپنے داخلی مسائل میں مصروف ہیں، محاذوں پرموجودفوجی برائے نام ہیں ان سے

مقابلے کے لیے یہ بہتر موقع ہے۔جب یہ سنیں گے فوج محاذوں پر مصروف ہے اسلام دشمن ملک دشمن اندرون ملک کاروائیاں شروع کریں گے، دشمنوں کا جمہوری ملکوں سے یہ شکوہ رہتا ہے کہ اگر جنگ کی ضرورت نہیں ہے تو اتنی فوج کی کیا ضرورت ہے اور کہا جاتا ہے کہ فوج کو کم کریں جیسا کہ پرویز دور میں یہ افواہ تھی کہ پاکستان اپنی فوج کو کم کرے گا۔ایسی صورت میں ملک سرحدوں پر طاقت کھو بیٹھتا ہے معلوم نہیں فوج نے اس نقصان سے بچاؤ کے لئے کس حد تک خود کو تیار کیا ہے۔

کسی چیز کی تجدید یا تبدیلی کی ضرورت اس وقت آتی ہے جب اسکی مدت بقاء یا ضمانت کا دور ختم ہو جاتا ہے۔جیسے ایک عمارت میں استعمال ہونے والا مواد ایک خاص عرصے تک اس عمارت کو باقی رکھ سکتا ہے۔اس کے بعد اسے تبدیل کرنا چاہیے،اس کو آج کل کے زمانے میں گارنٹی کہتے ہیں۔شریعت اسلام کی تجدید کا مطالبہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ دین اسلام کی فعالیت کا دور ختم ہو چکا ہے،اب یہ دین ترقی یافتہ بشر کی قیادت نہیں کرسکتا ہے لہٰذا اس کی تجدید ہونی چاہیے۔اس تحریک کا آغاز یورپ میں صنعتی انقلاب کے بعد قیادت کلیسا کی شکست و ہزیمت اوران کی چھٹی کے بعد سامنے آیا ہے یورپ عالم اسلام میں استعماری بھیڑیئے لیکر یہاں آیا اوراس تحریک کا اعلان کیا۔

یہ دین حیات سے بھرا نشاط سے پر ہے اس کی حیات کا سرچشمہ خشک نہیں ہوتا ہے، ہر زمان ومکان کے لئے سازگار ہے۔اسلام زندگی کے ہر طور طریقے ہر دور اور ہر اجتماع کے لئے مددگار ہے۔لیکن اسلام ابوالحسن ندوی اور بزعم بعض مستشرقین ومستغربین مغرب کسی خاص زمانے کے لئے نہیں ہے وہ پتھروں اور رسومات کے جھگڑے میں نہیں پڑتا ہے۔یہ ایک دین زندہ ہے رسالت خالدہ اور

حیات ابدی والا دین ہے، جس طرح آسمان وزمین وہوا یکساں نظر آتے ہیں اس طرح انسان میں تمام کمال یکجا جمع کیے گئے ہیں اللہ نے اسلام آنے کے بعد کسی دین کے آنے کے لئے موقع نہیں چھوڑا ہے انسان کسی نئی رسالت کا نیاز مند نہیں ہے، دین اسلام جہاں دین آخری وعالمی ہے، امت اسلام امت آخر ہے یہ امت مامور ہے کہ وہ اس آسمانی رسالت کو تمام کرّہ ارضی والوں تک پہنچائے۔

احیائے دین:

کلمہ احیاء کے دیگر مشتقات کو ملا کر ان کی کل تعداد ایک سو نوے ہے۔کلمہ احیاء کا ایک معنی مادہ لغت کی جانب سے ہوتا ہے دوسری تعریف صیغۃ سے ہوتی ہے تیسری تعریف بضد ہوتی ہے اس حوالے سے حیات ضدِ موت ہے کلمہ احیاء مصدر حیات ہے جس کے معنی کسی چیز کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا احیاء مقابل موت ہے یعنی کسی مردے کو زندہ کرنا ہے۔ہمیں ان تین کلمات کا جائزہ لینا چاہیے:

۱۔حیات ۲۔موت ۳۔احیاء

علماء کا کہنا ہے دین مرتا نہیں زندہ ہی رہتا ہے لہٰذا احیاء کا مفہوم ہی نہیں بنتا ہے۔ یہاں سے علماء نے کہا احیائے دین سے مراد احیائے دین نہیں بلکہ احیائے فکر دین مراد ہے، جس چیز نے دین کو معطل کر رکھا ہے وہ دینی فکر کا نہ ہونا ہے اس کو معاشرے میں رواج دینے کو احیاء کہتے ہیں۔ دین کا ایک تصور، فکر اور حقیقت سے ہے اس کے لئے عوارض پیش آتے ہیں جس طرح دیگر حقائق کو لاحق ہوتے ہیں، دین کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں جس طرح پانی اپنے چشمے سے صاف شفاف نکلتا ہے آگے سے اس میں آلودگیاں شامل ہوتی ہیں چنانچہ جو دین حضرت نوح سے

شروع ہوا ہے ہر دور میں اسے آلودہ ومخلوط کیا گیا اور جو چیز دین میں نہیں تھی اس کو دین میں شامل کیا گیا لہٰذا جو چیز دین میں نہیں تھی اور اسے بعد میں شامل کیا گیا اس کو نکالنا احیاء دین ہے۔اسی طرح جو چیزیں دین میں تھی اور اسے بعد میں نکال دیا گیا تو اسے واپس شامل کرنا احیاء دین ہے۔

اللہ نے اپنے دین کا نام اسلام رکھا ہے۔لہٰذا نبی کریمؐ کی رحلت کے بعد اس دین کو اس نبیؐ سے منسوب نہیں کر سکے جیسا کہ یہودی اور نصرانیوں نے کیا تھا، دین تورات کو موسوی اور انجیل کو عیسوی کہتے ہیں لیکن یہ دین اسلام ہی ہے کہ نبی کریمؐ کے جانے کے بعد بھی اس کا نام بدلا نہیں دین اسلام ہی رہا لیکن بدقسمتی سے شیاطین کے بہکاوے میں آ کر مسلمانوں نے یہودیوں اور نصرانیوں کی پیروی کرتے ہوئے کسی نے خود کو محمدی کسی نے جعفری کسی نے حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی کہنا شروع کر دیا۔میمون، ابی الخطاب اسدی، عجلی، جعفی، مفعل بن عروہ جیسے لوگوں کے بنائے گئے مذہب کو نہ تو لوگ اسلام کہیں گے اور نہ اللہ اس کو قبول کرے گا لہٰذا انہیں ضرورت پڑی کہ اس کو رسولؐ اللہ سے نسبت دیں۔چنانچہ انھوں نے کہا شیعہ کی بنیاد رسولؐ اللہ نے ڈالی ہے تا کہ اسے تحفظ ملے۔اس کے مقابل میں سنی ہیں جنہوں نے اپنے نام کو سنت رسولؐ سے نسبت دی اور کہا ناجی فرقہ اس پر عمل پیرا ہو گا۔چور جھوٹے مسائل پر احاطہ نہیں کر سکتے چاہے کتنی ہی مہارت کیوں نہ رکھتے ہوں۔دین اللہ کا ہے محمدؐ کو بھی اس میں تبدیلی کی اجازت نہیں، دین قرآن ہے۔اس طرح ان لوگوں نے قرآن وسنت کے مقابل اجتہاد بنایا ہے، اجتہاد کا معنیٰ جو علماء بیان کرتے ہیں کہ جس چیز کے بارے میں قرآن وسنت میں حکم نہ ہو اسکے بارے میں حکم بنانے کو اجتہاد کہتے ہیں۔چونکہ تنہا ترقی کو نہیں لانا تھا لہٰذا

انہوں نے کڑی شرط لگائی کہ ترقی وتمدن لینے کیلئے مشروط ترقی کرنا ہوگی تو مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہوئے۔

ا۔دین کی بجائے ترقی کواپناؤ یعنی بغیر کسی شرط کے اپناؤ۔

۲۔دین پر رہنا ہے، یہ چیزیں ہمارے دین کے لیے ناسور ہیں ان کواپنانے کے لیے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔

۳۔ہمیشہ منفی اور مثبت کے درمیان رہیں واسطہ پسند کرتے ہیں، اصلاح کراتے ہیں جوموافق ملے اسے لیتے ہیں۔

مسلمان تین گروہوں میں تقسیم ہوئے لیکن پہلا گروہ کامیابی سے پھیلتا رہا، ان کومکمل آزادی تو نہ مل سکی مثلاً ترقی لینے کیلئے بنیادی ایک شرط یہ تھی کہ بعض واضح محرمات کومباح قراردیں، واجبات کوچھوڑیں۔

کہا جاتا ہے کہ دوسرادور چودہویں صدی ہجری کے پہلے بیس سالوں میں اور انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں شروع ہوا ہے،اس دور میں بھرپور طریقے سے مسلمان غرب نواز ہوگئے۔تعلیم ،ثقافت ،اجتماع ،اقتصاد، سیاست غرض انہوں نے سب کچھ مغربی طرز پر چلایا۔

تیسرادور چودہویں صدی ہجری کے نصف میں شروع ہوا کہ یہ دو بہ دو، دوش بدوش زمانے کے ساتھ چلنے لگے۔اس دور کے اور پہلے دور کے مجددین کودیکھنا ہو گا۔

چوتھا دور سیکولرزم کا دور ہے،جس میں باقاعدہ الحادی نظام قائم کئے جانے لگے۔یہاں دوبحثیں ہیں ایک مسلمانوں میں سے تجدید دین کیلئے جن کوانتخاب کیا ہے وہ دین سے کس حد تک، کہاں تک رشتہ رکھتے تھے کتنا دین سے وابستہ تھے ان

کی تاریخ دیکھنی ہوگی کہ وہ دین کو کہاں تک جانتے تھے اور دین پر ان کا کتنا ایمان تھا اور انہوں نے کیا کیا دین میں تجدید کی ہے کونسے نکات میں تجدید لائے ہیں آیا ان سے پہلے آغاز ہو چکا تھا یا ان ذوات نے اس کو آخری شکل دی ہے؟

دین کے نام پر فقہ:

اس سے پہلے بھی تجدید کی کاوش کی گئیں تھیں، اس کی بنیاد پہلے رکھی تھی اس میں اختلافات پائے جاتے ہے پہلے مرحلے کے بارے میں کہ اس کا آغاز کب ہوا تھا جس دن شریعت کے نام پر فقہ کا نام آیا میدان میں قرآن وسنت کی جگہ فقہ اسلامی آیا اس دن سے دین کی تجدید کی شروعات ہوئیں یا یوں کہیں کہ تجدید دین کا آغاز اجتہاد سے ہوا ہے۔ اجتہاد کا آغاز دوسری صدی کی پہلے پچاس سال میں شروع میں ہوا ہے آئمہ اربعہ متجدد دین تھے چنانچہ مسلمان ان کو متجدد دین میں شمار کرتے ہیں جب دین کی تجدید پیغمبر سے ممکن نہیں تو یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ فقہاء اربعہ نے کیا خیانت نہیں کی ہے؟

۱۔ مذہب حنفی وشافعی دونوں نے حدیث اور فتاویٰ کو ملا کر چلایا ہے۔

۲۔ شافعی دو مذہب کے مالک ہیں مذہب قدیم جو بغداد میں چلتا تھا مذہب جدید جو مصر میں چلتا ہے۔

۳۔ احمد بن حنبل کی ترجیح حدیث پر تھی تاہم وہ بھی فتاویٰ چلاتے تھے۔

۴۔ فقہ جعفری دوسروں سے زیادہ مشکوک فقہ ہے کیونکہ انہوں نے صراحتاً کہا ہے ہم فقہ کو سنت سے نہیں لیتے بلکہ اہل بیت سے لیتے ہیں لہٰذا اس کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔ پہلے تینوں مذاہب میں حدیث رسولؐ ہونے کا احتمال ہو تو سنت عملی رسول اللہ نہیں ملے گی یہاں بھی اجتہاد کرتے ہیں۔

۵۔ان چاروں قسم کی فقہ کو عمق واستدلال حقیقت آوریا واقعیت سے نزدیک نہ ہونے کی بنیاد پر پذیرائی نہیں ملی بلکہ چاروں کی چاروں فقہ نے وقت کی حکومت کی پذیرائی سے رواج پایا ہے۔حکمرانوں کی دین و دیانت اپنی جگہ چنداں واضح نہیں بلکہ وہ ظلم وستم اور جور وخطاء میں مشہور تھے۔

یہ تمام اقسام فقہ امت اسلامیہ کے لئے اللہ کی طرف سے باعث سعادت نہیں بلکہ جس دن سے انہوں نے فقہ کی بنیاد رکھی عمداً بقصد افتراق وانتشار تشتت مادام الدہر عدم النجاۃ کے لازوال اصولوں پر بنائی ہے،جس کے اثرات ابتداء سے الی یومنا ھذا مثل بیکٹیریا انتشار کی طرف سرعت سے رواں دواں ہے۔امت مسلمہ کو چار اقلیم میں تقسیم کیا ہے بلکہ ہر گھر کو تقسیم کرنے کا کردار ادا کیا ہے۔اصول فقہ پر موجود کتب یا موسوعات ضخیم صرف ان سے منسوب نہیں بلکہ ان میں دوسروں کا بھی حصہ ہے۔ہم سے بارہ سوسال پہلے جینے والوں کے بارے میں اطمینان قلبی سے نہ اعتماد کر سکتے ہیں نہ ان کی برائیوں پر نقد جاری کر سکتے ہیں،لیکن ان کی متروکات فقہ میں ان کی ہی تصریحات کے مطابق تمام تر توجہ قرآن اور محمد کو کنارے پر لگانا نظر آتا ہے۔اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔جن ذوات کی طرف یہ اپنی اپنی فقہ کو نسبت دیتے ہیں انہوں نے اپنی فقہ کو تقلیدی انداز میں لینے یا طاقت وقدرت سے نافذ کرنے کیلئے نہیں کہا تھا بلکہ ہر ایک نے اس سے منع کیا ہے۔

۲۔عراق میں ابو حنیفہ کے بعد ان کے شاگرد قاضی ابو یوسف خصومات و تنازعات کو حل کرتے تھے۔ابو یوسف اہل مدینہ میں سے تھے زیادہ تر حدیث سے متاثر تھے قیاس کی طرف مائل نہیں تھے ابو حنیفہ کے شاگرد ہونے کی بنیاد پر ان کی

متعارف کردہ فقہ کو فقہ ابو حنیفہ کہتے ہیں۔

۳۔مصر میں رفع نزاعات کی خاطر ظاہر بربیس نے محاکم شرعیہ میں بحالت مجبوری چاروں فقہ کی اجازت دی تھی۔مصر میں ایک طویل مدت ۲۹۷ھ تا ۵۶۷ھ فقہ فاطمی چلتی رہی اس وقت فقہ جعفری کیوں نافذ نہیں کی گئی؟ جبکہ فاطمی امام جعفر صادق کو مانتے تھے۔

۴۔امام مالک مدینہ میں ہوتے تھے اور مدینہ والے ان کی پیروی کرتے تھے امام مالک حدیث مرسلات سے استناد کرتے تھے۔

اگر یہ ذوات اس وقت علم کی دنیا پر چھائی ہوئی تھیں تو ان کے جانے کے بعد امت کا واسطہ دوسرے فقہاء سے بھی ہوا ان میں کیا نقائص تھے؟ وہ لوگ ناقل فتاویٰ کی بجائے خود مفتی نہیں بن گئے تھے، اگر یہ لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے تو ان کے اساتید بھی اپنے زمانہ کے نوابغ تھے۔یہ ذوات نبی نہیں تھے نا ان پر وحی اتری تھی وہ اپنے دور کے قابل و فاضل عالم تھے نہ کہ گزشتگان سے افضل و برتر تھے اور نہ ہی آئندہ کے لئے ان جیسی ذوات کا آنا ممکن نہیں۔تبدیل شرائع آسمانی کے بارے میں یہودیوں پر اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ ان کی شریعت کیوں منسوخ ہوئی ہے تو اس پر آیات نازل ہوئی ہیں﴿ما ننسخ من آیۃٍ .بقرہ ۱۰۶ ﴾اگر ہم آیت کو اٹھائیں تو اس سے بہتر آیت لائے ہیں جو چاروں انبیاء کی شریعت سے بہتر ہے، ان کی شریعت منسوخ ہوگئی لیکن ابو حنیفہ، مالک اور شافعی کی فقہ منسوخ نہیں ہوسکتی اگرچہ کوئی ان سے بہتر ہی کیوں نہ ہو۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سے پہلے علماء کو ایسا مقام کیوں نہیں ملا تھا یا انکے بعد والوں کو ایسا مقام کیوں نہیں ملا ہے؟ یہاں مسئلہ ہمارے لئے دو حال سے خالی نہیں اگر یہ ذوات ناقل روایات

تھیں تو دیکھنا ہوگا انہوں نے کہاں سے اخذ کیں ہیں اور دوسرا ان سے نقل کرنے والے کون ہیں۔

۵۔موجودہ دور کے علماء کی آراء ونظریات خالص ابوحنیفہ یا خالص شافعی کی آراء ونظریات پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ ان کے شاگردوں کا حصہ بہت زیادہ ہے۔

رجال دین میں تبدیلی۔

تاریخ اسلام میں تجدید دین کہاں سے شروع ہوئی ؟ بعض کا کہنا ہے انیسویں صدی کے آخر میں جمال الدین افغانی اور سر سید احمد خان نے شروع کیا ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ بات یا اس قسم کی تدلیس عرصہ سے چل رہی ہے، یہ کام باطنیہ کے وزیر اطلاعات اخوان الصفاء نے چوتھی صدی سے شروع کیا تھا جہاں انہوں نے کہا تھا ہم دین کو علم سے دھوئیں گے، اب اس کو مستشرقین کی گردن میں لٹکاتے ہیں۔ اس کو واسط کہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ہے ہمیشہ اہل تجزیہ خرد والے اجتماعی مسائل سے واقف کہتے ہیں ایک دفعہ جنگلات کے وکیل نے عدالت میں اپنا تعارف کیا کہ میں جنگلات کا وکیل ہوں میرا مقدمہ انسانوں پر ہے وہ ہمیں کاٹ کاٹ کر تباہ کر رہے ہیں ان پر پابندی لگائیں۔ فاضل جج نے سوال کیا آپ غلط بیانی تو نہیں کر رہے؟ کیونکہ کوئی کسی کے علاقے میں داخل ہو نہیں سکتا جب تک ان کو تحفظ دینے والے اندر علاقہ سے نہ ہوں۔ وکیل نے کہا نہیں ہمارا کوئی ان کے ساتھ نہیں ملا ہے۔ تو جج نے پوچھا وہ جنگلات کس آلے سے کاٹتے ہیں، کہا کلہاڑی سے تو جج نے کہا کہ کلہاڑی سے تب تک نہی کاٹ سکتے جب تک اس میں لکڑی کا دستہ نہیں ہوگا۔

تجدید دین کا پہلا مرحلہ قرآن اور سنت کو فقہ بنانے والوں سے شروع ہوتا

ہے،جس دن امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی کو مآخذ مصدر دین بنایا تو وہ پہلے مجدد دین ہیں، کیونکہ ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ اگر قرآن میں نہیں، سنت پیغمبر میں نہیں تو میں خود فتویٰ دوں گا، میں کسی سے کم نہیں۔ابوحنیفہ کا کسی سے پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا ، ہے، نہ ہی ان پر وحی ہوئی ہے اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں اپنی طرف سے فتویٰ دوں گا۔ جب وہ اپنی طرف سے فتویٰ دیں تو دوسرے کیوں نہ دیں؟ جب ابو حنیفہ، مالک، شافعی یا جیسا کہ گھڑا ہے کہ امام صادق نے فتویٰ دیا تو اس کو دین الٰہی تو نہیں کہہ سکتے۔تجدید دین یہاں سے شروع ہوئی، ۱۵۰ھ سے شروع ہوئی، شریعت نبی کو چھوڑ کر، نبی کے راستے پر چلنے والے کو چھوڑ کر، نبی کے باوفاؤں سے منہ موڑ کر ان کے مطعون والوں کو اوپر لائے۔ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی خلفاء راشدین کے خلاف تھے۔ یہ تینوں نئے اسلام کے داعی تھے۔دین اسلام قرآن ہے سنت وسیرت عملی محمدؐ نمونہ تطبیق اسلام ہے،جس خاندان پرستی کو حضرت محمدؐ نے میدان عرفات میں دفنایا تھا ان تینوں نے کیوں زندہ کیا؟ جہاں انہوں نے نفس ذکیہ کو اٹھایا۔قرآن میں آیت ہے ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ..العمران..۱۱۰﴾ ایک جماعت حکومت کی حامی ورضا کار، اور ایک خوارج کے نقش قدم پر چل کر حکومت سے جنگ و بغاوت کرتے ہیں تو یہ سب اسلام مخالف اصول پر چلے۔

تجدید دین کا ایک طریقہ صالحین کو کنارے پر لگا کے فاسدین یا مجہول الحال، غیر معلوم افراد کو اوپر لانا یہ دوسری تجدید ہے۔ چاروں خلفاء کو تاریخ اسلام میں دیکھیں تو چاروں کے چاروں مظلوم ہیں، ابوبکر وعمر پر لعن کرنا، شیعہ علی کو اللہ کے مقام پر علام الغیوب بنانا، متصرف اکوان بنایا، دین کے مجری ومحافظ پیش کرنے کی

بجائے دنیا بھر کے کچرہ علوم کا خازن پیش کیا۔ حسین بن علی کے قیام مقدس کو معنی مفہوم سب مسخ کر کے مشرکین کے مردوں پر رونے والی، چوڑی والی عورتوں کی سنت کا احیاء کیا، جو کچھ کر رہے از ماتم واعیاد سب اسلام میں تجدید نہیں تو اور کیا ہے۔علی کا نام دین کی حفاظت کرنے والے کے طور پر نہیں لیتے، کیا علی علم کا مجسمہ تھے؟ علم کہاں سے نکلا ہے؟ علم شیطان سے نکلا ہے، علم استعمار سے نکلا ہے، علم اخوان الصفاء کی وراثت ہے۔ دین اور علم کا کوئی رشتہ نہیں ہے، علم کی تعریف باطنیہ نے کی ہے، علم کی احادیث مولویوں نے باطنیہ کو خوش کرنے کیلئے جعل کی ہیں۔ علم انسانی زندگی کے لئے مواقع تلاش کرنے کا نام ہے، دین زندگی کے وسائل تلاش کرنے کا نام نہیں ہے، دین انسان کو شہوات، خواہشات، چیزوں سے کنٹرول کا نام ہے، دین اوپر سے منزل ہے نیچے سے نہیں جاتا ہے۔ علم نیچے سے نکلا ہے۔ اوپر اور نیچے یکجاء جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔

ابو بکر وعمر پر لعن کر کے پیچھے کیا، علی کو مجسمہ علم بنا کر پیچھے کیا، عثمان کو ہزار ہا تہمتیں لگا کر پیچھے کیا، اور دین اللہ دین پیغمبر کے سارے مصادر و تاریخ میں دیکھیں تو ابو ہریرہ سے قائم ہے، ابو ہریرہ کون تھے؟ ان کا خاندان کیا تھا؟ حسب نسب کیا ہے؟ اس کا علم کتنا ہے؟ کہاں سے آیا؟ علم رجال میں دیکھو اس کا حسب نسب کیا ہے، دیکھو ابو ہریرہ نے کہاں کہاں سے نقل کیا ہے۔ دین کو تہہ و بالا کرنے والے ابو ہریرہ اور اصول کافی میں موجود امام صادق کے نام نہاد اصحاب ہیں جو معتزلہ اور اشاعرہ سے مربوط تھے۔ انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ ہر ایک نے الحاد کی ہر جگہ بات کی، یہ جعفر جعفی، جابر ابن حیان، ہشام ابن حکم، یہ زرارا سارے کے سارے معتزلہ کے افراد تھے۔ سہل ابن زیاد، زنادقہ کے رواۃ ہیں۔

مجددین میں سے کس کو انتخاب کرنا ہوگا؟

اگران کے اچھے ہونے اور نیک نیت ہونے کے بارے میں فیصلہ قرآن و سنت نبی کریمؐ کے تحت کرنا ہے جہاں کہا ہے اگر امت کے درمیان کسی مسئلے کے بارے میں اختلاف ہوجائے تو اسے قرآن وسنت محمدؐ کی طرف پلٹانا ہے، حکم قرآن ،سنت نبی کریمؐ جو حکم کریں اسی کو اپنائیں۔حضرت علی نے حق اور باطل کی پہچان کے لئے فرمایا ''حق کے ذریعے اہل حق کو پہچانیں'' چنانچہ اس کے لئے کوئی دوسرا فارمولا نہیں ہے جبکہ یہاں شخصیات کے ذریعے حق کو نہیں پہچانا جاتا ہے بلکہ یہ حاطب لیل جیسے ہوں گے جو اندھیرے میں لکڑی تلاش کریں۔جنگ جمل میں ایک شخص نے حضرت علی سے سوال کیا:

آپ پیغمبر اکرمؐ کے پروردہ و چہیتے داماد ہیں اور ام المومنین حضرت عائشہ نبی کریمؐ کی زوجہ ہیں اسی طرح طلحہ وزبیر آپؐ کے برجستہ وباوفا صحابی تھے ہم کیسے فیصلہ کریں کہ آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ گمراہ ہیں یا یہ لوگ حق پر ہیں اور آپ گمراہ ہیں ان حالات میں ایک عام انسان کہاں جائے۔یہ منطق جو آج بھی دین سے رہائی چاہنے والوں کی ہے جہاں وہ بار بار کہتے ہیں کہ عام آدمی بے چارے کہاں جائیں علماء کو چاہیے پہلے وہ مل بیٹھ کر فیصلہ کریں اور پھر عوام کو سنائیں لیکن یہ منطق سابق دور سے منطق ضالین و مغضوب علیھم کی رہی ہے اور رہے گی۔یہ دین سے فرار چاہنے والوں کا بہانہ ہے اس منطق والے یہ بھی کہہ سکتے ہیں آدم صفی اللہ اور ابلیس باہم مل بیٹھیں اور آپس میں فیصلہ کر کے عوام کو سنائیں۔اختلاف ہمیشہ حق و باطل کے درمیان میں ہوتا ہے باطل کبھی حق کو تسلیم نہیں کرتا اور حق کبھی باطل کو تسلیم نہیں کرے گا لیکن اگر اختلاف مفاد کی خاطر ہے تو یہاں امریکہ وروس بھی ساتھ

بیٹھ سکتے ہیں کچھ دو کچھ لو کے اصول کے تحت کچھ عرصہ کے لئے صلح ہو جائے گی چنانچہ حضرت علی نے اس شخص کے جواب میں فرمایا تم نے غلط راستہ اپنایا ہے تمہیں ہدایت نہیں ملے گی کیونکہ تم نے حق کو شخصیات کے ذریعے جاننا چاہا ہے جو کہ ممکن نہیں اگر تم حق کے ذریعے شخصیات کو پہچانتے تو یہ صحیح اور آسان طریقہ تھا۔ یہاں مجدددین کا مسئلہ یہی ہے کہ وہ شخصیات کے ذریعے حق کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں نہ کہ حق کے ذریعے شخصیات کو پہچاننے کی۔

۱۔حق کے ذریعے باطل کو پہچاننا بالکل مشکل نہیں ہے تھوڑا وقت لگے گا جو قرآن اور سنت وسیرت طیبہ حضرت محمدؐ کو پہلے دن سے سمجھنے کی کوشش میں ہوں تو انہیں جلدی سمجھ میں آئے گا سب مل کر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں سمجھ میں آجائے گا۔

۲۔بد قسمتی سے مسلمانوں نے شناخت دین کے لئے شخصیات کو اپنایا ہے، حق کو شخصیات کے ذریعے پہچاننے کا طریقہ گمراہ کن طریقہ ہے پہلے مرحلے میں اسلام کو سمجھنے کے لئے آئمہ اور اصحاب کو اپنایا تو یہ طریقہ پہلے سے ناکام تجربہ ثابت ہوا، اس کی واضح مثال حکمین کے ذریعے جنگ صفین کا فیصلہ تھا۔اجتہاد و تقلید اور مجدد دین کے حامیان چاہتے ہیں مجدددین کو رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے انمول نمونہ کے طور پر پیش کریں۔ان حضرات کا کہنا ہے ہمیں محمد علی جناح کی سیرت پر چل کر پاکستان کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنا ہے، علامہ اقبال کی سیرت و گفتار کی روشنی میں اسلام کو پیش کرنا ہے، ہمیں جمال الدین افغانی کی سیرت پر چل کر امت مسلمہ میں بیداری پیدا کرنی ہے، ہمیں محمد عبدہ کی سیرت پر چلنا ہے، ہمیں امام خمینی کی سیرت پر چلنا ہے یا فلاں فلاں کی سیرت پر چلنا ہے۔

یہ طریقہ مفاد پرستوں، دھوکہ بازوں اور فریب کاروں کا طریقہ کار ہے کہ دنیا سے گزرنے والوں کی اقتداء میں ہی رہنا ہے۔ایک مسلمان کے لئے محمد علی جناح علامہ اقبال جمال الدین افغانی سے لے کر صحابہ کرام و آئمہ اطہار تک میں کونسی خصوصیات وترجیحات ہیں جو حضرت محمدؐ میں نہیں تھیں، حضرت محمدؐ میں نعوذ باللہ کونسی خامی تھی جو ان میں نہیں تھی بلکہ مفاد پرستوں نے خود بعض رہنماؤں کو گمراہی کے راستے پر لگایا اور ابھی بھی انہی کے نام سے گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔آغائے عارف کے ذریعے پی پی کی خاطر ضیاء الحق کی مخالفت مول لی اور بے نظیر کے اقتدار کی حمایت کرائی گئی اور فسادی کنونشن کرایا گیا لیکن انھوں نے قرآن و نبی کریمؐ کو فراموش خانے میں ڈالا ہے۔

اگر ان کو غلط ٹھہرائیں تو کہتے ہیں آپ کیسے کہتے ہیں وہ غلط تھے آپ بدگمانی کرتے ہیں اور لوگوں کو بدظن کرتے ہیں لہٰذا ان کے حق میں یا ان کی مخالفت میں بات کرنا اور اوراق سیاہ کرنا اچھی بات نہیں ہے لیکن انسان مسلمان کو چاہیے وہ اس بات کو یاد رکھے کہ ہمارے اوپر اللہ قائم بالقسط حاضر و ناظر ہے، آگے قیامت ہے ہم نے مرنا ہے حساب و کتاب ہے نبی کریم محمدؐ نے دنیا سے گزرتے وقت کسی انسان کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اسی طرح آپؐ کے بعد کوئی بھی انسان مقام نبوت حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

ایمانیات وتشریعیات دین مبین اسلام

اگر اقتصادیات میں ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے یا ابتدائی کلاسوں میں مصطلحات اقتصادیات ، مصطلحات ہندسہ، سیاست بین الاقوامی تعلقات کی مصطلحات نہیں بتائیں گے۔دین اسلام کو جس روزگار طاعون زدہ کی مانند کا سامنا

ہوا ہے یہ باطنیہ کی مصطلحات قرآن کریم سے تلاعب کا نتیجہ ہے۔ یہ قرآن کریم سے مصطلحات اجنبی غیر مربوط بے معنی جا گزین کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ کلمہ دین کی جگہ مذہب، ایمان کی بدیل اعتقاد جا گزینی کی وجہ سے آج حوزات کے علوم غیر دینی سے مفرور عیاش افاضل دین و مذہب میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے اسلام کو ایک مشترک دین مشترک مذہب کو دین خالص گردانتے ہیں۔ اس کو کنارے یا غائب کر کے اپنی مذموم عزائم کو فروغ دینے کے لئے یہ اصطلحات وضع کی گئی ہیں۔ جیسے اصول دین، عقائد، تصور کائنات، جعل کی ہیں، یہ تمام مصطلحات قرآن کی مخالفت میں وضع کی گئی ہیں تا کہ ان کے خود ساختہ اعتقدات حاصل کریں چنانچہ ایمانیات کی جگہ عقائد، آیت کی جگہ معجزہ، سزا کی جگہ قبر، عالم الغیب کی جگہ غیب مطلق وضع کیں۔ اس بارے میں دلائل و براہین حد احصاء سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ عالم الغیب ﴿قُلْ لا أَمْلِکُ لِنَفْسی نَفْعاً وَ لا ضَرًّا إِلاَّ ما شاءَ اللَّهُ وَ لَوْ کُنْتُ أَعْلَمُ الْغَیْبَ لاَسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ ما مَسَّنِیَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلاَّ نَذیرٌ وَ بَشیرٌ لِقَوْمٍ یُؤْمِنُون. اعراف،۱۸۸﴾ ﴿وَ قالَ الَّذینَ کَفَرُوا لا تَأْتینَا السَّاعَةُ قُلْ بَلی وَ رَبِّی لَتَأْتِیَنَّکُمْ عالِمِ الْغَیْبِ لا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقالُ ذَرَّةٍ فِی السَّماواتِ وَ لا فِی الْأَرْضِ وَ لا أَصْغَرُ مِنْ ذلِکَ وَ لا أَکْبَرُ إِلاَّ فی کِتابٍ مُبینٍ . سباء۳﴾، ایمان بکتب سماوی ﴿وَ الَّذینَ یُؤْمِنُونَ بِما أُنْزِلَ إِلَیْکَ وَ ما أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُون. بقرہ۴﴾ ﴿وَ لَمَّا جاءَهُمْ کِتابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِما مَعَهُمْ وَ کانُوا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُونَ عَلَی الَّذینَ کَفَرُوا فَلَمَّا جاءَهُمْ ما عَرَفُوا کَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَی الْکافِرینَ. بقرہ ۸۹﴾

عالم اسلامی بالعموم و بالخصوص اپنے ملک عزیز مفتخر عالم اسلامی نام جذاب پر کشش یعنی پاکستان اپنی تاریخ میلاد سے الی یومنا ھذا ایمانیات وتشریعات اسلامی سے محروم ومظلوم رہا ہے،اسکی نسل نوممزوج ومشترک بین باطنیہ رہی ہے۔ نام نہادعلوم جدید پڑھنے والوں کے طنز ونقص دین پر موقع ملنے پرنہیں چھوڑتے جبکہ درسگاہائے حوزہ دینی لیس فی باطنیه او ظاهره او...من الدین ولا...

مذاھب

دین و مذاہب مسلم معاشرے میں یہ دونوں چل رہے ہیں لہٰذا ضروری اور ناگزیر ہے کہ ان دونوں کا واضح وجامع تعارف ہونا چاہیے تعریف کے بعد دونوں کا نسب بھی بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ تعریف بغیر بیان حسب ونسب ناقص نامکمل تصور ہوگی۔اہل فکرودانش تعریف میں خلل ونقص محسوس کریں گے ساتھ ہی دونوں کے درمیان تقابل کوبھی بیان کیا جائے کہ دونوں میں کس قسم کا تقابل پایا جاتا ہے۔

۱۔کیا تقابل والدوولد ہے؟ ۲۔تقابل جڑواں ہے؟

۳۔تقابل مالک وغلام ہے؟ ۴۔تقابل زوج وزوجہ ہے؟

۵۔صاحب یتیم خانہ ولقیط ہے؟ ۶۔تقابل باغیہ وطاغیہ ہے؟

بیان تقابل کے بعد سلسلہ نسب صحیح وغیر صحیح ،کلمات فصیح وبلیغ روشن بیان سے واضح کرنا ضروری ہے۔دین کے نسب کہاں تک جاتے اور کہاں تک رکتے ہیں۔ مذاہب کتنے باپوں کتنی ماؤں سے ملتے ہیں واضح کریں۔سلسلہ نسب کے بعد دونوں کے ساتھ حکم تعلقات کے بارے میں عقل وشریعت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔

کیا مذاھب دین کے مصادر کی تعداد کم وبیش فہم وادراک میں فرق سے بنے

ہیں؟ یا مذاہب مفتوحہ علاقوں سے آئے پناہ گزینوں کے اختلاف سے وجود میں آتے ہیں؟ یا دین میں متعدد ومختلف قوموں کے داخل ہونے سے بنے ہیں؟ یہ مذاھب کی تاریخ تاسیس اور موسسین دیکھنے سے واضح روشن ہوگا۔

نہ وہ دین کے بچے ہیں اور نہ بھائی، نہ غلام ہیں اور نہ متبنیٰ بلکہ وہ دشمن عنود وکنود دین ہیں خود کو مقنعہ دین لگا کر خاندان دین سے وابستہ دکھاتے ہیں وہ فرزند نابغہ زانیہ ہیں۔ مذاھب کے تاریخ پیدائش دیکھتے ہیں تاریخ اسلام میں سب سے پہلے تأسیس ہونے والا مذھب شیعہ ہے جو جنگ صفین میں لشکر علی سے الگ ہوکر معاویہ کو جتا کر علی کو شکست دینے والوں سے منسوب کرتے ہیں۔ مذاہب کا انتساب امام حسن کو معاویہ بن ابوسفیان کے حق میں استعفی پر مجبور کرنے والوں سے کرتے ہیں۔ مذاہب کا انتساب امام حسین کو وعدہ نصرت کی دعوت کے بعد خود حمایت کی بجائے روپوش ہونے والوں سے کرتے، مذاہب اہلسنت والجماعت علی امیر المومنین اور امام حسن مظلوم سے بے اعتناہی کرنے والوں، عقل کے ہوتے قرآن کی کیا ضرورت، اس کے بالمقابل منتوجات خراسان مرفوعات مرسلات کو وحی کہنے والوں سے کرتے ہیں، الحادیات میں یہ دونوں برابر ہیں۔ ان کے بعد مختیار ثقفی منافق نے اس میں تداوم رکھا اس صدی کے آخر میں شام میں یوحنا مسیحی جو عراق حجاز کے منافقین وایمان مشکوک وعمل میں تشکیک تفرقہ ڈالتے تھے۔ دوسری صدی کے آغاز میں ایک مذھب منافق ضد علی ضد امام حسین بنام معتزلہ وجود میں آیا بعد میں معتزلہ سے مذھب سنی وجود میں آیا، سنی یعنی خراسان وبخارا کے تدوین شدہ یا تدوین کردہ احادیث کو بھی وحی من اللہ کا درجہ دینے والوں سے شروع ہوا گویا دونوں کا وجود اسلام کے خلاف اسلام کی ضد میں اسلام سے دو بدو مزاحمتی جنگ

میں وجود میں آیا ہے۔

مذاھب کائنا ما کان بای اسم تنسب لغۃ و اصطلاح گرچہ اقرار کلمۃ اسلام یا مسلمان وقت ضرورت آنے پر کہتے ہیں انکا ھدف اصلی ونہائی یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام لیوا کوئی نہ ہو۔ حضرت محمدؐ اور آپ کی رکاب تھامنے والوں کا نام کوئی نہ لے، یہ الزام نہیں دلائل شواہد کثیرہ رکھتے ہیں حوالہ دیں گے۔

۱۔احکام قرآن کی جگہ فقہ بلا پدر و مادر ’’میری رائے یہ ہے‘‘

۲۔فقہ میں مسائل ضد قرآن متصادم بقرآن زیادہ سے زیادہ آجائیں۔

۳۔ نبی کریم کے منع کے باوجود لکھی احادیث سے استناد کریں کافی ہے جھوٹ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تا کہ قرآن کنارے پر لگائے۔

۴۔ اللہ کے واجب کردہ عبادات کے موازی میں نفلیات مستحبات بلکہ واجبات بھی جعل کی ہیں جس کا انجام جو بھی کہیں بد نیتی پر مبنی کا احیاء کر کے مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہوئے ہیں گھروں کے نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لیں ،زکوۃ و صدقات الحادیوں کے مشن میں صرف کریں، جعلی مزارات شعائر دین ہیں، صرف سہم امام جائز ہے، ٹی وی چینل میں فلم اشعار گوئی، قصائد شرکیات سے پر بوا شاہ عباس اشکال ندارد ہیں ۔واجبات قرآنی کی جگہ عزاداری موالید کی بدعات اختراع کی ہیں ۔شیعوں کے فرقے سوتک پہنچے ہیں اس میں فرق ملحدین کی تعداد بہت ہے لیکن بڑے پائے کے علماء قیادت سنبھال کر اسماعیلیہ، ملحدین ، ناسخ شریعت، مدعی الوہیت علی، قادیانی سب ایک ہیں کہتے ہیں۔ان کے حمایت یافتہ علماء کے بیانیہ میں فرق معمولی ہے قرآن ومحمدؐ کا نام لینا کراہت، محمدؐ کی جگہ علی نفس رسول ہے، بعض کہتے ہیں حضرت علی کی چند صفات ایسی ہیں جو پیغمبر میں نہیں،

حضرات حسنین حضرت محمدؐ سے افضل ہیں اللہ کی رضایت متوقف برضایت زھراء ہے۔ان کے عقائد اپنی من مانی کی بنیاد پر وجود میں آئے ہیں لہٰذا وہ کسی اصول کے تحت وجود میں نہیں آئے ہیں۔

عقائد نویسان نے عقائد شناسی کے لئے کوئی اصول وضع نہیں کیے ہیں قرآن سے استناد کئے بغیر احادیث ممنوع تدوین سے استناد کیا ہے۔

۱۔شیخ صدوق ۲۔شیخ مفید ۳۔سید مرتضٰی علم الہدی

۴۔حسن بن یوسف بن مطہر حلی۔ ۵۔نصیر الدین طوسی ۶۔مقداد ثوری

۷۔محمد حسین کاشف الغطاء ۸۔محمد رضا مظفر

۹۔محمد حسین طباطبائی ۱۰۔مرتضٰی مطہری ۱۱۔محمد حسین فضل اللہ

امامیہ کے پندرہ فرق ہیں فرقہ زیدیہ، جاوردیہ، امام حسن وحسین کے بعد محمد بن الحسن، نفس ذکیہ، سلمانیہ، اوحریریہ، بتریہ، امامیہ من الروافض، کاملیہ ان کا عقیدہ ہے خلفاء کافر ہو گئے کیونکہ انہوں نے علی کی بیعت نہیں کی۔علی کافر ہو گیا ان سے جنگ نہ کرنے کی وجہ سے، محمدیہ، باقریہ، ناوسیہ، عماریہ، اسماعیلیہ، موتریدیہ، قطعیہ، مبارکیہ، ہشامیہ۔

[فرق شیعہ ملل ونحل ۱۴۴] کیسانیہ، مختاریہ، ہاشمیہ، الحادثیہ، البھائیہ، رزایہ انتقال، امامت از علی محمد حنفیہ، زیدیہ، جاوردیہ، سیلمانیہ، امامیہ، باقریہ، جعفریہ، افطحیہ، استملیہ، اسماعیلیہ، اثنا عشریہ کثیر مولود ہے جس کی تعداد پہلی دوسری تیسری، دوسو پیدا کرتا ہے اس کی تولید رکتی نہیں ہے۔یہ تھے ایک تعریف جو ناقص و نامکمل رہی۔ مزید امتیازات جاری رکھ سکتے ہیں۔

دین پڑھے بغیر لقب حجۃ الاسلام بنے اور اسکی نشانی عمامۃ سر پر رکھتے ہیں،

دینی حلقات تو سرے سے نہیں ہیں۔ بنام عزادار کامیاب وہ شخص ہوتا ہے جو علیہ اسلام خرافات ابحاث غلات مردودہ کے اشعار سے استفادہ کرتے ہیں۔ نام اللہ ،قرآن اور حضرت محمد مصطفیٰ سے گریزی کرتے ہیں۔ بہرحال کلمہ مکرم پانچ وقت کی اذان میں سعادت حاصل ہوتی ہے۔

جبکہ تعریف انساب دین میں سب سے پہلے ذات باری تعالیٰ سے ہے اسلام کے سوا کوئی اور نام اس کو دین سے خارج کرتا ہے۔اس کا انتساب بخالق کائنات کسی اور سے نہیں ،اس کے اپنے مالک کے نزدیک قرب عزیز اس کے مظاہر عبادت و بندگی میں اس کا لائحہ عمل کا نام قرآن اس کا معلم مرشد سرور کائنات صاحب عرش عظیم سے قرب ہے اس کا آخری قیام جنت رضوان ہے دین کو سوائے اللہ سبحانہ کے کسی اور نے افتخار و اعتزاز نہیں دیا ہے سروران انبیاء و مرسلین افتخار و اعتزاز ہادی دین مبین کے معلم و مرشد ہیں۔

دین کب اور کہاں پیدا ہوئے ؟ تاریخ پیدائش مکان پیدائش کہاں تھے؟ دین کا سلسلہ نسب کہاں سے ملتا ہے؟ دین تطور فکر بشر ہے۔

۱۔دین انسانی زندگی میں کیا کردار رکھتے ہیں دین کو نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے؟

۲۔دین ترقی وتمدن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ دین کے بارے میں علم کیا کہتے ہیں؟

۳۔علم دین کہاں پڑھاتے ہیں؟

۴۔دین مخالفین کے بارے میں کس قسم کا سلوک رکھتے ہیں؟

۵۔دین کے بارے میں جدید اکتشافات کیا کہتے ہیں؟

۶۔کیا دین اور علم یکجاء ممکن ہیں؟

دین کے بارے میں جو یہ کہتے ہیں وہ ضد علم ہے کیا یہ بات درست ہے؟ ہم نے بہت اعلیٰ پائے کے علماء سے سنا ہے یا معتبر ذرائع نقل کیا ہے؟ کیا دین انگریزی زبان سیکھنے، علم فلسفہ پڑھنے کے خلاف ہے؟

ایسے اور بھی بہت سے سوالات منکرین اللہ ملحدین سیکولران منافقین نے چھوڑے ہے لیکن یہ باتیں پرانی ہیں۔کسی جگہ نماز نہ پڑھنے والوں پر جرمانے لگائے تھے چند دن کے بعد پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے نماز پڑھنے والوں پر جرمانے لگائے تھے۔دین اور ترقی کے بارے میں ایسا ہی ہے پڑھے لکھوں کو دین دار برے لگتے ہیں۔بعض نے ان سوالات کے بارے اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے، یہ سوالات بعض معاندین ،بعض سوفسطائین،فوضوین، جمعیات یہودی کی طرف سے اچھالے،چھوڑے ہوئے سوالات ہیں، یہ استصلام استفہامی سوالات نہیں ہیں ،انہیں جدال احسن کے ذریعے جواب دینا زیادہ مناسب ہوگا۔

علم کس چیز کا نام ہے؟ ترجمان وزیر اطلاعات باطنیہ نے واشگاف کلمات میں کہا ہے''ہم دین کو علم فلسفہ وحکمت دجالت سے دھوئینگے''۔

عطیات علم

علم نے دنیا انسانیت کو کیا دیا ہے؟ واضح وروشن ہے تمام شرافت وفضیلت کو ختم کر کے ماں ،بہن، بیٹی باپ، بھائی ، بیٹے کا تصور ختم کیا ہے۔مسلمان ملکوں کے ذخائر دولت کی جگہ اشاعۃ فحشاء،عداوت،شقاوت، کثافت رذالتو ں کے انبار لگائے ہیں،اسلام کے اساسوں کو مٹایا ہے،شیداؤں فدائیوں کو سب وشتم کا نشانہ

بنایا، اجتماعات میں سب وشتم کا رواج کیا ہے۔

علم نے انسان کو کہاں پہنچایا ہے؟

علم ویتنام کے پہاڑوں میں نظر آئیں گے، علم ابوغریب، گوانتانامو میں دیکھیں، علم کو افغانستان عراق میں دیکھ سکتے ہیں، علم کو کشمیر میں دیکھ سکتے ہیں، علم کو فلسطین میں دیکھیں، علم لوگوں کے لقمات حیات چھین کر میزائل بنانے، کوٹ کاٹ کر بم بنانے کو کہتے ہیں، علم ناموسوں کو چلتے راستوں سے پکڑ کر زیادتی کرنے کو کہتے ہیں۔

دین وعلم

دنیا میں جاری ختم ناپذیر جنگ تزاحم تراکم تعارض تناقص تصادم میں سے ایک جنگ بین دین وعلم ہے۔ اس جنگ کے بانی اسکی تاریخ بدایتی عداوت ودشمن یہود و مجوس ضد دین عیسی سے شروع ہوتے ہوئے اغفال یا تقفل کلیسا کے بعد مبارزہ ادیان میں نصاری بھی یہود و مجوس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس ضد ادیان جنگ کو ہر حوالے سے تقویت ملی۔ دین کے دو تصور چل رہے ہیں، دین یعنی ایک طاقت غیر مرئی کے سامنے خاضع وخاشع ہونا ہے گر چہ خرافات مذخرفات ہی کیوں نہ ہو انھیں ادیان وضعی کہتے ہیں یعنی ساختہ بشری ہیں۔ اسکے مقابل میں دین اسلام عزیز ہے۔ دین کا ایک معنی لغوی ہوتا ہے دین یعنی قہر وغضب، **الطاعة و الاذعان و الاسلام۔**

کلمہ دین کیلئے مختلف متضاد ومتناقص معانی پیش کئے ہیں۔

ا۔ عصر نہضت علمی کے آغاز سے مستشرقین ومستغربین مشرق زمین والوں نے دین کو خرافات مذخرفات اساطیر قرون اولی یا ما قبل تاریخ قرار دے کر دین کو تاریخ

کا سب سے بڑا کوڑا دان بنایا ہے کہ اس وقت دین سے شرمندگی آتی ہے۔دین اور علم کا یکجا جمع ناممکن ہے۔

۲۔دین میں نہضت علمی سے پہلے باطنیہ نے علم وفلسفہ سے دھوکر اس کے غسالہ کو پھینکنے کا کہا۔علم اور دین یکجا ناممکن بتایا ہے۔

۳۔مسلمانوں کی اعلیٰ درسگاہوں میں دین کے نام فلسفہ،عرفان،کلام پڑھنے والے متبحر علماء جو اپنی جگہ دین اور قرآن مخالفت کی وجہ سے اقطاب باطنیہ بنے ہیں انہوں نے دین خزعبلات کا مجموعہ بتایا ہے۔

۴۔تحقیق کے مطابق علم مردہ کے مدعی

۵۔دین کو دین مانند چیز کی صورت میں پیش کریں کہ دین بھی نہ ہو اور دینداروں کا مشغلہ بھی بنے،جیسے شعائر اعیاد وماتم،مراسم زواج،ولیمہ یا بے اسناد نوافل شبینہ وتراویح میں تمام ہوتا ہے۔اس کا انسانی زندگی خانوادگی،اجتماعی،اقتصادی،ثقافتی سے کوئی رشتہ رابطہ نہیں ہے بعض دیگر اس سے بھی آگے گزاف گوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں ''یہ دین انسان کو بے حس،مایوسی،قہقرائی،کہنہ پرستی،خاموش طبعی کا درس دیتے ہیں،یہ انسان کو ترقی تمدن آزادی یا حلم زیستی سے روکتا ہے،یہ دین انسان کو عقائد احکامات شرعیہ و چند رسومات کے قید وبند زندانوں میں حبس کرتا ہے''۔تعجب اور حیرت کی بات ہے بعض علماء دانشوران بھی انہی باتوں کو دھراتے ہیں جو دشمنان اسلام کہتے ہیں بعض مسلمان سیکولران یہ بھی کہتے ہیں دین اسلام کی تاریخ مکان پیدائش اور اس کے بانی اور مبتکر کو پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین تاریخ بشریت کے انتہائی پسماندہ خرافاتی،گناناتی دور میں پیدا ہوئے تھے،اُس دور کیلئے شاید مناسب ہو وہ کچھ عرصہ کیلئے تھے اب اس کا دور ختم ہو گیا ہے۔

بقول عالم مقتدر علماء وفقہاء سابق دور میں نسخ ادیان کیلئے اللہ انبیاء بھیجتے تھے، یہ عمل عصر معاصر میں مجتہدین کرتے ہیں۔ چنانچہ خود مسلمانوں سے ایسی شخصیات نابغہ نکلے ہیں، مراد احمد خان و محمد اقبال ہوں گے، یہ دونوں نمک خوران صلیبین مستشرقین کی تلقینات بدون کم و بیش الف انار، ب بکری جیسا پڑھتے تھے لہٰذا اقبال کے دین سے متعلق اشعار قرون وسطیٰ والوں جیسے محسوس ہوتے ہیں جنہوں نے تجدید دین کا شعار بلند کیا ہے، جھنڈا لہرایا تھا۔ ابھی تو بہت سے ایسے علماء دانشوران نکلے ہیں جو علماء وفقہاء سے مطالبہ کر رہے ہیں اپنے دین میں تجدید و اجتہاد کریں۔ ان تمام قیل و قالات سے واضح ہوتا ہے دین اسلام اس دور کیلئے قطعاً سازگار نہیں ہے۔ اس وقت پوری دنیا ایک ہی گاؤں کی شکل بن چکا ہے اب تو انسانوں کو غیب پرستوں سے نکلنا چاہیئے۔

فی زمانہ دین کے نام پر یہ سب رائج ہوا ہے۔

۱۔ دین انتخاب زوجہ وشوہر پر استخارہ کرنا جیسا کہ مشرکین کرتے تھے۔

۲۔ دین مراسم ازدواج اور ہر بڑا کام تاریخ دیکھ کے کرنے کی ہدایت دیا علم نے زواج تاخیر کر کے فعل حرام نامشروع کو آگے لایا ہے۔

۳۔ دین یعنی اللہ بابا کہنے والوں کو صدقات دینا۔

۴۔ دین عام جگہوں پر روڈوں پر لنگر لگانا جیسا کہ تحریک انصاف نے شروع کیا۔

۵۔ دین یعنی اعیاد منانا جیسا کہ مسیحین کرتے ہیں۔

۶۔ دین یعنی عزاداری، اسلام کے خلاف مشقیں، جیسا کہ جاہلیت میں عورتیں اپنے مردوں کے لئے کرتی تھیں۔

۷۔دین یعنی اللہ سے دعا مانگنے کے لئے وسیلہ انتخاب کرنا جیسا کہ بت پرستی والے کرتے ہیں۔دین بت خانوں کوسجانے کو کہتے ہیں۔

۸۔دین خواتین کووارث کی جگہ جہیز دینا جیسا کہ عباسی کرتے تھے۔

۹۔ دین یعنی قرآن کی جگہ سنت رسول ،سنت رسول کی جگہ سنت اہلبیت و اصحاب اوران کی جگہ فتاویٰ مفتیان پرعمل کرنا۔

۱۰۔ دین یعنی توحید نبوت آخرت کی جگہ آزادی حریت مساوات عدالت معارضہ نقد کرنا۔

۱۱۔دین یعنی زکوۃ کی جگہ خیرات دینا۔

۱۲۔دین یعنی دین کووقت حالات کےساتھ سازگار بنانا۔

۱۳۔دین یعنی عورتوں کوآگے کرنا۔دین یعنی قوامیت مردوں کا خاتمہ کر کے خواتین جہاں چاہیں جس کے عقد میں جائیں،آزادی ومختاری دینا جیسا ہے۔

۱۴۔دین یعنی سودخوری میں آزادی دینا۔

۱۵۔دین یعنی آنکھ بند کر کے تقلید کرنا۔

۱۶۔دین یعنی دجال کی آمد عیسی کا نزول مھدی کا انتظار کرنا۔

۱۷۔دین یعنی نذرونیاز دینا۔

۱۸۔دین یعنی عربی فارسی پڑھنا۔

۱۹۔دین یعنی خدمت خلق کرنا جس میں مومن وکافر کا فرق ختم کرنا۔

۲۰۔دین یعنی دیارکفروالحادکی شہریت لینا۔ ۲۱۔کیا دین کی علم کے بعدضرورت نہیں رہتی؟

۲۲۔دین خودعلم کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۲۳۔دین یعنی حب اللہ اسقاط تکالیف شارع مقدس ذوالجلال کو نسخ کرنا
۲۴۔دین یعنی عیدیں منانا
۲۵۔فقراءمساکین کا خیال
۲۶۔دین یعنی مردوں کے سوئم وچہلم منانا
۲۷۔دین یعنی تراویح یا شبینہ پڑھنا
۲۸۔دین یعنی داڑی رکھنا
۲۹۔دین یعنی ضدالدنیا
۳۰۔دین یعنی آزادی،تمھاری مرضی ہے ایمان لائیں نہ لائیں،ہم مجبور نہیں کرتے۔
۳۱۔دین یعنی عدالت
۳۲۔دین یعنی کسب حلال
۳۳۔دین یعنی وسعت قلبی۔

دین ماالدین وماادراک مالدین:

دین مقائیس ج ا ص ۱۴۲۸

د.ی.ن، اصل واحد اليه يرجع فروعه كلها. و هو جنس من الانقياد و الذل فا الذين الطا عة دان له يدين دينا. اذا اصحب و انقاد.

کتاب شعراوی ج ۱۸ ص ۱۰۱۱۱ پر آیا ہے مدین نام یکے از اولاد ابراھیم تھے بعد میں ان سے پھیلنے والی قوم کا نام مشہور ہوا۔ بعد میں جہاں شعیب مبعوث ہوئے تو اس جگہ کا نام مدین ہوا۔

مدین ﴿وَ إِلى مَدْيَنَ أَخاهُمْ شُعَيْباً فَقالَ يا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ لا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدين. عنکبوت ۳۶﴾ ﴿أَ لَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَ عادٍ وَ ثَمُودَ وَ قَوْمِ إِبْراهيمَ وَ أَصْحابِ مَدْيَنَ وَ الْمُؤْتَفِكاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّناتِ فَما كانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لكِنْ كانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ .توبه ۷۰﴾ ﴿وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقاءَ مَدْيَنَ قالَ عَسى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَني سَواءَ السَّبيلِ . قصص ۲۲﴾ ﴿وَ لَمَّا وَرَدَ ماءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودانِ قالَ ما خَطْبُكُما قالَتا لا نَسْقي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعاءُ وَ أَبُونا شَيْخٌ كَبير ،قصص ۲۳﴾، ﴿إِذْ تَمْشي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلى مَنْ يَكْفُلُهُ فَرَجَعْناكَ إِلى أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُها وَ لا تَحْزَنَ وَ قَتَلْتَ نَفْساً فَنَجَّيْناكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنَّاكَ فُتُوناً فَلَبِثْتَ سِنينَ

فی أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يا مُوسى. طہ:۴۰﴾۔
لیکن دین اسلام مسلمانوں کا بنایا ہوا دین نہیں ،دین اسلام اللہ کا دین ہے دین اسلام کا واحد مصدر قرآن ہے،مسلمان حقیقی کی نشان تعظیم وانقیاد قرآن ہے، توہین ہمز لمز قرآن کرنے والے مسلمان سورہ منافقین والے ہیں۔اس کو لانے والے محمدؐ ہیں۔محمد نبی اللہ ہونے کی دلیل قرآن ہے لہٰذا دین اسلام کا ایک ہی مصدر ہے،اس مصدر کی تعریف بھی تعریف محمدؐ وعلی نہیں ،تعریف صحابہ بھی نہیں ، تعریف علماءنہیں ،تعریف قرآن تعریف خالق انسان ،خالق مکون کون اللہ سبحانہ جل جلالہ ہے،تعریف حلیہ تعریف خود مبدع خالق قرآن ہے۔ایک مبین بیان کرنے والا ہے۔ان کی ۲۳ سال زندگی کی راوی مجموع امت ہے۔
ماہرین ومحققین موشگافیان نے کلمہ دین کے کئی معانی بتائے ہیں۔عربی زبان کے معانی جاننے والوں کا کہنا ہے معنی دین ایک قدرت غیر محدود وغیر مخلوق ''لا الہ الا اللہ'' فرعون وہٹلر بھی اس کے ارادہ ومشیت کے سامنے خاضع و ذلیل و بے بس ہیں جب وہ چاہتا ہے کسی کو یہاں سے اٹھائیں تو کسی کی مجال نہیں لمحہ بھر بھی ٹھہر جائیں۔عربی زبان کا طریقہ دوسری زبانوں سے مختلف ہے عربی کلمۃ کا ایک مادہ ہوتا ہے یعنی جن حروف کی ترکیب سے یہ کلمۃ بنا ہے دوسرا صیغہ بتاتے ہیں اس کا معنی کچھ اضافہ کے ساتھ بتاتے ہیں۔جیسے کلمہ کوثر کا مادہ کثیر ہے جب اس کا صیغہ مبالغہ بنائیں گے اس کے معنی کثرت در کثرت ہوگا،اس کا سادہ معنی بنائیں گے تو ختم ناپذیر ہوتا ہے۔مذاہب سے وابستہ افراد کے دلوں شعور واحساسات میں ظاہر و باطنی مفسرین کے دلوں میں محمدؐ اور قرآن کے بارے میں حسد وحقد یعنی عداوت عاص بن وائل سے کئی گونہ زیادہ ہے۔

کلمات عربی دو قسم کے بتاتے ہیں ایک کو فعل لازم کہتے ہیں یعنی فعل ذکر فاعل پر ختم ہوتا ہے اس کو مفعول نہیں چاہیئے ۔دوسرا اس کو متعدی کہتے ہیں یعنی وہ فاعل پر اکتفاء قناعت نہیں کرتے وہ میرا مفعول کہاں مجھے اپنا مفعول چاہیئے ۔بعض افعال حروف جر کے ذریعے بھی مفعول لیتے ہیں۔تعدی بہ حروف کے حساب سے ہوتا ہے۔دیگر زبانوں کے کلمات کے معانی لغت میں دیکھ کر معلوم کرتے ہیں جبکہ عربی کلمات کا موارد استعمال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔جس کی چند صورتیں بنتی ہیں۔

۱۔جن حروف سے یہ کلمۃ بنا ہے اسے مادہ کہتے ہیں۔

۲۔معنی صیغۃ ،عربی زبان دوسری زبانوں سے مختلف ہے دوسری زبانوں میں صیغہ ہوتا ہی نہیں یا بہت کم ہوتا ہے۔

۳۔اس کے مادہ دو قسم کے ہوتے ہیں فعل لازم فاعل پر قانع رہتا ہے مفعول نہیں لیتا ہے،خود مفعول طلب کرتے ہیں۔

۴۔توسط حروف سے معنی بدل جاتا ہے۔

لہٰذا کلمۃ دین کے معانی لغت میں دیکھنا ہوگا۔کلمہ دین قرآن کریم میں بہت حد تک تکرار سے آیا ہے جو کلمات تکرار سے آئے ہیں وہ بہت سے معانی میں استعمال کئے ہیں۔جن کلمات کے معنی ایک سے زیادہ ہیں ان کیلئے علماء نے خصوصی توجہ مبذول کیا ہے کہ یہ کتنے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں ان میں ایک کتاب نزھۃ الاعین فی علم الوجوہ والنظار تالیف ابن جوزی ص۲۴ پر اس کے مصادیق بیان کئے ہیں۔

﴿لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. انعام

۱۲۳﴾ ﴿وَ ما تَنقِمُ مِنَّا إِلاَّ أَنْ آمَنَّا بِآياتِ رَبِّنا لَمَّا جاءَتْنا رَبَّنا أَفْرِغْ
عَلَيْنا صَبْراً وَ تَوَفَّنا مُسْلِمينَ . اعراف۱۲۶﴾ ﴿رُبَما يَوَدُّ الَّذينَ كَفَرُوا
لَوْ كانُوا مُسْلِمينَ. حجر۲﴾ ﴿وَ يَوْمَ نَبْعَثُ في كُلِّ أُمَّةٍ شَهيداً عَلَيْهِمْ مِنْ
أَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنا بِكَ شَهيداً عَلى‏ هؤُلاءِ وَ نَزَّلْنا عَلَيْكَ الْكِتابَ
تِبْياناً لِكُلِّ شَيْ‏ءٍ وَ هُدىً وَ رَحْمَةً وَ بُشْرى‏ لِلْمُسْلِمينَ . نحل
۸۹،﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَما سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى اللَّهِ وَ
أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمينَ. یونس۷۲﴾ ﴿وَ جاوَزْنا بِبَني‏ إِسْرائيلَ
الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُودُهُ بَغْياً وَ عَدْواً حَتَّى إِذا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ
قالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لا إِلهَ إِلاَّ الَّذي آمَنَتْ بِهِ بَنُوا إِسْرائيلَ وَ أَنَا مِنَ
الْمُسْلِمينَ. یونس. ۹۰﴾

دین کا معنی یعنی اسلام

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلامُ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذينَ أُوتُوا الْكِتابَ
إِلاَّ مِنْ بَعْدِ ما جاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ وَ مَنْ يَكْفُرْ بِآياتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ
سَريعُ الْحِسابِ. عمران۱۹﴾ ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتي‏ وَ رَضيتُ لَكُمُ الْإِسْلامَ ديناً فَمَنِ اضْطُرَّ في‏ مَخْمَصَةٍ
غَيْرَ مُتَجانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحيمٌ . مائدہ۳﴾ ﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ
الْإِسْلامِ ديناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخاسِرينَ. عمران
۸۵﴾ ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلامِ وَ مَنْ يُرِدْ أَنْ
يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقاً حَرَجاً كَأَنَّما يَصَّعَّدُ فِي السَّماءِ كَذلِكَ
يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذينَ لا يُؤْمِنُونَ. انعام۱۲۵﴾، ﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ

مِـمَّـنِ افْتَـرى عَـلَـى الـلَّـهِ الْـكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعى إِلَى الْإِسْلامِ وَ اللَّهُ لا يَهْـدِى الْقَوْمَ الظَّالِمين. صف۷ ﴾ ﴿أَ فَـمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلامِ فَهُـوَ عَلى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولئِكَ فى ضَلالٍ مُبينٍ. زمر۲۲ ﴾ ﴿وَ حَـفِـظْـناها مِنْ كُلِّ شَيْطانٍ رَجيمٍ . حجر۱۷ ﴾ ﴿وَعَـدَ الـلَّـهُ الْمُؤْمِنينَ وَ الْمُؤْمِناتِ جَنَّاتٍ تَجْرى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خـالِدينَ فيها وَ مَساكِنَ طَيِّبَةً فى جَنَّاتِ عَدْنٍ وَ رِضْوانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذلِكَ هُـوَ الْـفَوْزُ الْعَظيمُ. توبہ۷۲ ﴾ ﴿ذلِكَ بِـأَنَّهُـمْ قـالُوا لَنْ تَمَسَّنَا الـنَّـارُ إِلَّا أَيَّاماً مَعْدُوداتٍ وَ غَرَّهُمْ فى دينِهِمْ ما كانُوا يَفْتَرُونَ. عمران ۲۴ ﴾ ﴿وَ أَوْفُـوا بِـعَهْـدِ الـلَّـهِ إِذا عـاهَـدْتُـمْ وَ لا تَنْقُضُوا الْأَيْمانَ بَعْدَ تَوْكيدِها وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفيلاً إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ما تَفْعَلُونَ . نحل ۹۱ ﴾ ﴿قُلْ نَـزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذينَ آمَنُوا وَ هُدىً وَ بُشْـرى لِلْمُسْلِمينَ . نحل۱۰۲ ﴾ ﴿فَلَـمَّـا أَحَسَّ عيسى مِنْهُمُ الْـكُفْرَ قالَ مَنْ أَنْصارى إِلَى اللَّهِ قالَ الْحَوارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ اشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ. عمران۵۲ ﴾ ﴿وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِمَّنْ دَعا إِلَـى اللَّهِ وَ عَمِلَ صالِحاً وَ قالَ إِنَّنى مِنَ الْمُسْلِمينَ . فصلت۳۳ ﴾ ﴿وَ إِذا يُتْـلـى عَـلَيْهِـمْ قـالُـوا آمَـنَّـا بِـهِ إِنَّـهُ الْـحَقُّ مِنْ رَبِّنا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمينَ . قصص۵۳ ﴾ ﴿وَ لا يَـأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلائِكَةَ وَ النَّبِيِّينَ أَرْبـابـاً أَ يَـأْمُـرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. عمران۸۰ ﴾ ﴿يا أَيُّهَا الَّـذيـنَ آمَـنُـوا اتَّـقُـوا اللَّهَ حَقَّ تُقاتِهِ وَ لا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. العمران ۱۰۲ ﴾ ﴿الَّـذيـنَ آمَنُوا بِآياتِنا وَ كانُوا مُسْلِمينَ . زخرف۶۹ ﴾

﴿رَبَّنا وَ اجْعَلْنا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَکَ وَ أَرِنا مَناسِكَنا وَ تُبْ عَلَيْنا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. بقرة۱۲۸﴾ ﴿تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهارِ وَ تُولِجُ النَّهارَ فِي اللَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشاءُ بِغَيْرِ حِساب. عمران۶۷﴾ ﴿وَ إِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَ بِرَسُولِي قالُوا آمَنَّا وَ اشْهَدْ بِأَنَّنا مُسْلِمُون. مائدہ۱۱۱﴾ ﴿وَ وَصَّى بِها إِبْراهِيمُ بَنِيهِ وَ يَعْقُوبُ يا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفى لَكُمُ الدِّينَ فَلا تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. بقره ۱۳۲﴾۔

دین اللہ کا دین ہے

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلام. .العمران. ۱۹﴾ ﴿وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلامِ ديناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ . .العمران. ۸۵﴾

جب دین اللہ کا ہے تو دین شناسی کی کتاب بھی اللہ ہی سے یعنی اللہ ہی کو دینی ہوگی ، جو اللہ نے بھیجی ہے اس کتاب میں اس کے چار نام آئے ہیں،قرآن ،کتاب،ذکر،فرقان۔

دین کے اجزاء کو الگ الگ کر کے اس کے حصوں کو فروخت کرنے کے منصوبے کیلئے صوفیوں نے اس کی اجزاء بندیاں کیں ہیں۔

۱۔دین اسلام اللہ اور بندے کے درمیان رشتے رابطہ کا کام کرتا ہے، جو صوم وصلاۃ حج وزکوۃ ہوتا ہے۔

فطریۃ التدین:

دین ایک ضرورت اقتصادی ہے عمل اور مال میں ربط جوڑتا ہے کسب وانفاق

دین سے چلتا ہے دین ضرورت عسکری ہے۔دین اس وقت رشد کرتا ہے اپنے پیروان میں تزحیہ فدا یہ چیزیں کسی اور طاقت کیلئے ممکن نہیں ایمان باللہ فکری ہے ایمان اسلام فطری ہے جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے ﴿فَأَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتی فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْها لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذٰلِکَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَ لکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُونَ﴾ (روم۳۰)

فطرت فطر سے ہے فطر کا معنی ابتداء اور اختراق کو کہتے ہیں فطر ایک حالت ہے فطرت بروزن جلسہ اس کے معنی معرفت اللہ میں پیدا ہوتا ہے۔

دین اسلام وہ دین ہے جو انسان کی فطرت تخلیق سرشت سے ہم آہنگ موافقت ومطالعت کلی پایا جاتا ہے زندگی اور دین میں کسی قسم کے تنافر تضاد نظر نہیں آیا ہے کلمہ دین کی تعریف توضیح میں ارباب قوامیس نے لکھا ہے

الانقیاد دوزارہ یعنی ایک قدرت مطلقہ انکارناپذیر کے سامنے صامع ذلیل پایا ہے تحلیل گراں دین والے لکھتے ہیں کلمہ دین کی چار عناصر ہے۔

دین ایک مصطلح متداول لو حاولنا عناصره الاساسية تخلص الى مايلي الدين ۴علی اربعه عناصر.

۱ .معبود واحد او اکثر يتجه اليه باالطاعة

۲ .عابد يطيع ويعبد معبوده من خلال سعائره معيه

۳ .رباط جامع بين العابد والمعبود ويتمثل فی منهاج نظری وعمل عقيده وشريعة واخلاق

۴ .غاية وهو حلب المنافع ودفع الضرا وهو مصاً

الـديـن يو جه عام انقياد العابد المعبو ده باطنا و ظاهر عقيده و شريعة و اخـلاق رغبة و مـقسيـه امـا حاجه البشر الى الدين فتمثل فى امور كثيـره مـنهـا. الـديـن فـر و ه عقليه ليجيب على تساو لات العقل فى الامور غيبيه

۲. الدين فرو ة نفسية.

اگرہم مصطلح دینی جوچل رہے ہیں تجزیہ وتحلیل کریں توتحلیل میں چارعنصرنظر آتے ہیں

ا۔ پہلا معبود واحد یااس سے زیادہ کی اطاعت کرتے ہیں ایک معبود یا زیادہ کے عبادت۔

۲۔دوسرا عابد ہے اطاعت اور عبادت معبود مخصوص شعائر کے واسطے کرتے ہیں۔

۳۔ایک جامع عابد ومعبود کے درمیان ربط نظری اور عملی ہے۔ دونوں کے درمیان جوڑشریعت اور عمل ہے۔

۴۔اس عبادت کی غرض وغایت جلب منافع اور دفع مضرات یا دونوں دین عام محاورے میں عابد کا معبود کیلئے فرمانبرداری اطاعت باطن وظاہر دونوں میں ہے عقیدہ وشریعت دونوں میں ہے عقیدہ شریعت اخلاق میں ہے۔ اس کی طرف رغبت بھی رکھتے ہیں اوراس سے ڈرتے بھی ہیں اوران سے نیکی ثواب کے خواہاں ہیں اس کومتوجہ شروّات سے اس پرلوگوں کوسزاؤں سے دفاع کریں۔

۵۔بشرجس حالات میں ہودین کا نیازمند ہے یہ نیازمندی چندامور میں ہے بشرکیلئے دین ضرورت عقلی ہے۔

دین کی خصوصیات

ا۔اس میں ہر بات کی دلیل مانگتا ہے،ہم بغیر دلیل ٹھونسنا چاہتے ہیں،اسی لئے حدیث کی جگہ فقہ کوترجیح دی، کیونکہ حدیث میں بہت جھنجھٹ ہے، پوچھتے ہیں اس کا راوی کون ہے؟اس کے راویوں کی توثیق ہوئی وغیرہ۔جبکہ فقہ میں کسی قسم کا سوال کی گنجائش نہیں، یہ ماننا پڑے گا۔

۲۔دوسرا نقص اس دین میں استبدادیت نہیں یعنی ہر بات کی سند دینا ضروری ہے،مغرب میں جس وقت آزادی دین کی تحریک شروع ہوئی تو وہاں دو گروہوں کی حکومت چلتی تھی،ایک گروہ فوضاً افراتفری ہرقسم کے نظام مخالف چلتی تھی وہ دلیل کے خلاف تھے دوسرا دین مسیح۔مسیحیت کو جو زوال پیش آیا،وہ ان کی مجبوری تھی اصل تمام مسائل مسیحی کی برگشت مسیح کو جاتی تھی اور مسیح کون تھے؟وہ کیا ہے؟ کہا اقنوم ہے،اقنوم کیا ہے؟اقنوم قابل تفہیم نہیں۔

لہٰذا مغرب موطن استکبار آمریت استبدادیت جبریت تھا،وہ الحاد کے ساتھ بنے ہیں،دین کے ساتھ نہیں۔اس لئے انہوں نے تبدیل دین پر زور دیا ہے۔کلیسا کو بدنام کرنے کی بجائے اللہ ہی کو ہٹادو۔اس کی جگہ ترقی کو رکھا۔

دین کے بارے میں دین سے نا آشنا،دین سے جاہل،دین کے جاحد،دین کے ملحدین،متہم دین کے جاننے کی خواہش،متہموں کے سوالات؟دین کے جاحدین،دین کے ملحدین کے دین کے بارے میں ان کے اظہارات تاثرات یہ ہیں۔

ا۔دین کے داعیوں کا کہنا ہے خلاصہ تصور دین تین خطوط میں منقسم ہوتا ہے۔

الف۔قوی واسطہ، ب۔واسطہ ضعیف، ج۔ناتواں بےبس۔

۲۔ دین کے تین مصادر ہیں۔

ا۔قرآن جواقویٰ القواء کی طرف سے آیا ہے،اس کا کہنا ہے میرے سوالات کے جواب دے دو۔ورنہ تم میری گرفت سے باہر نہیں جاسکتے ہو اگر جانا چاہتے ہو تو بتاؤ۔

الف۔اس کو ماننے والے ب۔نیم ماننے والے

ج۔جاحد و منکر بتوں کے معتقد۔

اگر عصر معاصر عصر ترقی و تمدن ہے، یہ ترقی یہ تمدن علم و تحقیق کے مرہون منت ہے۔اب بشر افکار خرافاتی خز عبلاتی افکار اقوال جنیان کاہنان کو نہیں مانتا ہے، اگر علماء طبیعت نے آسمانوں میں موجود ستاروں کے اعداد حاصل کئے ہیں، قعر سمندر میں موجود ذخائر کا انکشاف کیا ہے اس کیلئے تحقیق انسان عصری کی شناخت ہے تو دین اسلام کے بارے میں بھی تحقیق کریں۔یہاں سنی سنائی کہانیوں، جنیوں، خرافاتیوں کو مصادر اسلام قرار دیتے ہیں، یہ کونسی تحقیق ہے اس تحقیق کے مصادر و ماخذ تو زرا بتائیں؟ آج دنیا میں ہر چیز کو مصادر کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے آپ کے اسلام کے بارے تصورات احکامات کے کیا مصادر ہیں؟ کوئی نہ کہے ہم وہی مصادر سے اخذ کرتے ہیں جو مسلمانوں کی لکھی ہے، آخر میں یہ تو آپ نے سو فیصد سچ بات بتائی ہے کہ آپ نے مسلمانوں سے لئے ہیں۔

دین ضرورت نفسی ہے:

انسان کا نفس نیاز مند ہے کسی دین کا کیونکہ ایمان قوی اور اس سے تمسک دونوں کفالت ہے اندر موجود قلق پریشانی دکھ اور دیگر امراض نفسی جس کا علاج نہیں ہے وہ غیب سے معبود سے شفاء مانگتے ہیں۔

۲۔دین ضرورت روح ہے۔کبھی دل میں فقر وفاقہ احساس نیاز ہوتا ہے وہ کسی چیز سے سکون نہیں دیتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔کبھی پریشانی پراگندگی افتراق جدائی کا احساس ہے مرض ہے یہ چیزیں اللہ کی طرف اخلاص عبادت کے بغیر حل نہیں ہوتی ہیں۔

۳۔دین ضرورت اجتماعی ہے۔کوئی اجتماع آپ کونہیں ملیں گے بغیر دین کے۔دین ہی اس اجتماع کو ایک جگہ ربط رکھتے ہیں جوڑتا ہے حاکم ومحکوم کے درمیان ربط دین ہوتا ہے دین ضرورت اخلاقی ہے بلکہ دین کل دین خلق ہے دین ہی انسان کے خلق کواوپراٹھاتا ہے۔

اسباب تاخر مسلمین:۔

بیان کرنے والے علماء اور دانشواران کے علم و دانش کو تقلیل نہیں کر سکتا نہ اس بارے میں ان کو خیانت کار جانب دار ٹھہرا سکتا ہوں کیونکہ راقم کی صلاحیت ہر حوالے سے مفقود کوتاہ ہے، اور نہ اپنے بارے میں چہ میگویوں سے بچنے کی خاطر کسی بھی ناقد کی اغلاط یا کوتاہیوں کی تصحیح یا معذوریت پیش کر سکتا ہوں، یہ بھی ایک گناہ نا قابل بخشش ہے، ہم موضوع کو کھولتے ہیں۔آپ کے پاس ایک دین ہے دین کا موضوع ترقی تمدن دنیا سازی دنیاداری نہیں ہے، دین کا موضوع اس دنیا میں تمہارے لئے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے، کیا کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے یہ دین ہے۔جبکہ ترقی تمدن ہر آئے دن بہتر سے بہتر وسائل استعمال کرنا، بہترین لذیذ ماکولات مشروبات تناول کرنا، بہترین جگہ قیام کرنا ہے۔

۱۔ترقی کی بعض خوبیاں ایسی ہیں کہ کوئی احمق بھی جنہیں رد نہیں کر سکتے ہیں مگر۔

۲۔ مجھے گرمی برداشت نہیں ہوتی ہے کوئی میرے گھر میں ائیر کنڈیشن لگانا چاہتے ہیں مگر۔

۳۔بعض کو میرا لباس بوسیدہ میلا دیکھ کر دکھ ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں مجھے کوئی اچھا سوٹ دیں مگر۔

۴۔کوئی مجھے ایک نوکر ملازم دینا چاہتے ہیں مگر۔

۵۔کوئی میرے کمرے میں صوفہ سیٹ لگانا چاہتا ہے مگر معمولی شرط لگاتے ہیں۔

ایک اجتماع عام میں لاؤڈ سپیکر پر مجھ سے زیارت عاشورا یا حدیث کساء سننا

چاہتے ہیں اس میں کیا قباحت ہے؟ اس میں کوئی قباحت نہیں صرف اتنا ہے کہ اپنے آباواجداد کو بلاثبوت، بلا وجہ سب و شتم کریں۔ یہاں کے پڑھے لکھے لوگ مغرب جا کر واپسی پر اپنی ناموس کو بے حجاب آزادی دینے کا وعدہ دے کر کے واپسی کا ٹکٹ بناتے ہیں۔

یہاں کرملن، واشنگٹن نادیدہ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے اس بوسیدہ حالت میں مرنا ہے اللہ کے حضور میں حاضری دینا ہے، دین فروشی کر کے ہم ترقی کو قبر میں نہیں لے جائیں گے وہاں کس کام آئے گا؟

تالیفات متواضعانہ منکسرانہ اصلاح طلبانہ شرف الدین

۱۔ قرآن سے پوچھو
۲۔ قرآن اور مستشرقین
۳۔ انبیاء قرآن آدم نوح وابراھیم
۴۔ انبیاء قرآن موسیٰ وعیسیٰ
۵۔ انبیاء قرآن ھود صالح ذوالکفل
۶۔ انبیاء قرآن حضرت محمد
۷۔ قرآن میں شعر وشعراء
۸۔ قرآن مین مذکر ومونث
۹۔ اٹھو قرآن سے دفاع کرو
۱۰۔ تفسیر موضوعی
۱۱۔ ربوبیت والوہیت
۱۲۔ تفسیر موضوعی نبوت رسالت
۱۳۔ تفسیر موضوعی یوم آخرت
۱۴۔ تفسیر احکام قرآنیۃ
۱۵۔ ترجمہ تفسیر موضوعی آیت اللہ باقر الصدر
۱۶۔ مکتب تشیع اور قرآن
۱۷۔ قرآن میں امام وامت
۱۸۔ سوالنامہ معارف قرآنیہ
۱۹۔ اہل ذکر کے جوابات
۲۰۔ مدخل الدراسات تاریخ اسلامی
۲۱۔ دور رشد ورشادات
۲۲۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ اول
۲۳۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ دوم
۲۴۔ سلاطین عضوض مسلمین حصہ سوئم
۲۵۔ تاریخ الحاد وعلمانیت
۲۶۔ برصغیر میں طلوع اسلام سے انتہا مغلین
۲۷۔ مدخل الدراسات رواۃ وروایات
۲۸۔ قیام پاکستان
۲۹۔ مردان فرق ومذاہب
۳۰۔ تفسیر عاشورا
۳۱۔ تفسیر سیاسی قیام امام حسین
۳۲۔ عنوان عاشورا
۳۳۔ معجم تالیفات ومولفین امام حسین
۳۴۔ قیام امام حسین کا جغرافیہ جائزہ
۳۵۔ اصول عزاداری
۳۶۔ مثالی عزاداری
۳۷۔ عزاداری کیسے اور کیوں
۳۸۔ مجلس مذاکرہ امام حسین
۳۹۔ اسرار قیام امام حسین
۴۰۔ انتخاب مصائب
۴۱۔ قیام امام حسین غیر مسلموں کی نظر میں
۴۲۔ قرآن وسنت میں حج وعمرہ
۴۳۔ معجم حج وعمرہ
۴۴۔ احکام قرانیہ
۴۵۔ اجتہاد تقلید تجدید کا آغاز وانجام
۴۶۔ عصر حاضر کی مرجعیت
۴۷۔ مذاہب فقہی مسلمین
۴۸۔ موضوعات متنوعہ
۴۹۔ ولایت فقیہ
۵۰۔ افق گفتگو
۵۱۔ مدارس وحوزات پر نگارشات
۵۲۔ فصلنامہ عدالت
۵۳۔ شکوں کے جوابات
۵۴۔ جواب شکوہ
۵۵۔ بک گئے جواب ڈاکٹر حسن
۵۶۔ احلام تقریب بین المذاہب
۵۷۔ چھورکا والوں کا مذہب
۵۸۔ دار ثقافتہ سے عروۃ الوثقی
۵۹۔ سیکولرزم دخت الحادازم نواسی یہودازم
۶۰۔ ملاحظات بر پایان نامہ فدا حسین حیدری
۶۱۔ اخوان صفا معاصر
۶۲۔ شاہراہ مسکونی
۶۳۔ مجلّہ ثقافت اسلامیۃ مقالات قرانیۃ
۶۴۔ مجلّہ اعتقاد چار شمارے
۶۵۔ مجلّہ صرخۃ حق
۶۶۔ مدخل الدراسات فی الفرق والمذاہب
۶۷۔ دراسات فی الفرق والمذاہب
۶۸۔ حقوق طلبی
۶۹۔ فصل جواب
۷۰۔ آمریت کے خلاف آئمہ کی جدوجہد
۷۱۔ باطنیہ وبناتہا
۷۲۔ شیعہ اہل بیت
۷۳۔ علم اور دین
۷۴۔ عقائد ورسومات
۷۵۔ نطد احیون
۷۶۔ پیغام سودا اخبار سودا پیام نیم سبز
۷۷۔ علماء دانشوران بلتستان
۷۸۔ فدک وما دراما الفدک
۷۹۔ اعیاد مسلمین میں اسلام نہیں
۸۰۔ ملاحظات خاطفہ بر پایان نامہ صاحبہ